[illegible]

سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۲

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن اول و رکن دوم

CHECKED 196[illegible]

از

تصنیف جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان [illegible] شیخ حسن احمد

بن شیخ محمد مہدی بن امام الطریقت [illegible] الشریعت [illegible] شیخ محمد [illegible]

بن شیخ محمد سعید عروۃ الوثقیٰ [illegible]

رکن اول

در احوال خزینۃ الرحمۃ [illegible] مجدد الف ثانی [illegible]

رکن دوم

در احوال قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ [illegible]

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن دین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

[illegible] منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں

لاہور

بعد [illegible] اردو ترجمہ کرا کر

[illegible] باہتمام [illegible] چھپوا [illegible]

تصوف کی پرانوار رحمت اور بےنظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولی کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ——— ۴ر

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے اور خوش قلم اعلے درجہ کاغذ پر طبع ہو گیا ہے

قیمت ——— ۲ر

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بےنظیر کتاب حضرت مولنا عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلے تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ہیں ذکر ہے قابل دید ہے۔ قیمت ——— ۱۳/

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو طالبان مولے کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفاکیش اس کو حرز جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں قیمت عہ/ ۱۲/

اردو ترجمہ کتاب مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک باریک نکات بیان فرمائے ہیں۔ قیمت ——— عہ/ ۲/

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

و آلہ و اصحابہ ذوی المجد و التعظیم

ہر قسم کی تعریف اور ہر صفت کی توصیف اس ذات منتجمع الصفات کے لئے خاص ہے جسکی یافت حدِ ادراک سے بالا و اعلےٰ ہے اور اس کی دریافتِ حقیقت حدِ قیاس سے مبرہ و منزہ اُسی کے ظلالِ اسما و صفات کا تمام عالم مظہر ہے۔ اور اُسی کے پرتو شیون اور تجلیات سے کل جہان منور۔ اُسی کے رشحاتِ جود سے سب نے خلعتِ وجود پایا۔ اور اسی کے لمعاتِ کرم سے حضرتِ انسان کو خطاب وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ آیا۔ اُسی کی نوازشات سے خاصوں کو شرفِ خلافت و خلت ملا۔ اُسی کی عنایت سے مقربوں کو رتبہ نیابت و قربت سرفراز ہوا۔ اسی کی تلاش و طلب میں عاشقوں کی جان و دل مثل سیماب بے قرار و بے تاب ہیں۔ اور سوز و گداز ہجر سے مشتاقوں کے سینہ و جگر بریان مانند ماہی بے آب۔ اُسی کی مرحمتِ ازلی نے ان دلدادگان کو مرہم تسلی و تسکین عطا فرمایا۔ اور سینہ فگاروں کو شربِ وصل و تمکین سے سرفراز کیا۔ اُسی کی بلند درگاہ کی جبہ سائی سے عبودیت نے شرف قبولیت پیش گاہ الوہیت پایا۔ اُسی کی محترم بارگاہ میں ناصیہ فرسائی سے مرتبہ کمال و خصوصیت ہاتھ آیا۔ اور درود و غیر معدود اُس خواجۂ اکرام افتخارِ آدم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم پر جن کی ذات قدسی بات

منبع اسرار قدم معدن انوار اتم اور مظہر تجلی اعظم ہے۔ اُن ہی کے ظہور سے جلوہ بطون ہویدا و آشکار ہوا۔ اور وجود وجود سے ہر ایک موجود پیدا و اظہار ہوا خلعت لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ آپ ہی کے زیب بر ہوا۔ اور تاج وَمَا اَرْسَلْنٰکَ آپ ہی کے زیب سر کیا گیا۔ آپ ہی کی تصدیق پر معنی ایمان و البتہ ہیں۔ اور آپ ہی کی اطاعت پر تکمیل ایمان پیوستہ۔ آپ ہی سے عالم امکان کا سرانجام ہے اور ظہور قدم کا اہتمام۔ آپ ہی کے نقش قدم پر چلنے والوں کا تابعین و اصحاب نام ہے اور سب غوث و اقطاب عالم آپ ہی کے تابع احکام آپ ہی کی راہ راہ قرب و یقین ہے اور وہی ذریعہ حصول قرب و تمکین ہے ؎

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ تعالیٰ پیار سے دیکھے — جو آنکھیں اپنی ملتے ہیں نبیؐ کے آستانے سے
کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب — لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے
تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پاتا ہے اک عالم — گزارہ سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے
زمیں تھوڑی سی دیجے بہر مدفن اپنے کوچہ میں — لگا دیجے مرے آقا مری مٹی ٹھکانے سے
بلا لیجے در اقدس پہ اپنے اس گداگر کو — پھرے کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

بعد حمد و نعت کمترین عجز آگین ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور، ارباب شریعت و طریقت و اصحاب حقیقت و معرفت کی گرامی خدمات میں نہایت ادب کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ اس ناچیز کو علم تصوف کی کتابوں کے ترجمے شائع کرتے ہوئے یہ دسواں سال ہے۔ اس عرصہ مدت میں ۱۲۵ سے زیادہ نایاب اور ضخیم کتب مثل ہر سہ دفتر مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور نفحات الانس، تحفۃ القلوب وغیرہ ضخیم کتب کے بامحاورہ ترجمے پیشکش ناظرین باتمکین کئے۔ اور بافضال الٰہی و عنایات لامتناہی سب مقبول انام بلکہ پسندیدہ ہر خاص و عام ہوئے۔

سنہ ۱۹۱۳ میں جب میں مکتوبات شریف کے ترجمے کو چھاپ کر فارغ ہوا۔ تو ہر طرف سے شائقین کرام نے باصرار تمام یہ فرمائش کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد کتاب روضۃ القیومیہ کا ترجمہ شائع کرو۔ مجھ کو اس مبارک کتاب کے ترجمے کا خود بھی بہت شوق تھا۔ مگر افسوس کہ کتاب روضۃ القیومیہ میرے پاس نہ تھی۔ اور نہ کوئی

صاحب اس کے ہونے کی اطلاع دیتے تھے۔ اُدھر دن رات اس کے ترجمہ کی دھن لگی رہتی اور جابجا کتاب تلاش کر رہا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی عنایت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باطنی توجہ اور قیوم اربع کی روحانی امداد سے میرے عزیز دوست منشی محمد برکت علی صاحب نے ہر چہار جلد روضۃ القیومیہ کا ایک قلمی نسخہ مجھے کہیں سے منگوا دیا جس کے لئے میں ان کا کمال مشکور ہوں۔ مگر افسوس کہ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ آدھی سے زیادہ کتاب کا مضمون اس میں نہیں۔ آخر کار میں وہ نسخہ لیکر اپنے قدیمی کرم فرما اور سچے محسن جناب حضرت پیر عبد الغفار شاہ صاحب قادری سلمہ اللہ ربہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پیر صاحب موصوف اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے ترجمہ کے محرک ہو چکے ہیں) اور عرض کی کتاب "روضۃ القیومیہ" تو ملگئی۔ مگر افسوس کہ نامکمل اور ناقص ملی ہے۔ حضرت پیر جی صاحب نے اُس کتاب کو غور سے پڑھا اور کئی مقام مطالعہ کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ عرصہ ۶ ماہ سے ایک قلمی کتاب مجھے کوئی اللہ کا بندہ دے گیا ہے! اس میں اسی قسم کے مضامین ہیں۔ مگر میں پختہ طور پر نہیں کہ سکتا کہ وہ یہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب۔ آخر کار حضرت پیر صاحب نے الماری کھولکر ایک کتاب قلمی نکال میرے حوالے کی۔ میں نے جب اس کتاب کے آخیر صفحہ کو دیکھا تو وہاں یہ عبارت تحریر تھی۔

"باختتام رسید نسخہ متبرکہ معظمہ روضۃ القیومیہ در احوال حضرات قیوم اربعہ
من تصنیف افضل العلما حضرت خواجہ محمد احسان رضے اللہ تعالیٰ عنہ
بروز تاریخ پنجم ذی الحجہ در روز یکشنبہ در سنہ ۱۳۰۱ ہجری در ملایہ مٹو
در مدرسہ احسانیہ بقلم حاجی اسرار خوقندی"

اس کے مطالعہ سے مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور میں نے نہایت زور کے ساتھ جوش بھری آواز میں حضرت پیر جی صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت یہ مکمل کتاب روضۃ القیومیہ ہے۔ حضرت نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو۔ کہ حضرات قیوم اربع نے تم سے اس کتاب کے ترجمہ کی خدمت لینی منظور فرمائی ہے۔ سو یہ کتاب ہم نے تمہیں ہمیشہ کے لئے دیدی" پیر صاحب کا فرمانا تھا کہ میں اور بیخود ہوا۔ اور حیران تھا کہ جس گوہر نایاب کی میں نے اس قدر تلاش کی

آج ایک دن میں اُس کے دو نسخے ملتے ہیں - اس میں یہی حکمت ہے کہ مجھے اس کتاب کے ترجمے کے چھاپنے کی خدمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہ عنایت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و بامداد حضرت قیوم رابع سپرد ہوئی ہے اسی وقت جناب باری میں سجدہ شکر بجا لایا اور کتاب کا مطالعہ شروع کیا - دو تین دن کے مطالعہ کے بعد اس گوہر نایاب کا ترجمہ شروع کر دیا - اللہ تعالےٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ ۵ ماہ کامل کے بعد یہ چاروں دفتر ترجمہ کے مکمل ہو گئے - اور نظر ثانی کے لئے یہ کتاب معہ اصل کے مَیں نے اپنے قدیمی کرم فرما زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولنا مولوی احمد حسین خاں صاحب نقشبندی مجددی قادری سلمہ ربہ کی خدمت مبارک میں امروہہ بھیجدی - حضرت موصوف اس کتاب کو معہ اصل کے حیدر آباد دکن لیگئے - اور کامل عرصہ ۶ ماہ بعد ملاحظہ تمام مسودات کے مجھے واپس فرمائے - جس کے لئے مَیں ان کا کمال شکر گذار ہوں ؛

اب اس کتاب کی تیاری کیلئے انتظام ہو رہا تھا - کہ ناگہانی ایک مصیبت مجھ پر نازل ہوئی - اور وہ وہ مصیبت ہے کہ اللہ کریم کسی دشمن کے نصیب نہ کرے - اس کے لکھتے وقت میرے ہوش حواس گم ہو رہے ہیں اور وہ یہ روح فرسا حادثہ ہے کہ ۲۸ - نومبر ۱۹۱۵ء کو میرا چھوٹا لڑکا ملک تاج الدین (جو تمام کاروبار دکان اور چھپائی کتب میں میرا زبردست بازو تھا) بیمار ہوا - اور ایسا بیمار ہوا کہ اُسکی بیماری نے مجھے حیران کر دیا - اس کے علاج کے لئے مجھے نہایت پریشان مقامات پر بھی اُسے لیجانا پڑا - کبھی شملہ میں تھا - اور کبھی دھرم پور شملہ کے ہسپتال میں کبھی کہیں اور کبھی کہیں - غرضیکہ ۶ ماہ ۳ روز بیمار رہ کر وہ نوجوان جسکی عمر ۲۷ سال کی تھی اور جو اس عالم جوانی میں نہایت پاکباز خدا یاد اور بہت بڑا معتقد خاندان عالیہ نقشبندیہ کا تھا یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ہجری مطابق ۳ جون ۱۹۱۶ء بروز شنبہ عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؛

ناظرین آپ ذرا خود خیال فرمائیں کہ جس شخص کا نوجوان ہونہار لائق اور سچا تابعدار اللہ اور اُس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر گذر جائے - اس کی کیا حالت ہو گی - اس کے مرنے کے بعد ۳ ماہ تک میں خود سخت بیمار رہا

جب قدرے میری طبیعت سنبھلی تو ارادہ کیا کہ کتاب روضۃ القیومیہ جلد شائع کر دیجائے۔ مگر یورپ کے عظیم جنگ کی وجہ سے کاغذ نہایت گراں ہو گیا۔ یعنی جو کاغذ ملتے پر ملتا تھا اُس کی قیمت ۲ ہو گئی۔ جسکی وجہ سے مجھے پھر تامل ہوا۔ مگر شائقین کا تقاضا حد سے زیادہ ہوتا گیا ✚

خصوصاً اب کی دفعہ ۱۳۳۵ ہجری میں جب میں عرش شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حاضر ہوا۔ تو ہر طرف سے تقاضا ہوا کہ روضۃ القیومیہ کا ترجمہ جلد شائع کرو۔ خصوصاً حضرت محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ایک بزرگ قندہار سے تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے مجھے بہت تاکید فرمائی! اور کہا جب ہم آیندہ سال آئیں تو تم نے ضرور ترجمہ روضۃ القیومیہ طبع کرا کر لانا۔ اور اس کے بعد پھر فارسی زبان اصل میں بھی طبع کرنا۔ چنانچہ ان بزرگوار نے روضہ اقدس حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پہ حاضر ہو کر میرے لئے دعا فرمائی۔ ناچار جب میں لاہور واپس آیا تو آتے ہی تگنی قیمت پر اس کتاب مبارک کے ترجمہ کیلئے کاغذ خرید کیا اور اس کے ترجمہ کو لکھوانا شروع کیا ✚

بعض لوگ یہ خیال کرینگے کہ یہ ضخیم اور بڑی بھاری کتابیں اسی خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترجمہ کرا کر شائع کرتا ہے اس سے اُسکی کیا غرض ہے۔ لہٰذا میں اُن حضرات کی خدمت میں حسب ذیل عرض کرتا ہوں تاکہ انہیں میرے اغراض سے واقفیت تامہ ہو جائے:۔

واضح ہو کہ مجھ کو زیادہ تر تصانیف خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے دلچسپی کا یہ سبب خاص پیش آیا ہے کہ زمانہ حال کی موجودہ رفتار اس طریقہ عالیہ کی تعلیم کی زیادہ ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ کیونکہ اس طریق میں محض اتباع شرع شریف کی برکت اور پیران کبار کی توجہ اور عنایت سے طالبان خدا و سالکان راہ صدق و صفا بلا کسی محنت شاقہ اور بغیر ریاضت کثیرہ کے مراتب فنا و بقا سے مشرف ہو کر بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتے ہیں ؎

آنچہ یہ تبریز یافت یک نظر شمس دین | طعنہ زند بر دو صد سخرہ کند بر چلہ

علاوہ ازیں اس خاندان عالیہ میں اگرچہ تعلیم طریقۂ نقشبندیہ کی جاتی ہے لیکن بطور

شمول تمام خاندان کی نسبتیں اور جمیع طرق کے کمالات مجموع ہیں۔ صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طریقہ کی نسبت سب نسبتوں سے بلند و ارفع ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش
اہل دل مے کند بیک نظرش

اس خاندان میں ابتدائے سلوک ہی میں سالکوں کو دوسرے طریقوں کے انتہائی مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد صحیح ہے کہ ؎

اول ما آخر ہر منتہی است
آخر ما جیب تمنا تہی است

اس مقام کو اندراج النہایۃ فی البدایہ کہتے ہیں۔ اب اس سے اس طریقہ کے انتہائی کمالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا اور کیسے ہوں گے! اور کیوں نہ ہوں کہ اس سلسلہ کے صاحب الطریق غوث یزدانی محبوب صمدانی قیوم زمانی حضرت بدرالدین خواجہ شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی ہیں جن کے حالات اور کمالات مشہور و آشکارا فی نصف النہار ہیں۔ انہی کی یہ ایک ادنٰی کرامت ہے کہ ہندوستان جیسے کفرستان میں لکھوکھا اولیاء اللہ اہل دل طریقہ نقشبندیہ کے مزارات سے خلائق فیوض و برکات سے مستفید ہو رہی ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر فیضان باطنی کے توجہ سے مالا مال کر رہے ہیں۔ دوسرے سلاسل میں اول تو ذکر جہر ہی اکثر لوگ بسبب محنت کے پابندی سے نہیں کرتے! اور ذکر کرتے بھی ہیں تو ذکر قلبی اور روحی تک نوبت نہیں پہنچتی۔ اور ہزاروں میں کبھی ایک دو کو پہنچتی بھی ہے تو سالہا سال کی ریاضت اور محنت کے بعد بلکہ اکثر کی نسبت تحقیق سے یہی دریافت ہوا کہ فلاں وقت میں فلاں نقشبندیہ طریق کے بزرگ سے استفادہ توجہ کیا گیا تھا۔

آپ کے ظہور اور ولادت کے واقعات یہ ہیں کہ اکبر اور جہانگیر بادشاہان ہند کے عہد میں اسلام کی حالت ضعیف اور ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ بادشاہان وقت نے کفر و شرک کی رسموں کو رواج دے یا تھا۔ اکبر بادشاہ ہندو وزیروں کے ساتھ بتخانوں میں جا کر زنار پہن کر اہل ہنود کی مذہبی آئین میں شرکت کرتا تھا۔ داڑھی منڈا کر گاہے گاہے پیشانی پر قشقہ لگاتا تھا۔ شاہی مہر کا سجعہ جل جلالہٗ واکبر شانہٗ تھا۔ اور درباری آداب سجدہ تھا۔ بہت سی مسجدیں منہدم کر دی گئیں تھیں۔ کوئی پرسان حال نہ تھا۔

قانون خلاف شرع شریف جاری کردئے گئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی وزراء بادشاہی نے الحاد اور فلسفہ کی حقانیت پر کتابیں تحریر کی تھیں۔ بہرحال بشری طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ دیندار سراسیمہ و پریشان تھے۔ اور گرداب حیرت میں سرگردان ہر شخص کو امداد غیبی کا انتظار تھا۔ اولیاء وقت کو آپ کے ولادت کی بشارتیں ہوئیں۔ اور ظہور کے آثار نمایاں ہوئے ؎

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنیوالا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنیوالا ہے

کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنیوالا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا جلوہ گر ہوگا
خبر ذرّوں کو دو وہ ماہِ منور آنیوالا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنیوالا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنیوالا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے
کہ سلطانِ زمان محتاج پرور آنیوالا ہے

بر آئینگی مرادیں حسرتیں ہو جائینگی پوری
کہ وہ مختار دین دنیا کا رہبر آنیوالا ہے

یہ سامان ہو رہے تھے مدتوں سے جسکی آمد کے
وہ شاہ وقت با صد شوکت و فر آنیوالا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنیوالا ہے

مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرار دل شکیب جان مضطر آنیوالا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو لمعت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنیوالا ہے

پس بتاریخ ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ سنہ ہجری وہ آفتاب جاہ و جلال با عزت و اقبال مطلع شہر سرہند سے جلوہ افروز ہوا۔ عالم و عالمیان میں آثار رشد و ہدایت نمودار ہوئے۔ آپ نے بہت جلد علم ظاہری کی تحصیل اور علم باطنی کی تکمیل سے فراغت پاکر ہدایت میں مشغولی فرمائی۔ قرب جوار بلکہ دور دراز سے مثل مور و ملخ مخلوق چلی آرہی تھی۔ لاکھوں آدمی مرید اور حلقہ بگوش ہوگئے۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ وقت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دین کی اشاعت میں ہر بے دین سے مقابلہ کیا۔ و بہاری سجدہ اور کفر و شرک کی رسموں کو مسدود کیا۔ بادشاہِ وقت اور شاہزادگان مرید ہوئے امراء دولت اور ارکانِ سلطنت نے عقیدت پیدا کی دوسرے ملکوں کے بادشاہ اور علما

اور مشائخ داخل سلسلہ ہوئے۔ بالاتفاق آپ کو سب نے شریعت اور طریقت کا امام اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا جب سے اب تک دنیا میں اس سلسلہ کو جو فروغ ہے اور کسی سلسلہ کو نہیں ہے۔

ایسے ہی بزرگوں کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتوحات مکیہ جزو ثانی باب ۷۳ میں بہ ضمن معنی حدیث اِنَّ النُّبُوَّةَ وَالرِّسَالَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (نبوت اور رسالت قطعاً ختم ہو چکی ہے میرے بعد نہ اب کوئی رسول آئیگا اور نہ نبی) تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبوت اور رسالت تشریعی مراد ہے یعنی آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول صاحب شریعت جدیدہ نہ آئیگا۔ اور آپ کی امت کو مراتب اور مقامات نبوت اور رسالت تا قیامت عطا ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیث صحیح ہے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل ہونگے ✦

آپکے حالات سے یوں تو صفحات تواریخ عالم مملو ہیں۔ اور آپکے کارنامے تابقاء عالم ارباب صدق و یقین کے پیش نظر رہینگے لیکن آپکے حالات میں بہترین تاریخ رَوْضَةُ الْقَیُّوْمِیَّه ہے جس میں آپ کے بزرگ صاحبزادہ مولانا ابو الفیض خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بکمال محنت اور جانفشانی سے حالات چشم دید کو بہت تحقیق سے اور واقعات سابقہ کو معتبر تواریخ سے نہایت ہی جامعیت اور صحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفصل اور جامع کوئی اور تاریخ اس خاندان عالیہ کی نہیں ہے جو اس قدر قرب زمانہ میں اس التزام کے ساتھ تالیف کی گئی ہو ✦

اس کے فاضل مؤلف ؒ نے آپکے ذاتی کمالات کے علاوہ خاندانی حالات بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے آپ کے ظہور کے اشارات۔ اولیاء سابقین کے بشارات اور آپ کے مخصوص مدارج کمالات جو اور اولیاء امت سے ممتاز ہیں۔ اور مقامات سلوک جو اور طریقوں سے خاص امتیاز رکھتے ہیں نہایت ہی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اگرچہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے ظاہر بینوں کے شبہات کے کافی جواب دئے ہیں مگر بضمن دیگر حالات

میں اگر کسی شخص کو بالتخصیص اس بارے میں مکمل کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہو۔ تو میرے خیال میں بہترین رسالہ موسوم بہ اسم تاریخی گنجینہ مناظرہ مصنفہ حضرت احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی مجددی نہایت جامع ہے ✦

اس سے اندازہ ہو سکیگا کہ اس ناچیز کو اس کتاب کے انتظام طبع میں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بتائید خدائے مطلق اور بطفیل حضرت نبی برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب آسان ہوگئیں۔ اور بحمد اللہ کہ آج یہ موقعہ ملا کہ اس گوہر بے بہا اور جواہر نایاب کو تیار کر کے شائقین باتمکین کے ملاحظہ میں پیش کر سکا ✦

قبل اس کے کہ میں اس عرض حال کو ختم کروں ناظرین کتاب ہذا سے نہایت عجز اور ادب سے التماس ہے کہ جب وہ مطالعہ کتاب سے محفوظ ہوں تو محض خدا کے واسطے مجھ ناکارہ۔ گنہگار۔ سیہ اعمال کیلئے ضروری دعائے خیر فرمائیں۔ کہ اللہ تعالے اپنے تصدق اپنے محبوبوں کے میرا دنیا سے انجام بخیر کرے۔ اور عاقبت میں اپنے مقبولوں کے زیر سایہ رکھے۔ جس اعتقاد پر ہوں اُسی پر خاتمہ ہو۔ اور اسی پر حشر ہو۔ نیز میرے نوجوان مرحوم فرزند ملک تاج الدین کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اُسے فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور اُس کا حشر بھی پیران عظام کے ساتھ ہو ✦

قبل اس کے کہ ناظرین کرام عرض حال ختم کر کے کتاب کا مطالعہ شروع کریں ایک نہایت دلچسپ مدحیہ نظم پڑھ لیں۔ جو میرے مخدوم مکرم جناب حکیم محمد سلیمان صاحب اور متخلص بہ حسن نے جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی ہے۔ پہلے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھ کر پھر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کریں ✦

نیاز مند۔ روسیاہ۔ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی بازار کشمیری

لاہور۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری

در مدحتِ حضورِ فیض گنجور حضرت امام ربانی محبوبِ یزدانی شیخ احمد مجدد الفِ ثانی سرہندی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از سیہ بختی بچشم جاں دارم روزِ بد
چار سوئے دل گرفتہ فوجِ غم بیحد و عد

نیست ہنگام نوائب غیرِ ذاتت مستند
چشم دارم از نگاہ لطفِ تو بہرِ مدد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت قفل دشوارئی عالم را کلید
خود عیاں بینم آنچنانیکہ کس نتواں شنید

وادریغا بستہ شد از چار سو بابِ امید
خستگی از حد گذشت و چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخمِ تدبیرے کہ اندر کشت جاں کاشتند
کاشتکاراں از نموئش یاس بہرہ داشتند

آخر الامر ایں مرض چوں لا دوا پنداشتند
چارہ سازاں چارہ سازی را بتو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد داد از دستِ بیدادِ حوادث دم بدم
کشتیم در بحرِ غم اندر تلاطم اوفتد

کشتِ امیدم ز پامال مصائب شد بباد	آمدم سوی تو بعرض حال و انجاح مراد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بندگانت را کمینه بنده ام قربان باشوم	از خطا و جرم بس آگنده ام قربان باشوم
از ندامت سر به پیش افگنده ام قربان باشوم	شد بدل از گریه یکسر خنده ام قربان باشوم

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بستگیها را کشاد از حق بدستِ پاکِ تست	آنکه همسر شد باوج چرخ پست خاکِ تست
مطمئن از هول محشر بندۂ بیباک تست	با ادب حاضر بباب عالیت غمناک تست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

دردِ دل را خاک کوئے پاکِ تو خاکِ شفاست	وردِ نامِ نامیت اعلال روحی را دوا است
یک نگاهِ لطف تو صد عقدۂ مشکل کشاست	رو بتو آوردم و دانم مرا حاجت رواست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے دل از حدِ دانش رتبۂ والائے تو	خلعت فضل الٰهی است بر بالائے تو
ایستاده بندۂ بی برگ و بے کالائے تو	ریزه دارد هوس از خوان پر آلائے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

روسپید چشم دارم با سیه کاری دریغ	آبروئے خویش خواهم با همه خواری دریغ

رہرو ولیس نا توانم با گرانباری دریغ	دارم از خفتہ بختی چشم بیداری دریغ

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے من و صد ہمچو من بادا فدائے روئے تو	کیست در عالم کہ روئے دل ندارد سوئے تو
در طریق ماست طوف کعبہ طوف کوئے تو	شد نجاتم رابرات از قوتِ بازوئے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

مضمحل افسردہ خاطر بستۂ دام محن	آنکہ یا سوئے علماہا نامزد شد با حسن
بیکس و بیچارۂ پژمردہ جان خستہ تن	چارہ جو آمد ببابت بہر ربِّ ذوالمنن

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تمت بالخیر

اطلاع

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ، کوچہ ککے زیاں، بازار کشمیری لاہور

اردو ترجمہ کتاب
روضۂ قیومیہ
رکن اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وّاٰلہ و اصحابہ الطیبین الطاھرین اور حضرات قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ پر اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے:-

قیوم اوّل اولیائے امت کے امام، اصفیائے ملت کے رئیس خزینۃ الرحمۃ محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ — محمد ثمرہ چوں او ندادہ[1]
زتجدید حدیث کہنہ نو شد — کسے داند کہ در عشقش گرو شد
ہزار اندر چمن دستاں گذار است — کہ ایں گل رونق باغ ہزار است
ہمہ پیراں[1] بنزدش طفل راہ اند — چو من لب تشنہ نیمے نگاہ اند

قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم[2] قطب الہدےٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

زہے عزت کہ رب العز تش داد — کہ بر سر تاج قیومیتش بنہاد

---

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران آن زماں ہے ۔ [2] فرزند سومی حضرت قیوم اول ۔

جہاں قایم باو او باحد اند — زخود بگسستہ باحق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی او را — علم شد نام در معصومی او را

قیوم ثالث امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ **محمد**[۱] **نقشبند** رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

امام اولیا شاہ ولایت — رئیس اصفیا ماہ امامت
جہاں روشن زروے انور او — سر خورشید یک خشت در او
فقیران در رَشِ شاہانِ درویش — شکوہِ مملکت زارانذہ از پیش

قیوم رابع حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان اولیا خواجہ **محمد**[۲] **زبیر** رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

آں اختر برابع سموات — خورشید نہایتِ ولایات
آں شاہِ طریقتِ معظم — آں ماہِ شریعتِ مکرم
آں خاتمِ مظہرِ محمد — اتمام کمال دینِ احمد
آں صدر امامتِ ولایت — آں بدر خلافتِ جلالت
سلطانِ خلافتش وظیفہ — بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

اور اُن کی اولادِ کرام اور خلفاے عظام پر بحق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں ❖

حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ **مجدد الف ثانی شیخ احمد** سرہندی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اسلام کے ان چاروں بُرجوں اور دین کے ان چاروں رکنوں کے اوصاف حمیدہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، گویائی کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے **حق تعالےٰ** کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ **اللہ** اور **رحمٰن** میں جو کہ اسم ذاتی ہیں، چار چار حرف ہیں۔ **محمد** اور **احمد**

[۱] فرزند دومی حضرت قیوم ثانی ❖ [۲] فرزند اکبر شیخ ابوالعلی و نبیرہ حضرت قیوم ثالث ❖

ہیں جو حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسما ہیں، چار چار حرف ہیں اسمائے الٰہی کے اُمہات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں +

کتب سماوی یعنی توریت و زبور - انجیل اور فرقان چار ہیں - ملائک مقرب چار ہیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں صاحب مذہب مجتہد امام چار ہیں - ارکان اسلام یعنی کتاب سنت - اجماع اور قیاس چار ہیں - قرب الٰہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں - بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں - بہشت کی نہریں چار ہیں - عنصر جن سے مخلوق بنی ہے چار ہیں - پروردگار کے اسماو صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے جن کا لکھنا باعث طوالت ہے - پس اسی طریق کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماو صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں - چنانچہ وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہوئے جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں - اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں - اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں +

قیوم اول کا اسم شریف احمد ہے - جن میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں - آنجناب کا مبداء تعین اسم رحمٰن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنی تمام رحمت آنجناب رض کو عنایت فرمائی - اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا - رحمت - رحمٰن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں - اسی مناسبت سے آنحضرت رض کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف ہیں - اسی طرح سے حضرت قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع کے اسما میں بھی چار چار حرف ہیں - چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمّد زبیر ہے، چار حرف ہیں - چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت - اکملیت - اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے - اسی واسطے حق تعالےٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخا

انہیں رحمت فرمایا۔ شریعت۔ طریقت حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا ✣

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے شریعت کی طرف کم توجہی کی تھی چنانچہ بعض رقص او سماع کے مروّج اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے جب ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہوئے۔ اُن کمالات کے منکشف ہونے کا اصلی باعث شریعت کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی۔ اور جو کام شریعت کے خلاف تھے اُنہیں بند کیا ✣

گذشتہ اولیا کے کمالات ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بدرجۂ انتہا نصیب ہوئے۔ جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ کی بہت تعریف کی ہے۔ کیونکہ ان اولیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تک ترقی کی ✣

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ولایت کے بادشاہ ہیں۔ باقی تین خلفا کے مقام کمالاتِ نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے، اور ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے انتہائی مقام پر بھی نہیں پہنچے۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے، لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب ہوئے ✣

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا۔ تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے سیر کی چونکہ انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس واسطے ان پر کمالاتِ نبوت ظاہر ہوئے ✣

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ تقویت شریعت کی تقویت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ قیوم ربعہ سے سنتوں کے کمالات کو کیا کچھ رواج ہؤا۔ پس کسی کو کیا قدرت کہ ان کے کمالات کو بیان کرسکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں +

میری خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات **قیوم اول** سے لیکر آخر تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کے احوال کے کمالات سے مشرف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں +

میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے حضور میں کیا۔ جب آنجناب سے اس بارے میں عرض کی کہ اجازت ہو تو اس قسم کی کتاب تالیف کی جائے۔ آنجناب نے یہ التماس و عرض منظور فرمائی۔ اور اس کی تالیف کا حکم کیا چنانچہ چند ایک جزیں آنحضرت رضہ کے حضور ہی میں تیار ہوئیں، جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذریں۔ بعد ازاں قبلۂ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرماگئے اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

آنجناب کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم و الم میں مبتلا رہا۔ کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ جب قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔ علیہ التکلان والمستعان +

اس کتاب کی ترتیب ارکان اسلام کے طریق کے مطابق چار رکن پر ہے

رکن اول، در احوال قیوم اول مجدد الف ثانی و احوال فرزندان و خلفائے آنجناب کہ تا امروز شدہ +

رکن دوم، در احوال قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقٰے و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ ایں روزگار +

رکن سوم، در احوال قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ ایں زمانہ +

در مدحت حضور فیض گنجور حضرت امام ربانی محبوب یزدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از سیہ بختی بچشم حال دارم روز بد
چار سوئے دل گرفتہ فوج غم بیحد عد

نیست ہنگام نوائب غیر ذاتت مستند
چشم دارم از نگاہ لطف تو بہر صمد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت قفل دشوارئ عالم را کلید
خود عیاں می بینم آنجا لیک کس نتواں شنید

وادریغا بستہ شد از چار سو باب امید
خستگی از حد گذشت و چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخم تدبیرے کہ اندر کشت حالم کاشتند
کاشتکاران ز موئش پا سہا برداشتند

آخر الامر ایں مرض چوں لا دوا پنداشتند
چارہ سازاں چارہ زی را بتو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد داد از دست بیداد و جوادث داد داد
کشتیم در بحر غم اندر تلاطم اوفتاد

۵ تاریخ شیخ محمد شاذی البال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے +
۶ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے دُہتنے تھے +
۷ تجارید یہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے - اس میں آنحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیت سے درج ہے +
۸ نجم الہدے یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے +
۹ تزوجیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔ لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں
۱۰ معصومیہ
۱۱ طبقات معصومی
۱۲ مقامات معصومی
۱۳ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروج الشریعت +
۱۴ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبد الاحد +
۱۵ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابو العلی کی تالیف ہے۔ اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں +
۱۶ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں-

ان کے علاوہ ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں:-

۱ مراۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں +
۲ مراۃ جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی +
۳ کرامات الاولیا
۴ سفینۃ الاولیا } جو شاہزادہ دارا شکوہ کی تالیفات سے ہیں +
۵ سکینۃ الاولیا

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں۔ تاکہ آنجناب اور اُن کا باہمی فرق معلوم ہو جائے +

ذکر بیان اصطلاحات سلوک

اولیائے سلف و حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا کی اصطلاحات کا ذکر کرینگے اور بعد میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اصطلاحات کا۔ تاکہ دونو مذاہب کا فرق معلوم ہو جائے ✤

گذشتہ اولیا نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ ✤

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں ✤

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے ✤

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے ✤

احدیت سے مراد صفات باری کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلۂ اعیانِ ثابتہ ہے ✤

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے ✤

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا ✤

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدت و واحدیت عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں ✤

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لیکر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے ✤

ان اولیا کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا۔ شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔ یہ اصطلاحات تو گذشتہ اولیا کی تھیں۔ لیکن

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقرر کردہ اصطلاحات یہ ہیں :-

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ۔ وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صُغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے احدیت کا نام ولایت کُبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے، رکھا ہے۔ اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے ؛

جس مقام کا نام گذشتہ اولیا نے احدیت رکھا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سو مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے۔ اور وہ مقامات یہ ہیں کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے۔ اور ولایت کبریٰ کا علم سے یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الگ ہے اور علیم جدا۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں ؛

کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ کبریٰ علیا) سے افضل ہے۔ اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے ؛

کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام قیومیت حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتےٰ کہ ختم المرسلین ؐ کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے اس کے بعد معبودیت صرف ہے کمالاتِ نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے ؛

ولایتِ صغریٰ اولیا کی ولایت ہے۔ ولایت کبریٰ انبیا کی ولایت ہے۔ اور ولایتِ علیا فرشتوں کی ولایت ہے ؛

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے ۶ صد میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے۔

اور اولیا کے مختلف منصب مثلاً قطب ۔ غوث وغیرہ بھی ولایت صغرےٰ میں ہیں ولایت کبریٰ ۔ ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے ۔ ان کے بعد ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا ۔ جن اولیا نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کو نہیں پہنچے ؛

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ ان کے فرزندوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے ؛

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اولیائے گذشتہ کے مقرر کردہ منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں ۔ لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں ۔ ان کے بالمقابل آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت امامت ۔ سابقیت ۔ خالصیت ۔ مخلصیت ۔ اصالیت اور قیومیت وغیرہ ؛

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا ۔ کیونکہ قیومیت کی خدمت کے لئے طینت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے آنجناب کے بدن مبارک کا خمیر طینت محمدیہ سے ہوا ؛

تمام اولیا ۔ قطب ۔ غوث وغیرہ سبھی قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں چنانچہ قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائیگی ؛

اِن تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں مفصل بیان کیا گیا ہے ؛

رُکنِ اوّل

دربیان احوال قیّوم اول ایں امت یعنی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرهندی رضی اللہ عنہ

ذکرِ بیان بشارات

بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام از اولیائے امت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان القا کردن حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبتِ خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ را کہ ایں نسبت باہل آں رساند

پ ۶ ع ۵ جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور از روے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا) تو حق تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہو تو دنیا میں رہو، چاہو تو لقائے پروردگار حاصل کرو۔ یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی اُمت کے حق میں بہت کریم تھے اس لئے مغموم ہوئے کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے۔ جیساکہ پہلی انبیا کی اُمتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیا اُن میں موجود ہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئے۔ جیساکہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے ؀

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ اُمت باقی اُمتوں سے افضل و صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنیوالا میں خود ہوں ۔ اس اُمت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری

بارگاہ میں حاصل ہے۔ گذشتہ اُمتوں کے انبیا کی طرح ہیں۔ چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے:۔

پ۴ ع۳ **قولہ تعالیٰ** کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آج تک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)*

پ۱۴ ع۱ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے اور بیشک ہم ہی اُس کے نگہبان ہیں)*

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینانِ قلبی کے لئے اُمّت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی اُمت سے ہونگے*

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمّت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی، تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق وفجور اور حق تعالےٰ کی نافرمانبرداری میں کوشش کرینگے۔ اور بسبب عہد نبوت سے دُور ہونے کے تمام جہان میں ظلم وستم پھیل جائیگا*

جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین والنبیّین تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنیوالا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیا کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل بنا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد وپیمان لے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں اور جو شخص یہ نسبت کسی اَور کے سپرد کرے، اُس سے بھی یہی عہد وپیمان لے۔ جب ہزار سال بعد لوگ فسق وفجور میں مبتلا ہونگے اور جہان ظلم وستم سے پُر ہو جائیگا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائینگے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا

تھا لیکن اس اُمت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا۔ جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہوگا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔ جو دین و ملت کو از سرِ نو تازہ کریگا کتاب و سُنّت کو تقویت دیگا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اُس کے وجود کے نور سے منوّر ہوجائیگا۔ اور مروّجہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہوجائینگی جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہونگے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئیگی۔ شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیا میٹ ہوگئے ہونگے۔ از سرِ نو نورانیت حاصل کرینگے۔ اور شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت ایک ہوجائینگی اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اُس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم رہیگا۔ اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی۔ اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کرینگے ❖

ذکر ودیعت کردن حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ

آں نسبت را کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یافتہ بود بہ سلمان فارسی رض
و رسیدن آں بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضے اللہ عنہ کو بلا کراُنہیں سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کرینگے۔ اور جس کے سپرد کرینگے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لینگے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ حتےٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا ❖

سلمان فارسی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کے سپرد کی۔ اُنہوں نے اپنے دُہتے امام جعفر صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحبؓ فرماتے ہیں۔ مجھے ابوبکرؓ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادقؓ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہوگئی ❖

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہونگے جو انحراف سے کام لینگے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائینگے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولھا خیر و آخرھا خیر فی وسطھا کدر میری امت کا شروع اور آخیر دونو اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے ٭

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا۔ اور آپ نے یہ نسبت اویسیوں کے طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کو پہنچائی۔ گویا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے۔ اور سلطان المشائخ کا رخ دوسری طرف ہے ٭

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا خواجہ صاحب پر ہوا ٭

لیکن حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا ٭

خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور ودیعت ملی شیخ علی رامتنی کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو ٭

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا ٭

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا ٭

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ اور خواجگی سے بعینہٖ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی ٭

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ھ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی ٭

اس وقت وہ نسبت جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے۔ جن کا کسی اہل اللہ پر پرتو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا، وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں از سر نو تازہ ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا۔ جو دین گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروّج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں۔ اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی۔ اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد جو بڑھاپن مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔ اور شرعی امور میں جو مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب کی توجہ سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔

اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہیگا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اس وقت طبقۂ صحابہ سے
پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لا تدری اولھا خیر ام اخرھا خیر
میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر ٭ ۵
بعد الف آں سرمخفی شد جلی　　　از محمد شیخ احمد کاملی

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور اُن احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئیں عنقریب کیا جائیگا ٭

ذکر بیان احوال آبا و اجداد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

وبیان شرح احادیث کہ در حق حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ واقع شدہ اند

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت میں شریف ہیں اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جو فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ما دینہ سے ہو۔ آنجناب رضی اللہ عنہ چوبیسویں پشت میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا ٭

منقول ہے کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دین متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعز الدین من اسلام عمر بن الخطاب اے معبود! اس دین متین کو عمر بن الخطاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر ٭

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی ٭ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے لئے

مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دین متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار ہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق وفجور سے پُر اور ظلمت وعصیاں سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دُور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیر تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو، جو بدعت کو دُور کر کے سُنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از سرِ نو تازہ کرے۔ اور اس کے وجُود سے دین متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں صادق ہیں ❖

چونکہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام گذشتہ اور آئندہ سے واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نورِ نبوّت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہونگے۔ اور اس کے وجُود سے سارا جہان منور ہو جائیگا۔ اور بدعت مٹ جائیگی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونو باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی ❖

نیز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا ❖

یہ حدیث بھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبییّن صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا۔ جو نئے دین کو رائج کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو قوی کرتا۔ اور جو کام انبیا سے نکلتا تھا وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پیرو ہو کر نکلتا ۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نورِ نبوت کے ذریعہ معلوم تھی۔ اس لئے یہ حدیث دونو کے حق میں فرمائی ۔

اللہ تعالےٰ کا یہ قول یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے محمدؐ! تیرے لئے اللہ تعالےٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا ۔

حضرت مجدّد الف ثانی کا طریقہ اور کلام عین قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے مشائخ کا طریقہ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل ہیں سماع و نغمہ سُنتے ہیں، جو کہ سراسر کتاب و سُنّت کے برخلاف ہے۔ طریقہ مجدّدیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے ؎

میں فرزند فاروق است چوں آب　　کنوں نطق از زبان او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق　　بہ زہر منقصت تریاک فاروق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب کے بڑے بیٹے اور خلفاء راشدین ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی۔ عابدوں کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں۔ چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر فاطمہؓ نام سے منسوب تھے ۔

خیر الانساب کتاب میں جس میں سادات کے حالات دئیے ہیں اُس وصیت کا ذکر بھی ہے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی ۔

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العمریۃ فھل ید خلون فی ھذہ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد بھی اس وصیت میں داخل وشامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین و یتصل بھما ید خلون فی ھذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما ابنتہ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنھما جس شخص کا سلسلۂ نسب حسنؓ اور حسینؓ سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل وشامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمرؓ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے ❖

خواجہ ناصر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے ❖

خواجہ ابراھیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے ❖

خواجہ اسحاق بن ابراھیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلےٰ تھی ❖

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے ❖

خواجہ عبد اللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتحؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا ❖

خواجہ عبد اللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبد اللہؒ کے فرزند ہیں علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علما آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے ❖

خواجہ مسعود بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی منت وسماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا۔ اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ بارہ اماموں لو اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے ❖

خواجہ محمودؒ بن سلیمانؒ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیجدیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے۔ اور پھر غزنی کا قلعہ جاکر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپکے سپرد کر دی ❖

خواجہ نصیر الدین بن محمودؒ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور لوٹ مار کر کے واپس چلے آتے۔ حتّٰی کہ آپ نے کابل کو آخر کار فتح کر کے اسے اپنا دارالخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک اُن کی اولاد کو کابلی کہتے ہیں ❖

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلیؒ آپ ولی عہد خواجہ نصیرالدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بدخشان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے ❖

بعد ازاں آپ نے مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے اُن کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھینگے۔ آج تک مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قایم ہیں ❖

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشۂ تنہائی اختیار کیا ❖

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسنگ (تین میل کا ایک فرسنگ) کے فاصلہ پر درہ میں ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے ❖

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے ❖

خواجہ یوسف بن فتح شاہؒ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا +

خواجہ احمد بن یوسفؒ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں کو بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ دونو سے کیا +

خواجہ شعیب بن احمدؒ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے +

خواجہ عبداللہ بن شعیبؒ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی +

خواجہ اسحاق بن عبداللہؒ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے +

خواجہ عبداللہ بن اسحاقؒ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے +

خواجہ اسحاق آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا +

خواجہ یوسف بن اسحاقؒ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع تھے۔ اور لوگوں کو دونو علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے +

خواجہ سلمان بن یوسفؒ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم حلم ورع اور تقوےٰ سے آراستہ و موصوف تھے +

خواجہ نصیر الدین بن سلمانؒ آپ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا +

امام رفیع الدین بن نصیر الدینؒ آپ اپنے زمانے کے اعلےٰ مشائخ

سے تھے باپ کے بعد خلافت انہیں ملی *
کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے آخیر آپ سید جلال الدین
بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاںؒ کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین
بخاریؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہندوستان میں سکونت
اختیار کی۔ دارالارشاد سرھند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی *

ذکر و بیان ابتدائے بنائے عمارات دارالارشاد حضرت سرھند زاد اللہ شرفاً و کرماً

جس مقام پر آج کل شہر سرھند واقع ہے۔ وہاں قدیم زمانے میں ایک
وحشتناک جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی
زبان میں سہرند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سیہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور
رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔
کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے سے شیر
جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے *
اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر پیاس نام ایک شہر تھا۔ جہاں پر
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو انبیا کے مقبرے مکشوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرفت
ہے۔ اور اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانیؓ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب وجوار میں انبیا کے
مقبرے تھے سلطان فیروز شاہؒ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دلی
جا رہا تھا جب شاہی آدمی خزانہ لیکر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں ایک مرد خدا
صاحب حال تھا اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو سردار اور رہبر اُمت
ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر
اس کشف کا حال ظاہر کیا۔ اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ ان
آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا۔ ندیوں کی کثرت۔ تر و تازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم
محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی *
علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا صرف ایک سیانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس میل

کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جارہے تھے۔ سب کے سب مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اُس مردِ خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاںؒ نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا۔ اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کرکے بڑی عزت سے آپ کو شہر میں لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاںؒ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کرکے اسی وقت حکم دیا۔ کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

امام رفیع الدینؒ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا، اس کام کے سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اُس ٹیلہ پر رکھی، جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اُسکی یہ اطلاع بادشاہ کو دیگئی۔ تو بادشاہ نے اس کا علاج سید مخدوم جہانیاںؒ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خلیفۂ اعظم و امام نامدار امام رفیع الدین کو جو اُس شہر سنام میں رہا کرتے تھے، حکم دیا کہ وہاں جاکر حقیقت حال دریافت کرکے قلعہ بنوائیے۔ اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مردِ خدا کا مکاشفہ اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوستِ خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے۔ پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوستِ خدا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ **شاہ شرف بو علی قلندرؒ** ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرفؒ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جارہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ

آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم وسواس نہ کریں۔

بعد ازاں ایک اینٹ لیکر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا علو شان دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے شاہ شرف بو علی قلندر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔

شہر سرھند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جابجا ہیں۔

شہر سرہند دارالخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف سینتیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس ۳۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہ جہان آباد کے وسط میں ہے کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس ۱۲۰ فرسنگ ہے۔

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گرد و نواح کے لوگ آپ کے مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب براری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لیجا کر گھر میں محفوظ رکھتا ہے۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بارخدایا! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں

اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اُٹھا لیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دُور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دُور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحدؒ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے۔ تو چالیسؔ روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دُور رہیگا ۔

بدیں خوبی و رعنائی تو از ہر در کہ باز آئی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق کشائی

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین اَور آدمی بھی آکر اس شہر میں آباد ہوئے اس وقت اس شہر میں چو چار قبیلے ہیں شہر گنے جاتے ہیں۔ وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کابلی کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے کی فوجداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کروڑی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ فوجداری اور کروڑی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہروال، یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل سرہند میں قریش کے قریباً ستائیس ۲۷ صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں کے آباد ہیں۔

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے۔ اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے۔

سرہند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رُخ مشرق کی طرف ہے۔ اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں، ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے

مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند میں جس کو یثرب و بطحیٰ کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بو یا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھلا پھولا۔ تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی آنجناب اور آپ کے فرزند جو رئیس اُمت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

ایک اور جگہ آنجناب تحریر فرماتے ہیں :-

عنایت الٰہی اور اُس کے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گھرے اندھارے کنوئیں کو پُر کرکے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا۔ اور اس سرزمین میں ایک نور سپرد کیا۔ جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی گنت بیت اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں۔ جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے شعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ اے محمد! (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالےٰ ہی زمین و آسمانوں کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

آج کل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے۔ بلکہ ولایت کی کھڑکی ہے۔ وہاں کی خاک ولایت کے پانی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس کی مٹی میں محبت کی شراب افیون سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہے۔ اور وہاں کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ازاں افیوں کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

باوجود اس بات کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے۔ اور بلحاظ صحو و دعوت

تروتازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و داد اُس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں عقلمند طالبوں سے مخفی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بخارا سے اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے۔ اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب اُنڈیلی جاتی ہے، جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے ؎

بس کشم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

نظم

کنوں چوں ذکر ہندوستاں در افتاد   مرا عود جگر در مجمر افتاد
کزاں قند بچہ شیریں ترز جان است   کنوں در خطۂ ہندوستان است
یکے زیں تنگ شکر ہائے نیرنگ   سرائیم گر شکیب آید دلم تنگ
الا سودائیاں شہر یست در ہند   کہ اندر پایہ او بنہاد سر ہند
سوادش زلف رخسار فتوح است   غبارش توتیائے چشم روح است
وزاں شہر یکہ نامش مضمر آمد   بعہد ما عجب کانے بر آمد
چہ معدن معدنِ قند معانی   بہ شکر اوست ایں شکر فشانی
مسمّٰی خاتمِ اہلِ اشارت   باسم کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمز غایت   الف اندر راستی بگرفت رایت
بود قلب بہا در سحر نامش   کہ او صافِ شما آمد بکامش
دہن شد میم تا باشد سخن گو   ز مدد گار عمر مرشد او
چہارم حرف کاں دال است   کہ دور از چار نعمت ذی نوال است
بہ سہ دشتِ ولایت چشمہ افراشت   پس از شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شمردم   از انجا سوئے رمزے او بردم
کہ شخصے نام بر اولے و آخرے   ز رحمتہا است نایاب ایں معما
ہمیں تنہا بااحمد او صحیح نیست   چہ گویم با کسے کش محرمے نیست
ہزار اندر چمن دستاں گذار است   کہ ایں گل رونق باغ ہزار است

وے کز آں بُرد تو نہ زکام است — چہ داند نافہ اش گر در مشام است
بتذکیرش ولے ہر ذرہ حاضر + — فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّر
اگر ظاہر کند ز اسرار موئے — در اندازد بہ ہفت افلاک شورے
زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد — یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد
ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند — چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند
بطلّ او لیا چوں او نزادہ + — محمدؐ ثمرۂ چوں او نداده
بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ — کہ ماند ارشاد را اجازہ در راہ
جہاں در سایۂ احسان او باد — فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں — بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را اگرچہ در عصمت سائی است — از ایشاں کردہ کسب پارسائی است
باسمِ پاکِ ہر یک شہرہ گر ہند — زمینِ مقدمش گردید سر ہند
فروتر طفلگانِ آں گذرگاہ — قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در — کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگی بزرگانش ازیں داں — کہ با خورداں بزرگی داد یزداں
چرا گردش فلک را گشت پیشہ — کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ
جہاں روشن ز راہِ انورِ او — سرِ خورشید یک خشتِ درِ او

ہدایت کارِ اہلِ ایں دکاں را
بود کارِ نہایت دیگراں را

شیخ حبیب اللہؒ آپ امام رفیع الدینؒ کے فرزندوں میں سے تھے۔ اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی اور مشہور شخص تھے +

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہؒ کے خلف ارشد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی +

شیخ عبدالحیؒ آپ شیخ محمد کے فرزند اور سجادہ نشین تھے باپ کی طرح لوگوں

کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے علم ظاہری میں بھی جید عالم تھے ❖

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحیؒ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونو علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے ❖

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ آپ شیخ زین العابدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے ❖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لیکر مخدوم عبدالاحدؒ تک تمام عزیز امتِ محمدی کے بڑے اولیا سے تھے ❖

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شروع جوانی میں ظاہری علوم حاصل کیا۔ پھر شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہیؒ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے پہنچکر باطنی سلوک ختم کیا۔ گو آپ کو آباواجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی رہ گئی تھیں شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا ❖

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قایم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ کی طرف اشارہ کیا حضرت مخدومؒ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ رکن الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدینؒ سے پورا کیا ❖

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمال کیتھلیؒ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا ❖

شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلینؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ کی خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا ❖

حضرت مخدومؒ اور شاہ کمالؒ کی کیفیتِ ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدومؒ شیخ عبدالقدوسؒ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص

سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا شیخ صاحب نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ شاہ کمالؒ شیخ صاحب کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، اس لئے شاہ کمالؒ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدومؒ نے جب شاہ کمالؒ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے۔ تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اُٹھتے وقت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ سے ان کا نام و مقام پوچھا۔ شاہ کمالؒ نے فرمایا کہ مجھے کمالؒ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو۔ تو وہاں پر تشریف لائیں ✤

حضرت مخدومؒ چند روز بعد پائل میں شاہ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحبؒ کی خدمت سے مخدومؒ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمالؒ اور مخدومؒ میں بہت محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمالؒ معہ عیال سرہند میں آ کر مخدومؒ کے گھر کئی کئی روز رہتے ✤

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ "مبدء معاد" میں فرماتے ہیں کہ "نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذبہ سے حاصل ہوئی۔ جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے" اس مرد خدا سے مراد شاہ کمالؒ ہیں ✤

حضرت قیومؒ رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے۔ جتنے شاہ کمالؒ سے ظہور میں آئے ✤

شاہ کمالؒ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے پینے کی ضرورت ہوتی تو اُس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لا کر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا ✤

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً خواجہ ہاشم کشمی صاحب، "زبدۃ المقامات" "برکات الاحمدیہ" اور ملا بدر الدین صاحب "حضرات القدس" وغیرہ نے

حضرت مخدوم اور شاہ کمال کیتھلیؒ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفا کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں اُن کے حالات نہیں لکھے ؛

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لیکر بنگالہ تک کی سیر کی ہے ؛

شہر رُہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مردِ خدا رہا کرتے تھے جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے ؛

ایک دفعہ حضرت مخدومؒ جونپور گئے وہاں پر ایک مردِ خدا سید علی قوامؒ نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحب حال۔ صاحب سُکر۔ صاحب وجد اور صاحب سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے ان کا سلسلہ ملتا تھا حضرت مخدومؒ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا ؛

نیز حضرت مخدومؒ نے بنگالہ میں شیخ بڑہانؒ سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات کو جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بسبب بے قراری گریہ زاری میں مشغول رہتے اور ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے۔ آپ نے حضرت مخدومؒ سے بہت خصوصیت ظاہر کی۔ چونکہ اُن کے بعض افعال خلافِ شرع تھے۔ اس لئے حضرت مخدومؒ ان سے پرہیز کرتے ؛

نیز حضرت مخدومؒ نے شیخ عبدالغنیؒ سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ نے سُنا کہ شیخ عبدالغنیؒ نے ایک درویش کو معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لاکر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے ملکر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنیؒ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آ نکلے حضرت مخدومؒ کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اُنہیں لاکر اپنے مقام پر ٹھیرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا راز تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دُنیا جو دکھائی دیتی ہے۔

حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لاکر مر گیا ؂

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امام الخنف تھے۔ اُس زمانہ کے تمام علما نے آپ کو اپنا اُستاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے ؂

عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرکؒ جو شہزادہ دارا شکوہ کے اُستاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیا کے مؤلف تھے۔ علم ظاہری اور باطنی میں حضرت مخدوم کے شاگرد تھے ؂

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب وحدت وجود تھا اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ علیہ التحیۃ والتسلیم سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اُس کے ولی ہونیکا آپ اعتبار نہ کرتے ؂

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریبًا ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا ؂

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں :-

ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے۔ لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے اور آشنا بنتے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو، یہ محض افترا پردازی ہے ؂

خواجہ ہاشم کشمیؒ جنہوں نے زبدۃ مقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے حضرت

قیوم ثانی معصوم ربانی امام الھدیٰ عروۃ الوثقےٰ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم کے تمام اعضا الگ الگ پڑے ہیں۔ اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونو ملکر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صحیح وسالم زندہ اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونو بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر پڑے حضرت مخدوم نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا ✤

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقۂ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں۔ جس کی ہمنشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں ✤

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مخدوم کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی اُن کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچکر دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے علم شریعت و حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد ہیں دیکھو ان میں کس قدر علوم و معارف بیان فرمائے ہیں ✤

حضرت مخدوم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ۲۷۔ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ ہجری کو شہر سرہند میں ہوا۔ جناب کا سن شریف اسی سال تھا۔ جناب کے کوچ کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر خدمت تھے ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ چشتیہ۔ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو القا کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی ✤

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ

کے منجھلے فرزند تھے (۲) تین آپ سے عمر میں بڑے تھے (۱) اور تین (۳) چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے تمام فرزند تعداد میں چھ (۶) تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اول ہیں۔ جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے۔ اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد ہزار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آیندہ تمام اولیا پر بادشاہ ہونا ہے۔ حضرت مخدوم (۲) کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے ✤

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الٰہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے مبارک دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے۔ تو اُس کے قدموں کی برکت سے چالیس (۴۰) روز کے لئے اُس قبرستان سے عذاب اُٹھ جاتا ہے لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اُٹھا لیا ✤

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ کہا ہے قطعہ

آں شیخ کہ بود در علم اندر فن — جانش گہر سر ازل را معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل — تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضے اللہ تعالے عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً مُلا بدرالدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے اباء بزرگوار جو کہ درّیہ کے مؤلف ہیں اور حضرت شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ سننے والا اکتا نہ جائے ✤

ذکر بیان ارتداد سلطان ہند از دین اسلام و استیلائے کفر بر عالم و ضعیف شدن اسلام و مسلمانان

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ فیضی اور ابو الفضل دونو بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا خصوصاً علم منطق۔ حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلسنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونو بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابو الفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابو الفضل ان علوم کو ہندی سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح بیان کرتا کہ جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابو الفضل سے مسائل پوچھتا۔ اور ابو الفضل بھی ہندی کی چندی کر کے بتاتا۔ کسی اور شخص کو یہ قدرت نہ تھی کہ آکر حق بات سنائے۔ ایک روز ابو الفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوں کا ایک اَوتار اَور باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ اس کی علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں ❖

کافروں کی اصطلاح میں اَوتار اس شخص کو کہتے ہیں، جس میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سنکر اس بیوقوف بادشاہ نے **نبوت** کا دعوےٰ کیا ❖

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی منکوحہ تھیں، بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا ❖

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے **قرآن** لکھو جس میں شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑ کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہمارا **قران** لکھو بھی ❖

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے

آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائے، تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سنکر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دُور رہیں۔ اس ملک میں جا کر وہاں کے محصول کو علماء و فقراء میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے اِدھر سے گذرا تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ تو دین سے مرتد ہو گیا ہے۔ سو مرتد کا مال اُڑا جانا جائز و مُباح ہے۔ اس واسطے میں نے فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا۔ یہ کہکر بغل سے ایک پتھر نکال بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سُولی چڑھایا گیا۔

ابوالفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

اِن بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کے بیچ میں ڈالکر ہی کتاب دیتا۔ انبیاء حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلاوساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔ اس باطل کتاب کے احکام اس قسم کے تھے۔ یا ایھا البشر لا تذبح البقر وان تذبح البقر فما دلک فی السقر" اوانسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کریگا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رُو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سوّر کا گوشت بکا کرے۔ گائے۔ بھیڑ کا گوشت

بالکل گم کر دیا شراب مباح سمجھی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرایا گیا۔ اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و ستم کرتے بہت سوں کو قتل کیا چنانچہ شاعر نے کہا ہے ؎

شاہِ ما امسال دعوائے نبوت میکند
سالِ دیگر گرخدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعوے کیا۔ چنانچہ اس بیدین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے۔ "جل جلالہ است اکبر" دوسری مُہر کی عبارت یہ ہے "ما اکبر شانہٗ تعالیٰ"۔ اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ عہد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا طریق ہے۔ کہ ہزار سال بعد انبیا کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اولوالعزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ختم المرسلین و النبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہو۔ اور اس دین کو از سرِ نو تر و تازگی بخشے ؂

ذکر دربیان اخبار او بشارات کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و اولیائے امت

درحق قیوم اول مجدد الف ثانی وارد گشتہ اند

اُن حدیثوں کے بیان میں جو قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانیؓ کے حق میں بیان کی ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعث اللہ رجلاً علے راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلاطین الجابرین

ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری اُمّت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نور عظیم ہوگا۔ اُس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان مبعوث ہوگا۔ اور اُس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا ✤

مُلا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حق میں لاتے ہیں۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال لہ صلھۃ ندخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہیگی یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانیوالا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شریعت اور طریقت کو ملائینگے۔ اور اُس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہونگے ✤

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلھۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا ✤

آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت وصباحت کو ملایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا ✤

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے علمائے اہل حق کی مخالفت کی۔ وحدت وجود کے قائل تھے سماع ونغمہ سُنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشخبری ملی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت میں داخل ہونگے ✤

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کا سا درجہ رکھتے ہیں +

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسٰے و عیسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے جنہوں نے الٰہی علوم ومعارف کو ظاہر کیا۔ اس اُمت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے۔ جو حضرت موسٰے اور عیسٰے علیہما السلام کی طرح اُن علوم ومعارف کو تازہ کرے، جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الا امتی اولہا خیر واخرھا خیر فی وسطہا کدر ترمذیؒ نے روایت کی کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسماء و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ جو اولیا اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا +

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضے اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور آنجنابؒ کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے عہد میں شریعت اور طریقت نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی +

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیا اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔ ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص و سماع اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیا اور صحابہ کرام وغیرہؓ سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ کہ

ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں، ظاہر ہوں۔ اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں اور یہ اصل الاصول۔ جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں، اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں، بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولو العزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان انبیا سے افضل ہیں، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے ✦

اس امت میں بھی اللہ تعالےٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسماء و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے۔ اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رض اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے ✦

وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے مطلق منع ہیں ✦

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیوم اربعہ جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے فرزند رضے اللہ تعالےٰ عنہم ہیں۔ انبیا اور خلفائے راشدین سے اتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں ✦ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اٰخرھا رواہ ترمذی ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت بارش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے اور کبھی پچھلا۔ معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ ان بزرگوں کا اخیر اولیت کا سا ہے۔

بہ سبب غایت بزرگی دونو فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اُمّت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے۔ اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے ✤ حق تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلےٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں ✤

ذکر دربیان خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کہ از موسوی معلوم شد

حضرت قیّوم ثانی معصوم ربانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبداللہؒ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقےؒ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف باسلام ہوا۔ اور آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اُس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ مَیں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا جو پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو مَیں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت کی۔ اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرزند اور خلیفہ سمجھ کر مَیں نے اسلام قبول کیا۔ اور مرید ہوگیا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک ✤

ذکر در بیان اخبار کردن اولیائے سلف و خلف بوجودِ مسعود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اُولوالعزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کریگا اور انبیائے اُولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔

حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدینؒ رموز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سُنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیا نے فرداً فرداً کی۔ وہ مَیں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی کہ تمام خلقت دیکھیگی۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے کمالات پائے جاینگے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جامؒ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجری کے بعد خلعت پہنی +

شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی (صلوات اللہ وسلامہ) کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اُس وقت تک وفا نہ کریگی کہ ہم اُس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز سے اُن کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دُعائے خیر کریں +

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں +

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کی خبر دینا:۔

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہوگیا۔ اور دمبدم اُس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا نے نور حاصل کیا۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہگئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیاے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانسو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کریگا اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہونگے +

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت بعیت

کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالہ کیا۔ اور وصیت فرمائی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کریگا اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائیگا۔ اور مریدانہ سلوک کریگا۔ اسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمال ؒ کے پیر شاہ سکندرؒ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا:۔

جب حضرت مخدومؒ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کرکے آئیں۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر آپ کی عمر نے اس وقت تک وفا نہ کی تو حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں۔ تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدومؒ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اُس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدومؒ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کرکے سلوک باطنی کو طے کرینگے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور بدعت اور گمراہی ملیامیٹ ہو جائیگی اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے قیامت تک قائم رہینگے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اُس کی خدمت کرونگا اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤنگا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے:۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت

مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے۔ اور بندر۔ ریچھ اور سؤر تمام جہان میں پھیل گئے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا۔ جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک تجلی نکلی جس نے تمام بندروں ریچھوں اور سؤروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر ایک نورانی مرد تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے کھڑے ہیں۔ اور تمام جہان کے بے دین ظالم۔ مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لا رہے ہیں اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بآواز بلند پڑھ رہا ہے۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ کہدے کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی تھا +

حضرت مخدومؒ نے صبح کو رات کا واقعہ فرو زمانہ شاہ کمالؒ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمالؒ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک فرزند نرینہ ہو گا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت بدعت، سنت محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدلجائینگی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر اس کی اطاعت کرینگے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلیگا۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا! اور وہ اس امت کے تمام اولیا کا سردار ہو گا +

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا :-

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحبؒ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے۔ غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہو گا۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا اور تمام خلقت اس کے فیض سے

ہدایت پائینگی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہونگے +

حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کا بادشاہ مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہوگیا۔ تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سُنّت سے بدلجائیگی۔ اور اسلام کو رونق حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہوگی۔ اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہوجائینگے۔ اور اُس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوجائیگا۔ اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا +

حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر حد سے بڑھ گیا۔ اور خلقت گھبرا اُٹھی۔ چنانچہ ہزارہا مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاتے اور سجدہ کراتے۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے۔ تمام مسلمان جمع ہوکر شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانہ کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور اس بارے میں التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گذشتہ اور آیندہ اولیاے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدلجائیگی۔ اور دین اسلام میں رونق آئیگی۔ جہان میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہوجائینگے۔ اور وہ نور قیامت تک قایم رہیگا +

منجموں اور اختر شناسوں کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم وستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجۂ کمال پہنچی۔ اور تمام جہان گھبرا اُٹھا۔ اُس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور رملیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دیگا۔ اسی اثنا میں خان اعظم جو رکن سلطنت تھا اور جسے جنون اسلام حد سے زیادہ تھا۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت پر حرمل کے دانے کی طرح جلتا تھا۔ اس نے سلطنت کے رمّالوں اور منجموں کو بُلا کر پوچھا کہ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ اُنھوں نے اس سے چالیس روز کی مُہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو۔ پھر ہم اس کا جواب دینگے۔ اس نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کی ہے۔ اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس جیسا پہلے کوئی اس اُمت میں نہ پیدا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے دین اسلام کو ترو تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائینگے۔ اور مُلحد لوگ بےعزت و خوار ہونگے۔ گمراہی اور بےدینی جڑھ سے اُکھڑ جائیگی۔ اس کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کبارؓ کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے مذاہب جو مخالف شرع ہیں، مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سُننا سب کا قلع قمع ہو جائیگا۔ ہزار سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا۔ کہنے لگا کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا پیدا ہونا محال ہے۔ اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام ٹیڑھے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں۔ اور شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازسر نو منور ہو۔ اور جہان بھر کے بادشاہ اُس کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اُس کا رُعب چھا جائے۔ اور اس کا طریقہ سُنّت سنیّہ کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں۔ پھر اس

نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہو گئے۔ اُس روز سے خانِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرفِ زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسبِ موقعہ یہ بیان کیا جائیگا۔

مولانا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجودِ مسعود کی خبر دینا:۔

مولانا عبد الرحمٰنؒ جو اپنے زمانے کے جیّد عالم اور صالحین کے سردار تھے فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ مَیں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چلے گئے مَیں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اِتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ مَیں چارے کے بارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کر لوں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور رہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے پھر اُنہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا۔ اور ہزارہا آدمی اُس کے گرداگرد بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنّوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے مَیں بہت ڈرا۔ اِتنے میں جنّوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد ہے۔ آخر مجھے پکڑ کر اُس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ مَیں نے کہا مَیں بنی آدم کی اولاد سے ایک مُلّا مرد ہوں۔ اس نے کہا ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اُٹھائیں۔ مَیں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اُس نے پوچھا کیوں؟ مَیں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونیوالا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو

سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدلڈالیگا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ اس کے اوضاع واطوار۔ اور اقوال و افعال سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہونگے۔ اس کا طریقہ مشرق سے مغرب تک پھیلجائیگا۔ اور قیامت تک رہیگا۔ آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرینگے۔ مولانا عبدالرحمن اس روز سے حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتّےٰ کہ تجدید و قیومیّت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے ÷

نیک مردوں کے خواب اور واقعات جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ

کے وجود مسعود پر دلالت کرتے ہیں

شیخ سُلطان رحمۃ اللہ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے رُکن تھے۔ چنانچہ ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھا جاچکا ہے۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر او مغموم رہتے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور بڑا قوی الجثّہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کررہا ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لیکر جن کے چہروں سے نور چمک رہا ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منوّر ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے درپے اور فوجیں بدستور آرہی ہیں۔ حتّےٰ کہ تمام جہان اس فوج سے پُر ہو گیا۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف کی دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گر کر مر گیا ÷

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کی توجّہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل اُٹھ جائیگی سُنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

از سر نو تازہ ہو گی۔ اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے، وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو کہ سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکینگے اور سنت و ہدایت کو زندہ کرینگے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائیگا چنانچہ جہان اس سے پُر ہو جائیگا۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائیگا۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالےٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب اس جہان سے اٹھا لیگا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے۔ بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہونگے اس روز سے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد ہوگئے۔

بعد ازاں شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے حق میں اور واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتےٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے کی چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ اپنے مقام پر بیان کیجائیگی۔

خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا:-

خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ بچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا جس کے نور کی شعاعوں سے تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک منور ہو گیا۔ جہاں پر اپنی ایڑی مارتا ہے۔ وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ نکھر آتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے از سر نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے۔

خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت

سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے۔ اور سانپ اور بچھو ملحد اور بیدین لوگ ہیں۔ جو شخص آسمان سے اترا ہے۔ وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا۔ جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائیگا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بیدین اور ملحد مر جائینگے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سنکر خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہو گیا۔ اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ یہاں تک کہ آنجناب کے جہان کو آراستہ کرنیوالے جمال سے مشرف ہوا۔

صدر جہان کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا۔

سید صدر جہان، ایک صحیح النسب سید تھے۔ آپ سلطان کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بیدین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے۔ اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنائیں اکھڑ گئی ہیں۔ اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں۔ اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرھند کی زمین سے ایک نور نکلا، جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے۔ اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزارہا خوش رنگ خوش وضع پرندے نکلکر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قل جاء الحق وزھق الباطل کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفے شیخ جلال کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے۔ جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے۔ اور بچھوں سے

مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنے ہیں جو لوگوں کو راہِ حق سے بھٹکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اُس نور سے جو سرزمین سرھند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے۔ جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائیگا۔ بدعت اور گمراہی اُٹھ جائیگی۔ بدعت اور گمراہی کے سرغنے ہلاک ہو جائینگے۔ ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو برطرف کریگا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کا نور قیامت تک قایم رہیگا۔ اور آپ اُسکے اصحاب اور مقرب بنینگے۔

یہ سُنکر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی۔ اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدمبوسی و ارادت سے مشرف ہوا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کا ذکر

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد کی طبیعت جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہمیشہ سیر و سیاحت کی طرف مائل تھی۔ خواجہ ہاشم کشمی جنہوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ لکھی ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے ہوا۔ وہاں علما سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے تو بہت دلدادہ ہو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب سیدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے۔ جس پر ایک عزیز تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت

دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ہے۔ جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہے ٭

صبح اُس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سُنایا۔ اُس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے۔ اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیئے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس بات کا انکار کیا۔ لیکن جب اُنہوں نے بہت منت وسماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے۔ اس پاک اور صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے ٭

جب اکبر بادشاہ کا ظلم وستم ہند کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا۔ تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ برملا کلمۂ دین ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی بنا کر رکھی رہتی، تاکہ خلقت اُسے سجدہ کرے۔ اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اُسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی۔ تو بارگاہ الٰہی میں زمین و آسمان روئے۔ کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کرونگا جس کے وجود شریف کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے بدل جائیگی۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا ٭

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ بدعت وگمراہی اس حمل کے صاحب کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہو جائیگی ٭

آنجناب کی ولادت باسعادت شہر **سرھند** میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گذرے ہوئے ۱۴ شوال ۹۷۱ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند مکرمت

کے اُفق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو گئے ؎

مہے بر اوجِ سپہر کمال طالع شد
کہ کس ندید چناں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ **خاشع** سے نکلتی ہے شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برج حمل کے خانہ شرف میں تھا۔ جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلےٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے ۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی کنیت **ابوالبرکات** لقب شریف **بدرالدین** اور اسم مبارک **شیخ احمد** مقرر کیا ؎

شہِ ملکِ ولایت شیخ احمد بشاش یاد پر ایام کم زاد

اُن واقعات کے بیان میں جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت باسعادت میں ظاہر ہوئے

واقعہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی سی آگئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے اُمت ہمارے گھر میں آئے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کریگا میں اُس کے گناہ بخش دونگا۔ روز قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کرونگا۔

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند

شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیا اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بڑی خوشی سے گود میں لیکر اس کے دائیں کان میں اذاں اور بائیں میں تکبیر کہکر فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قایم مقام ہوگا۔ اور میری امت کے دینوی اور اُخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی ہ

پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے اُمت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو مَیں مع صحابہ کے اُمت کی طرف متوجہ تھا۔ ہزار سال کے عرصہ میں جسقدر اولیا پیدا ہوئے۔ اِن میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کی برداشت کی طاقت نہ تھی کہ مَیں اس کے حوالے کرتا۔ اور بارگاہ حقیقی میں خلوت گزیں ہوتا۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب مَیں ساری امت کا دنیاوی اور اخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کرونگا۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے۔ تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہِ الٰہی میں خلوت گزیں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی حسب قاعدہ ہزار سال اُمت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قایم مقام ہوتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانے میں یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی تقویت کرتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیا کا سا مرتبہ دیا گیا ہے۔ تاکہ دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تقویت کریں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر نہ بھیجتا ہوتا۔ تو ساتھ ہی اس کا دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالے اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیجدیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ پس ہزار سال بعد

کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا۔ جو پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں اس واسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخص الخاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو زندگی نصیب ہوئی +

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دن فرشتے۔ انبیا اور اولیا اور رسولوں کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح پر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لا کر شہر سرہند میں گاڑ دئیے جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھ چندھیاتی ہے۔ اور فرشتہ بلند آواز سے کہ رہا ہے کہ انبیا کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیا کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قایم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمائے ہیں۔ امت محمدی علیہ التحیۃ والثنا کے تمام اولیا و اصفیا اس کی اطاعت کریں کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے ۵

بملک اولیا چوں او نزادہ محمد ثمرۂ چوں او نداوہ

واقعہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آ رہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف آتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزارہا جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ کی

چھت پر منادی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالےٰ دین اسلام کو عزت دیگا۔ اور بدعت اور گمراہی کو برطرف کریگا اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کریگا۔ اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا ؎

چندیں ہزار صنع خدائے بکار رفت
تابوالعجو بہ مثل تو مخلوق خلق شد

واقعہ ایک عزیز شیخ ابوالحسن چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا۔ کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور اُن کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ جس پر ایک مرد خدا چڑھکر کہتا ہے۔ کہ لوگو تمہیں مبارک ہو۔ کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے۔ جس کی روح کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیا کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے۔ وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے۔ اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ؎

ہزار سال ببایدکہ تا بباغ یقیں زشاخ ہمت چو نتو گلے ببار آید
بہر قرآن وبہ ہر قرن چو نتوئی نبوی بروزگار چو تو کس بروزگار آید

واقعہ ایام ولادت کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ رنگ کے ساز۔ مثلاً بانسری۔ ڈھول۔ دف۔ طنبور۔ چنگ۔ سارنگی۔ ڈھولک وغیرہ سے سریلی آواز نہ نکلی۔ اور شراب میں نشہ کی قوت زائل ہوگئی۔ عیش وعشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا۔ تو اُن بُرے افعال سے توبہ کی۔ جب بعض سے توبہ کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف نہیں آتا۔ مفت میں اخروی عذاب ہماری گردن پر بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم نے توبہ کی ہے۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ اولیا جو سماع ونغمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ سماع

دفعہ رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھکر تمام صاحب حال حیران رہ گئے۔ جب اس راز کی کشف کے لئے انہوں نے توجہ کی۔ تو حق تعالٰے نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو تمام مخالف شرع امور کو برطرف کردیگا۔ اور اُس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی دور ہوجائیگی۔ اور سنت نبوی کو رونق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور ظاہر ہونگے ❖

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ایام ولادت میں بادشاہ ہند کا تخت اُلٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا۔ پھر سرنگوں ہوگیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ یکبارگی تند ہوا آئی۔ اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے پٹکا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہوکر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہوگیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہوگیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی۔ تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں۔ اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقلمند تاڑ گئے۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کردیگی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے جنہوں نے اس سے پیشتر خواب دیکھے تھے۔ اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کرچکے تھے۔ اور علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات اور اولیا معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ پیدا ہونگے۔ یہ سُنکر پہلے سے بھی زیادہ بادشاہ پر رُعب چھا گیا ❖

ذکر دربیان ایام صباء حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دلبشارت دادن شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کہ ایں صبی فیض اں جمیع اولیائے امت خواہد شد ❖

حضرت قیوم اوّل سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق مختون

متولد ہوئے ۔ لڑکپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے ۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی آپ کا بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے ۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے ۔ کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں آپ نے کبھی ایسا نہ کیا ۔ آپ کبھی نہ روتے ۔ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتے ۔ اور سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی ۔ تو بھی آپ نہ روتے ۔ اور نہ دودھ مانگتے آپ ہر دلعزیز تھے ۔ جو آپ کو دیکھتا بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ۔ آپ نے دنوں میں اس قدر نشو و نما پائی جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشو و نما ہوئی ۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے ۔

ایک دفعہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ لاغر ہو گئے ۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری اتفاقاً شہر سرہند میں آ نکلے ۔ حضرت مخدوم **قیوم اول** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال کی خدمت میں لائے ۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچے سے زائل کرے ۔ جب شاہ کمال نے دور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ۔ تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب آیا کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے ۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے ۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے ۔ قریب ہے کہ یہ ایسا آفتاب بنے گا ۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا اور یہ بدعت اور گمراہی کو برطرف کر دیگا ۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کریگا ۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قایم رہے گا ۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے ۔ اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں ۔ بعد ازاں اپنی زبان مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی ۔ حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا جب چھوڑا ۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس نے تمام قادریہ نعمت ہضم کر لی جب کبھی **شاہ کمال** رضی اللہ عنہ سرہند میں تشریف لاتے ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں خوشخبری سناتے ۔ کہ عنقریب یہ بچہ اس اس مرتبے کا مالک ہوگا حضرت شاہ کمال رض نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت اُن کے پاس موجود

تھا۔ اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیّت کی۔ کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہو گا۔ یہ خرقہ اُسے دے دینا۔ یہ وصیّت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی۔ کہ شاہ کمال نے اس دارفانی سے رحلت فرمائی ✤

ذکر در بیان تعلیم حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ

و تحصیل علم ظاہری

ملا بدرالدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنّف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی۔ تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ بعد ازاں سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و مدقق علامۂ روزگار زاہد اور زاہد تھے معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبرویؒ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچکر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی پڑھکر سند حاصل کی۔ بلکہ سلسلہ کبرویہ میں آپ مولانا کے مرید ہوئے۔ یہ تمام ظاہری علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے تحصیل کر لئے۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث مسلسل کے درس کی اجازت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی۔ اور حدیث یہ ہے الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالٰی ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماءِ "رحم کرنے والوں پر اللہ تعالٰی رحم کرتا ہے جو روئے زمین پر ہیں۔ ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کریگا" ✤

محدثین کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمٰن سے جو اپنے زمانے کے

بڑے محدث اور عالم تھے حاصل کی۔ چونکہ آنجناب رحمت الٰہی کے خزانہ تھے۔ اس واسطے وہ حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے۔ انہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مسلسل آپ کو پہنچی۔ آنحضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ اوران میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج فرمائے۔ جیسا کہ رسالہ تہلیلیہ وغیرہ ہیں علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر ید بیضا حاصل تھا۔ کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ عنہ اس امت کے آخری مجتہد تھے۔ آنجناب رضؓ نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ شافعیؒ ابویوسف اشعریؒ اور ابوالمنصور ماتریدیؒ نے بھی بیان نہیں فرمایا انشاءاللہ حسب موقع اس کا بھی ذکر کیا جاویگا ❖

ذکر در بیان مصافحہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بچہار واسطہ بایشاں رسیدہ است

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کریگا۔ اس کے لیئے بہشت واجب ہو جائیگا ❖

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مصافحہ نصیب ہؤا۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بحاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان دہلیؒ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی۔ اور انہوں نے شیخ محمود الفراریؒ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ❖

اس کتاب کے مؤلف کو چھ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مصافحہ نصیب ہؤا جس کی ترتیب یہ ہے۔

مَیں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمنؓ

سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے الخ ✣

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت بھی ہے۔
کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مابین چار شخص ہیں۔ جن میں سے ایک جن ہے ✣

ذکر در بیان سفر آنحضرت قیوم اول بہ اکبر آباد و واقعاتیکہ آنجناب را در آں

سفر روداد اند و صحبتہا کہ حضرت مجدد الف ثانی را با فیضی و ابوالفضل اتفاق افتاد

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے
فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ ہند
(اکبر بادشاہ) رہتا تھا۔ چونکہ وہاں پر اکثر علمائے نامدار رہتے تھے۔ اس واسطے حضرت مجدد
صاحب کو وہاں جانیکا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف
فرما ہوئے۔ بادشاہ کا تمام لشکر آپ کی علمیت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے
علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے مقابلہ
میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرتے۔
آنجناب کی شاگردی کا بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ گروہا گروہ علما
آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور لشکر کے بہت لوگ صرف آنجناب کی زیارت
کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں ہو گیا ✣

ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو اس سے پیشتر خواب میں
حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کمالات کو معلوم کر چکے تھے۔ کہ آنجناب یکتائے امت
ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی تشریف
آوری کے منتظر تھے۔ آنجناب کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے
چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے اُن سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی
تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک انہیں بتایا۔
کہ یہ وہی شخص ہیں۔ جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے۔ لیکن ابھی تک آنجناب کے ظہور کا

وقت نہیں آیا +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لیکر دونو بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سُرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سُرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ وحال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالےٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کرینگے۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کریگا۔ آپکے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلیگا۔ اور قیامت تک رہیگا +

مشائخ اور عقلمند علماء میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا۔ وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا۔ جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہؤا۔ ابوالفضل اور فیضی جو بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اس وقت علم وفضل میں سربرآوردہ اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

دہ سال پنج پیش پدر کافریں بُرد　　　تحصیل کردہ ام زعلومے مقررے

دونو بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خبر سُن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے۔ انہوں نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف لائیں۔ لیکن بے سود آخر خود دونو بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بہت اخلاص ظاہر کیا۔ آنجناب رضؓ نے بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اُن کے حال پر نہایت عنایت وشفقت فرمائی۔ دوسرے دن اُنہوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی دعوت کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ اُن کے گھر تشریف لیگئے۔ دونو بھائیوں نے حسب دستور ضیافت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا۔ اور شاگردوں کی طرح خدمت بجالاتے رہے۔ دونو بھائیوں اور حضرت قیوم اول میں بہت محبت ہوگئی۔ اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونو بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی اور جگہ سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے +

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل

کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا۔ کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھے
اُن میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کی کلام کو بطور سند
پیش کیا۔ اور ساتھ ہی آنحضرت رضی اللہ کی بہت مدح کی۔ جو آنجناب رضی اللہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی
ہے۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی چونکہ
خود دونو بھائی علم میں یکتائے زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری
تلوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکور کی تصنیف کی فکر کی۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔
آخر اتفاقاً ایک مقام پر پہنچکر تمام علما اور وہ دونو بھائی لاچار ہو گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔
ابوالفضل نے حضرت قیوم اوّل کو تکلیف دی۔ کہ ہم دونو بھائی اور تمام علما اس مقام پر مجبور
ہو گئے ہیں۔ نیز اس نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ
عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھینگے۔ اور احسان مانینگے۔ کیونکہ ہم اس مقام پر حیران
ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن
ان دونو بھائیوں کی التجا سے قلم اُٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت
فصیح و بلیغ عبارت میں لکھدی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علما کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور
قصص اور شان نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔
پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ
یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف سے ہے۔ یا اُن کی مدد سے تصنیف
ہوا۔ یہ دیکھکر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے کمال
علمی اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

ذکر درِ بیان مناظرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ با علامہ ابوالفضل و فیضی

در علوم باطلہ فلاسفہ و ترک آشنائی کردن آنحضرت از ہر دو برادر مآل کار آنہا

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل
کے ایک یار نے مجھے بتایا۔ کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ابوالفضل کی
مجلس میں تشریف فرما تھے۔ فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس میں
اس قدر مبالغہ ہونے لگا۔ کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی

جوشِ اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضع قرار دیتے ہیں۔ مثلاً الٰہیات۔ حکمت۔ نجوم۔ ہیئت۔ اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیاء کے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں۔ اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں۔ جیسے ریاضی اور طبعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے۔ کہ امام غزالی وغیرہ علمائے حق نے اپنی تصنیفات میں اُن پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا۔ تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سُست کہکر مجلس سے اٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی۔ بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دردولت پر حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ جو کچھ کل مجھ سے ہوا۔ سہواً ہوا۔ جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے۔ جناب کسی قسم کا ملال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت وسماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ عید فطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لیگئے۔ اس دن چاند کی انتیسویں[29] تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ فرمایا۔ عصر کا وقت تھا۔ کہ آنجناب کی ابوالفضل سے ملاقات ہوئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں۔ فرمایا واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر وگرد آلود نہ تھا۔ کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا۔ کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس میں تو ایک مجمع کی گواہی کی ضرورت ہے۔ جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں اس بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلق غیر معتبر ہے۔ کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو گیا ہے۔ ابوالفضل نے کہا۔ قاضی کا علم کافی ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ قاضی کا

علم معاملات میں کفایت کرتا ہے۔ نہ کہ عبادات میں۔ آخر اس نے کہا کہ ان شکوک کو جانے دیجئے گا۔ آج عید ہے افطار فرمائے گا۔ چنانچہ پانی منگایا تھا میں نے آنحضرتؓ کے ہونٹوں کے قریب لے گیا۔ آنحضرتؓ نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنحضرتؓ نے خود اٹھ کر پانی لیا۔ اور روزہ افطار فرمایا۔

چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے عدم کے سبب آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔ آنحضرتؓ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق التیام فرشتہ نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رستے میں ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں۔ جس طرح نظر عینک میں سے یا روشنی شیشے میں سے۔ ابوالفضل نے کہا کہ ممکن ہے۔ کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم اُن کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے یہ سنکر ابوالفضل خاموش ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب للہ والبغض للہ" کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی۔ اور کئی مرتبہ آنجناب کے در دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار رہا۔ لیکن آنجنابؓ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔ آنجنابؓ نے جو رسالہ اثبات نبوت تصنیف فرمایا ہے۔ اس کی تصنیف

کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے سے ابوالفضل قتل کیا گیا۔ اور اس کے سر کو دہلی کے کوڑا کرکٹ والے تاب دان میں پھینکا گیا۔ اور قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور ہوا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اول رضی اللہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونو آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے ✦

چونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کو اکبر آباد میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس لئے آنجنابؓ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہوکر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے۔ تو پوچھا۔ کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں ع

یوسف نزود بکنعاں یعقوب پیر آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضی اللہ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہو لئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے ✦

ذکر دربیان تزویج حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

بدختر شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے۔ تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے۔ جو بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے ✦

شیخ سلطانؒ نے جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے۔ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کردو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد کون ہے۔

دوسری دفعہ پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ صاحب سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ حضرت قیوم اوّل بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے۔ جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ صاحب سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ پھر شیخ صاحب اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا۔ کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ اپنی لڑکی کی شادی شیخ احمد سے کردو۔ تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہ کروگے تو ایمان تمہارا سلب کر لیا جائیگا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ اور بدعت اور گمراہی کو جہان سے اٹھا دینگے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں۔ تو مجھے بھی منظور ہے۔ حضرت مخدومؒ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اپنے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اول کے پاس ظاہری مال و دولت بکثرت ہو گیا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ ایک نئی حویلی بنوائی۔ جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ تو پرانی حویلی فرمایا کرتے اسی واسطے

آنجناب رض کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "پرانی حویلی والے" پڑ گیا۔

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنّت بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے ترک نہ ہوئی۔ ایسے ہی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى۔ اور تجھے تنگدست پایا۔ سو غنی کر دیا۔

شیخ سلطان رح نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ خاص سے ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار یار ہیں۔ پانچواں شیخ احمد ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کریگا۔ اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائیگا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ اور اس بات کا شکریہ بجا لائے۔ کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا۔ جو امت میں سے افضل ہے۔

تجدید سے پہلے عالم شباب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہت لاغر ہو گئے اور اس قدر ضعف طاری ہوا۔ کہ زیست کی امید باقی نہ رہی۔ ذہرائے عصر (شیخ سلطان کی بیٹی) جو آنجناب کے حرم محترم تھے۔ از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے بارگاہ الہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے ہزارہا کام لینے ہیں۔ جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفایاب ہوئے۔ اور آنجناب کو قرب الہی کا وہ درجہ عنایت ہوا جس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا۔

ذکر در بیان خلافت یافتن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ از والد بزرگوار خود

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکبر آباد سے واپس آئے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے

شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے تمام فرزندوں کو بلایا۔ اور خرقہ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا تھا سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ مبداء و معاد میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ۔ کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں)۔

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس درویش کو عبادت نافلہ کی توفیق خصوصاً نافلہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی) یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ

عثمان ھارونی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ ھبیرۃ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں سلطان ابراھیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے انہیں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ✣

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کبرویہ، نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء آج تک ان مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف شرع امور مثلاً رقص وسماع اور توحید وجودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید سے بیشتر سالکوں کی ترقی مخالف شرع امور سے مسدود ہوگئی۔ لیکن اُن کے سلسلے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود شریف کے توسط سے منقطع نہیں ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائیگا ✣

ذکر بیان مجمل از احوال خیر مآل حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ

و دیگر واقعات کہ دلالت میکنند بر علو مراتب و منزلت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ بیرنگ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں۔ جو اپنے زمانہ کے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ دن رات خوف خدا سے گریہ زاری میں مشغول رہتے۔ خواجہ بیرنگ کابل میں ۹۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی مبارک پر نمایاں تھے۔ ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماوراء النہر اور بدخشان میں بہت سیر و سیاحت کی۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی علوم میں کافی حصہ حاصل کیا۔ اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل

کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے ✦

آپ راہ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں۔ ویران جگہوں۔ اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مارا کرتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ اور کیچڑ۔ مٹی۔ برف۔ اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتٰے کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے ✦

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ عنہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفا کی نیت روحانی سے سرانجام ہوا ہے ✦

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خاتم النّبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی تھے۔ آپکے مفصل حالات آپ کا ماورالنہر بدخشان اور ہندوستان میں سیر و سیاحت کرنا مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہند میں آکر اقامت پذیر ہونا۔ اور آپکے فرزندوں اور خلفا کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں مندرج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپکے مفصل حالات نہیں لکھے گئے ✦

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والدین نقشبندؒ کے مزار پر انوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مؤخر الذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا۔ کہ عزیز من! عنقریب ملک ہند میں حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ بعد ازاں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیا کی توجہ اسی کی طرف ہے۔ ہر ایک اُسے اپنے سلسلے میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ ہماری

یہ امید بر آئیگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ۔ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو القا فرمائی تھی۔ وہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچتی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفا کے سپرد کی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہے۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے یہ نسبت حاصل کرکے ہند کا رُخ کرو اور یہ نسبت اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصلی جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گذر چکا ہے) ❖

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ حسب الحکم خواجہ نقشبندؒ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے خواجہ امکنگیؒ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگیؒ نے خواجہ بیرنگؒ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں۔ حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگیؒ نے آپ سے گزشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سُنکر خود خواجہ صاحب تین روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبندؒ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک کارِ عظیم ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضے اللہ تعالےٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سفر ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے ❖

ذکر دربیان واقعہ دیدن خواجہ بیرنگ طوطی بر شاخ کہ در دہان ایشاں شکر میریخت و تعبیر کردن خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ این واقعہ را متوجہ شدن خواجہ بیرنگ بسوئے ہندوستان و بیان واقعات کہ در اثنائے راہ حضرت خواجگی مشاہدہ نمودہ اند:۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی

برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا۔ تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کے لائق نہ پاکر عاجزی ظاہر کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود بخود آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے۔ تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا۔ یہ خیال کرتے وہ طوطا اُڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا۔ میں نے اپنا آب دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی ٭

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیئے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دہن تربیت میں آئیگا۔ جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائینگے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں۔ جلدی جاکر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دہن تربیت میں آئیگا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے ٭

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدرالدین اپنی تواریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا۔ کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو۔ اور پھر اس کا حلیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی۔ کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کئے۔ میں نے کہا شائد اس شہر کے باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو۔ جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلیہ ملگیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے ٭

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدرالدین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ
میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا۔ کہ زمین سے لیکر عرش تک ایک مشعل روشن
ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور
اس ایک مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کئے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام جنگل
چراغوں سے پُر ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد وہی عزیز ہے جس کی خاطر
تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے
یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے ❖

دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجگی کے
رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا۔ کہ جب حضرت خواجہ امکنگی ؒ نے خواجہ بیرنگؒ کو
ہندوستان کی طرف روانہ کیا اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے
سُنا۔ کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہمنشینی میں خلعت خلافت دیکر
ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھنجلائے۔ کہ ہم نے اتنی مدت
خدمت کی اور اس جوان نے جلد ہی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ امکنگی
نے یاروں کی شورش کی خبر سُنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام
سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح
کر کے خلافت حاصل کی۔ اُسے ہندوستان میں ایک کار عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام
کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے
اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت
لیکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے جو
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علوشان پر دال ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک
لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سُننے والے
کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آ جاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا
گیا ہے ❖

جب حضرت خواجہ بیرنگ مُلک ہند میں داخل ہوئے تو اس عزیز کی
ہر جگہ جستجو کی۔ جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور واقعات میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پتا نہ ملا۔ آخر جب دارالارشاد سرہند میں پہنچے۔ جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا۔ کہ واقعہ ہی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے۔ اور حد سے زیادہ جستجو کی لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی اس عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال آیا کہ شہر دہلی ولایت ہند کا مرجع و مآب ہے۔ وہیں چلیں۔ شائد اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ بیرنگ دہلی تشریف لائے۔ تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہی مفصل لکھا جائے گا۔

ذکر در بیان عزم سفر حج حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

وملاقات نمودن بحضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رضی اللہ عنہ واخذ کردن طریقہ نقشبندیہ از خواجہ بیرنگؒ وبیان معاملات کہ مابین خواجہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ دست دادہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشتاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بر نہیں آتی تھی جب آنجنابؒ کے والد ماجد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ پختہ کر لیا۔ کسی فرد بشر کو اس امر کی اطلاع نہ کی۔ اور تن تنہا اس سفر مبارک کیلئے روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے۔ تو مولانا حسن کشمیریؒ نے جو شروع سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ بیرنگؒ کی کرامات اور مناقب بیان کئے حضرت قیوم اوّلؒ کو بہت شوق ہوا۔ آنحضرتؓ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ بیرنگؒ نے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ وہی عزیز ہے ۔ جس کی تشریف آوری کی خوشخبری خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ اور اس واسطے اُسکے واسطے حیلہ کو قبول کیا ہے۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ وطن مالوف سے کس ارادے سے آئے ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ بیرنگ نے خود ہی فرمایا۔ کہ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الٰہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہیں سے حاصل ہو جائیگا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین روز ٹھیریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مان لیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو خلوت میں لے جاکر خواجگان کے طریق کے مطابق نشان دیا۔ جس سے دن بدن بلکہ آناً فاناً آنجناب کو عروج حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لیگئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آ سکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت۔ فردیت۔ قیومیت۔ خلت۔ طینت۔ اصالت محبوبیت ذاتی۔ سابقیت۔ اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود آنحضرت ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انابت کے ایک روز بعد بیخودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے ہیں۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں، مجھ پر طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے جس میں تمام عالم اس طرح نمایاں ہیں۔ جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بیخودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی۔ کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ اور بعض اوقات رات بھر۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ بیرنگ سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے مجھے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو

روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اُس کی کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے پوچھا۔ کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہو۔ اور متصل اور واحد معائنہ کرتے ہو۔ میں نے عرض کی۔ جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا ہے فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی اثنا اس قسم کی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی۔ کہ پہلے مجھے حق تعالےٰ کا علم حضوری حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو گھیرا ہوا ہے۔ میں نے اس نور کو حق تعالےٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیا سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہے۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس نقطہ کی بھی نفی کر دینی چاہیئے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ نقطہ بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی۔ کہ اس مقام پر شہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہی حضور حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے اور اسی حضور کو حضور بے غیب بھی لکھتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی تھی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی۔ جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی۔ کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی۔ جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رائی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عوالم کو فرداً فرداً بچشم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرہ میں حق تعالےٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی

کم شیشے میں دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کا باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دیکھا کرتا تھا اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں۔ اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالےٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی فرق و تبدیلی کے وہمی دیکھنے لگا۔ اس دید سے بڑی حیرت ہوئی +

اسی اثنا میں **فصوص** کی یہ عبارت "وان شئت قلت الذی عالم حق وان شئت انہ خلق وان شئت قلت انہ خلق من وجہ وان شئت قلب بالحیرت بعد م التمیز بینھما" جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی تھی۔ یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہو گئی۔ بعد ازاں یہ کیفیت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ حتےٰ کہ موجود اور موہوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض ہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے دو روز بعد محض اپنے فضل و کرم سے موہوم اور موجود کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور موجود موہومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو موہوم دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض موہوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ جب یہ حالت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ کہ "فرق بعد الجمع" یہی ہے۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام کا نام مشائخ نے مقام تکمیل و ارشاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا +

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں وہ حضرت **قیوم اول** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تھوڑے دنوں میں حاصل ہو گئے ۔ ۵

گلے برد ندزیں د ہلیز نسبت بآں درگاہ والا دست برد ست

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تجدید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید وجودی کے مذکورہ بالا کمالات و مقامات سے ترقی کی۔ اور اصل اصول سے جو کمالات نبوّت کا اخص خصائص ہے۔ اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہؤا۔ مشرف ہوئے۔ اور یہ کمالات سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب رضؓ نے اس سے پیشتر توحید وجودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے نادم اور مستغفر ہوئے۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوب کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے طریقہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے جو معارف توحید وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں۔ وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے جب مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔ استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع کرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ؛

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جو کلام مَیں نے توحید وجودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔ اس سے میں توبہ کرتا ہوں۔ تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے لئے توبہ بھی مشہور شدہ چاہیئے۔ مقام وحدت وجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس طرح غالب آئے۔ کہ جو شخص آنجناب رضؓ کے روبرو قلم کو قط لگاتا۔ تو آنجناب رضؓ کی انگلی کٹ جاتی ؛

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ کے خلفا کے سرتاج تھے حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ نے شیخ تاج کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ یاروں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتا دیا کرو۔ لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنےٰ کر رکھا تھا۔ وہ بذاتِ خود سُنا کرتے تھے ایک روز ابتدائے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا۔ کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ مَیں نے از روئے انکسار کہا۔ کہ میرے احوال آپ کے سُننے کے

لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھسے دق کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ مَیں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اُس پر تصرف کیا۔ تو بے خود ہو کر گر پڑا۔ جب اُس نے بہت کچھ منت وسماجت کی۔ تو مَیں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکور بیان کیا۔ وہ واقعہ سُنکر شیخ تاج کی حالت بدل گئی اور جو حالت مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ اسکا اثر ظاہر اطور پر شیخ تاج پر ہوگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت خواجہ بیرنگ رہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون کا ایک خط لکھا۔

مکتوب۔ ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل سے موصوف چند روز میرے پاس رہا۔ مَیں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی دن آفتاب ہوگا جس سے تمام جہان روشن ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین واثق ہوگیا ہے۔ اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتےدار بھی ہیں۔ جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں۔ اُن میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرار الٰہی اور جواہر عالیہ ہیں عجب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ اُن میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائینگے۔

مختصر یہ ہے۔ کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسے نیک اور عمدہ پُھول پھل دے۔ اللہ تعالےٰ کے دروازے کے فقیروں کے دل بھی عجیب ہیں۔ قیامت تک اس کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

ذکر در بیان رسانیدن حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ نسبت معہود را

کہ از حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام بوسائط کثیرہ بخواجہ بطریق امانت رسیدہ بود کہ با اہل آں برساند بوارث آں نسبت کہ عبارت از حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ است و خلافت دادن سلسلہ نقشبندیہ و مراجعت

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ از دھلی بوطن مألوف دار الارشاد سرھند تشریف آوردند تعالےٰ
آنجناب را در سرہند رونمودہ اند و بمرتبۂ قطبیت فردیت رسیدن :-

حضرت خواجہ بیرنگ اس بات کے شکر یہ میں کہ اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا کام آسان کر دیا۔ کہ ایسی فضیلت اور قابلیت والے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا۔ جو انسانی انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت تکمیل کو انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلوت میں بلاکر نسبت معہود جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی کو پہنچی۔ اور خواجہ بیرنگ نے حضرت خواجہ نقشبند کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچادینا۔ (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آنے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیکھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آنے کا سبب بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند نے صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی اور سبقت لیجائے۔ اور اس گوہر کو جوامت کے سلسلوں کے تمام گوہروں کا شاگوھر ہے اپنا سر حلقہ بنائے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دوسرے ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اُسے پہنچائے۔ سو وہ نسبت بہت سے وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنے خلفا کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ہو۔ اُسے یہ پہنچادینا۔ اب وہ نسبت چند واسطے سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچادینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پا کر یہ نسبت آپکے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو القا کی اور فرمایا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پر ٹھہرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔ حضرت خواجہ نے نسبت القا کرکے فرمایا کہ میں نے واقعہ میں

دیکھا تھا۔ کہ ایک طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکنگی نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل کوئی ایسا عزیز روبکار ہوگا۔ جس سے تمہیں نعمت عظمےٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی کے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حق میں دیکھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بیان فرمائے ۔

حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے نسبت خاصہ نصف رجب ۱۰۰۹ھ ہجری میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو القا فرمائی۔ اور حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو کامل اجازت و خلافت دیکر آپکے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کیئے۔ اور سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا ۔

مُلا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمیؒ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں شیخی نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے ہیں سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آ ہی گیا ۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوتی ہے۔ جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہولیں۔ چونکہ اب ہم اُن کے کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم مشیخیت سے کنارہ کش ہو کر طالبوں کو اُن کے سپرد کرتے ہیں ۔

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ دارالارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے۔ اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا آدمیوں کو اپنے باطنی چشمہ سے سیراب فرمایا ۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ عین ارشاد کے وقت حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بعض اعلےٰ مقصدوں کے لئے گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طرح پر خواجہ صاحب سے عرض معروض کرتے تھے۔ جب

انجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جس میں ظاہر کیا۔ کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات درپیش تھے۔ اس واسطے چند روز گوشہ تنہائی اختیار کیا گیا ہے۔ جیساکہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائیگا +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ کی خدمت میں وہ کر میں نے سلوک کو ختم کیا۔ تو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ وآیندہ اولیا میرے ممد ومعاون تھے۔ اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیت اولی کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کی ترتیب سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے۔ اور دائرہ طینت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں۔ بعض قطب افراد کی ہمنشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچکر جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور وہاں پر فنا وبقا حاصل ہوئی۔ جیساکہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اور منصب فردیت سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو فنائے سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے "جو خوارق عظیم میں مشہور تھے" حاصل ہوا لیکن مجھے

اپنے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا۔ لیکن صرف اسی وقت تک۔ جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گذرا تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں۔ اور اپنے آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں۔ عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے +

مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "سیر عن اللہ باللہ" ہے۔ دوسرے سلسلوں کے مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقرر حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ نزول کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے۔ جسے حقیقت جامع بھی کہتے ہیں۔ اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ پھر مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ پھر عروج واقعہ ہوا۔ اس موقعہ پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب میں جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا +

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا مفصل حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں۔ جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں۔ کہ قطب ارشاد جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اس کے نور ظہور سے عالم ظلمانی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور تمام جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت ایمان اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالٰے کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے

یہی انکار اس کے فیض کا سد راہ ہوتا ہے۔ جس شخص سے اس قطب کو تکلیف پہنچے۔ وہ بھی ہدایت ارشاد و معرفت الٰہی سے بے نصیب ہے۔ جو شخص قطب ارشاد کو نہیں پہچانتا اور ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے۔ اُسے بھی اس قطب سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن اگر قطب ارشاد سے ملاقات کرنے کے بعد اس کی قطبیت کا انکار کرے۔ تو خواہ کتنا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر بھی ہدایت و معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص گو قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و منقر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچیگا قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک روزن سا کھل جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی ساطت سے پہنچتا ہے منصب فردیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دو منصب (قطب ارشاد و فرد) ایک شخص کو حاصل ہوں۔ تو ایسا شخص نورٌ علےٰ نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

دربیان نزول خلعت تجدید الف ثانی برحضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلطان الاولیا قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر تجدید الف ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات۔ تجلیات۔ ظہورات۔ احوال معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت وجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے مفقود ہو گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت وجود کے متعلق ہیں۔ وہ ولایت صغرےٰ میں ہیں۔ جو اولیا کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت

کبریٰ ہے ولایت علیا" جو علی الترتیب ولایت انبیا اور ولایت ملائکہ ہیں"۔ اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ" جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ بعینہٖ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت ہیں شریعت کی علیٰ حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح وقایہ۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیا اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوئی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے ؛

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے۔ جیسے وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سننا۔ یہ انبیا کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں ہیں۔ جو ولایت انبیا کا ظل ظلال ہے۔ جن کی یہ رائے ہے" الولایۃ افضل من النبوۃ"۔ (کہ ولایت نبوت سے افضل ہے)۔ اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ حق تعالےٰ کا رخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالےٰ سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالےٰ کی طرف ہے وہ اس رخ سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا رد بحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے۔ اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہٗ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس کے نبوت کا عروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔ وبخلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی۔ تو حق تعالےٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیا کو اولیا کہکر تعریف کرتا۔ ادنےٰ مقام کو اعلےٰ مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے کسی مقام پر انبیا کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا۔ جہاں کسی انبیا کی تعریف کی ہے نبوت سے کی ہے۔ نہ کہ ولایت سے۔ ولایت سے۔ جابجا پروردگار

نے انبیا کی تعریف میں "وَکَانَ رَسُوْلاً نَّبِیًّا" فرمایا ہے ؀

صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے۔ کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت وجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الخاص علوم معارف انبیا کے ہیں ہزارہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں۔ کہ انہیں انبیا سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے اگر یہ علوم و معارف انبیا کے ہوتے۔ تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت وجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سُنتے۔ کیونکہ انبیا کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اُسے ظاہر کر ہی دیتے ہیں۔ خواہ اُس کے اظہار سے اُنہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں پھر اُن کے سوا اور کون ہے۔ جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرے۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں کہیں انبیا کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیا کا کلام غیر۔ غیریت عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید۔ اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے۔ نہ حلت پر۔ وحدت وجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہدینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ اور بات ہے۔ جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و نغمہ کے متعلق ہیں۔ وہ انبیا کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیا میں داخل ہی نہیں ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہیں۔ جو ولایت انبیا کی ظل ظلال ہے کمالات نبوت ولایت سے ہزارہا درجہ اوپر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم و معارف و کمالات از سر نو تازہ ہوں۔ جو ذات کے متعلق ہیں۔ اس سے پیشتر ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اُولو العزم صاحب شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں تنسیخ و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں۔ اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سر نو تازہ کرے۔ زینت بخشے اور ذات حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے ؀

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ولایت صغرےٰ سے ترقی کر کے ولایت کبرےٰ ولایت علیا اور کمالات نبوت حاصل کیئے۔ جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے۔ حتےٰ کہ ولایت

کبریٰ تک کوئی نہ پہنچا۔ چہ جائیکہ ولایت علیا۔ اور کمالات نبوت حاصل کرتے۔ تو آنجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارف انبیا ہیں۔ ظاہر ہونے لگے۔ جب کمالات نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت آنجناب کو عنایت فرمائی +

حدیث میں آیا ہے۔ کہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوا کریگا۔ اور جو حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی ہے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" وہ بھی صادق آتی ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسٰے اور حضرت عیسٰے ایک بعد دیگرے ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسٰے و حضرت عیسٰے کا قائم مقام ہو +

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام ملائکہ مقربہ و تمام اولیائے امت و علماے ملت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنائی۔ اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے اور اس امت کا دینی و دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی تمام امور مثلاً فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ مرض وغیرہ جو کچھ ہونگے تمہاری وساطت سے ہونگے۔ جو قرب و منزلت اللہ تعالےٰ نے تمہیں عنایت کی ہے۔ وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آیندہ کریگا ؎

گوئے عرفان از میداں ربودۂ تجدید الف اتو سزاوار بودۂ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امور ہمارے متعلق تھے وہ سب تمہارے حوالے کر دئے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں۔ تم ہماری امت کے خبر گیر رہنا۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے دفتر میں آنجناب کا اسم شریف حضرت احمد مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ

کروبیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین و آسمان میں منادی کردو۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان قدس میں "مجدد الف ثانی" لکھا ہے۔ تمام مخلوقات کو مطلع کردو۔ کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے۔ وہ ان کی اطاعت کرے۔ اور جو تجدید وغیرہ کمالات کو جن سے وہ دوسرے اولیا سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کریگا تو غضب الٰہی اس پر نازل ہوگا اللہ تعالےٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کمالات کو گذشتہ حال اور آئندہ کے تمام اولیا نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیر نے بھی آنجناب کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی۔ جیساکہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائیگا تمام مخلوقات انبیاء رسل مع صحابہ۔ ملائکہ اور تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے آپ کو فضل تسلیم کیا بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا استعمال۔ کیونکہ معدودے چندان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص جو اُن کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال کو پسند کرکے اُن پر عمل کرتے ہیں۔ اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں +

جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیا کے لئے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعوے کریگا۔ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ سالکوں کو بھی سماع و نغمہ سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا گمراہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لاکر اپنے جبہ مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا +

مجدد صد سالہ وہ شخص ہے۔ کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث قطب ولی وغیرہ ہوں اہل منصب سب مجدد کے فیض کے محتاج ہوں۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف، اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی مشکوۃ سے کیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی کے بعد تبعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا صاحب موجود مجدد الف ہے چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علما ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات۔ افعال۔ احوال۔ مواجید تجلیات اور ظہورات سے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علما کے علوم اور اولیا کے معارف سے پرے کے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے۔ جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست ذات پاک رہنما ہے۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا! اب وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان میں بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے اور نئی شریعت لایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ اور اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت کے علما کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا مرتبہ دیا ہے انبیا کے وجود سے صرف اولیا کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ کرتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں ایک عالم۔ عارف مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر ہی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "اولھم خیر ام آخرھم خیر" پہلے اچھے ہیں یا آخری لیکن "اوسطھم ام اوسطھم" پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی۔ جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونو اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ علو نسبت ہے لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی بلند تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے۔ بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبت قلیل ہے لیکن ہے بلحاظ کمیت وکیفیت بہت اعلے درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ "الاسلام بدءغریباً وسیعود کمابدا فطوبیٰ للغرباء" اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائیگا۔ جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد مختلف امورات میں بین تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی۔ اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں۔ اور ایک دوسرے کے علوم ومعارف کو جانچیں۔ اور احوال کی صحت وسقم کو دیکھیں کہ وہ شرعی امور کے مطابق ہیں۔ یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم وتوقیر کس میں زیادہ ہے۔ ایسا کریں تو شائد اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ شائد آپ نے دیکھا ہی ہو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ کہ طریقت

اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوّت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوّت کے کمالات کے مقابلہ میں ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ خصوصاً مکتوبات میں طریق کے بارے میں اس گفتگو کی اصلی غرض نعمت حق کا اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے۔ نہ یہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے اچھا سمجھے۔ چہ جائیکہ اکابر دین کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے ؎

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آں خاکم کہ ابر نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاوّل ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج برج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین اوّل کی دسویں تاریخ تھی۔

ذکر در بیان خلعت قیومیت ممکنات کہ حق تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ را عنایت کردہ است

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا۔ کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولوالعزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور تابع ہونے کے عطا ہوئی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا ہے۔

بعدازاں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی۔ اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اول ہیں +

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسماء و صفات شیونات۔ اعتبارات اور اصول ہوں۔ اور تمام گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان۔ وحوش۔ پرند۔ نباتات۔ ہر ذی روح۔ پتھر۔ درخت۔ بر و بحر کی ہر شے عرش کرسی۔ لوح۔ قلم۔ ستارہ۔ ثوابت۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ بروج سب اس کے سائے میں ہوں۔ افلاک و بروج کی حرکت و سکون۔ سمندروں کی لہروں کی حرکت۔ درختوں کے پتوں کا ہلنا۔ بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا۔ پرندوں کا چونچ پھیلانا۔ دن رات کا پیدا ہونا۔ اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا ناموافق رفتار سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اُس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی۔ کوئی دن۔ کوئی ہفتہ کوئی مہینہ۔ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلہ کی پیدائش۔ نباتات کا اُگنا۔ غرضیکہ جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا +

روئے زمین پر جس قدر زاہد۔ عابد۔ ابرار اور مقرب۔ تسبیح۔ ذکر۔ فکر۔ تقدیس اور تنزیہ میں۔ عبادت گاہوں۔ جھونپڑوں۔ کٹیوں۔ پہاڑ اور دریا۔ کنارے۔ زبان۔ قلب روح۔ سر خفی۔ اخفی اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب اُن کی عبادت قیوم کے ہاں قبول نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

۵ کار ہے جہاں بسر رود بے رضائے او　　در دست او ست بجنبتے نہ چرخ را مُہار
برجملہ خاکدان رُوان است حکم او　　چوں جادۂ صحاری چوں موج دریا

قیوم بمنزلہ **جوھر** اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کا وزیر اعظم ونائب اتم ہوتا ہے۔ اور اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اسے زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر ومنزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے اس واسطے اُسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث۔ قطب۔ فرد۔ ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوّم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے افراد اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو +

ہزار سال بعد ایک **قیوّم** پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی مسلمان دیندار نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی امت بھی تند ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُسے اللہ تعالےٰ کا بیٹا کہا کرتی تھی +

جواہر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے۔ اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے گوہروں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جو جہان بھر کے لعل وجواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا نہ بعد میں ہوگا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت **قیوم اوّل** مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دونو دین اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

جب آفتابِ رسالت پناہ نے اِن دو نو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال کمالاتِ نبوّت اور انوارِ رسالت۔ فیضانِ قیومیت کی تربیت اویسیوں کی طرح ان پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی باڑی اپنے اختتام کو پہنچی۔ تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اوّل خاتم المرسلین ؐ کے تربیت یافتہ آفتابِ رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ۵

چو خورشید رسالت شد ہویدا ۔ بزیرِ سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں از رش زجبیں ۔ اشارت میکنم از ہر دو شخنین
بہا او را نباشد در بدخشاں ۔ بود روشن برنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الفِ ثانی شد مجدّد ۔ بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اوّل چوں الف ہست ۔ دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں میگشت معدوم ۔ بعالم گر نبودے ہیچ قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است ۔ چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض حبا ودانہ ۔ بود تا ایں زمین و تا زمانہ

قیوّمیّت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے۔ یعنی جو شخص قیوم ہے اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ضرور ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیّت سنہ ہجری میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو اس دنیا سے سفر کیئے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہوئے دو ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب کہ بحساب شمسی پندرہیں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیماع تھی۔ آنحضرتؒ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے ۰

۲۳۲۹۹۰۰۵۳

ذکر در بیان طینت اصالت محبوبیت ذاتی کہ حق تعالیٰ از کمال فضل خود قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ را عنایت کردہ است

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔

اصالت کا درجہ طینت سے اعلٰے ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلٰے وارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ افعالی محبوبیت امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اولیا کو حاصل ہے جو مستثنٰے ہیں۔ صفاتی محبوبیت انبیا کو حاصل ہے۔ اور ذاتی محبوبیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت عظمٰے سے مشرف فرمایا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی ؂

ایک رات حضرت **قیوم اوّل** رضے اللہ تعالٰے عنہ عشا کی نماز کے بعد دعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہوگیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جنکی تاب آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ آپکا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر کے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے ؂

حضرت **قیوم ثانی** معصوم زمانی عروۃ الوثقٰے رضی اللہ تعالٰے عنہ اپنے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب بانوّے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں "جناب سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کے ایک دولتمند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث اور قیوم رابعہ رضی اللہ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت علیسے علیہ السلام کی طینت سے ہے "

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب محفل عالی یعنی محفل انبیا کرام میں پہنچے تو وہاں

اس قدر بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیا ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ اُنہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کرو۔ جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصومؒ کے بیٹھ گیا" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالےٰ نے انبیا کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا۔ اِن فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں +

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیا تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیا میں جگہ دی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیا کا لباس ہماری نسبت اعلےٰ درجے کا تھا جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام انبیا ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا۔ کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعتؒ ہیں +

اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے۔ اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل مربع ہے۔ انبیا کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے حضرت قیوم اولؓ اور قیوم ثانیؓ کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا +

یہ ہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العٰلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہے +

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اگر حاصل ہو۔ تو لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہوگیا ہے۔ یا نبی کے مساوی ہوگیا منصب نبوت کو حاصل کرلینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کرلینا اور بات ہے آنحضرت صلعم کا تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے۔ پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیا تبع او طفیل سے بری ہیں تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں محض متبوع ہیں +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرمو اعمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طینۃ ادم علیہ السلام" یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے بنائی گئی ہے" جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے۔ تو بدن مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی حکم الٰہی سے اس مٹی کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر تر و تازہ نہیں ہوتا۔ جس طرح انسان سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا +

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ تو یہ مناسب ہے کہ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہما کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے بنایا جائے +

جب دونوں حق تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان مقامات اور کمالات مثلاً تجدید الف طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو۔ جیسا کہ قاسم اور ابراھیم تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دئیے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دئیے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد اس واسطے ہوئی۔ کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو دین کی تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس مطلب کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو تر و تازگی ہوگی۔ زینت نصیب ہوگی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہیں۔ تم سے بھی ہونگے۔ اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت طینت۔ اصالت وغیرہ بطریق وراثت پدری نصیب ہونگے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے

اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اُس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منوّر ہو۔ اور دینِ اسلام کو از سرِ نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبرٰے رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسمؓ و ابراہیمؓ کا بھائی ہے۔ جو حق تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبرٰےؓ نے حضرت قیوم اوّلؓ کو بغل میں لیا۔ اور ازراہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزندوں میں سے افضل ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ بیٹا یہ کام کرنا جو حدیث شریف ہمارے سردار **ابراہیم** رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے لو عاش لکان نبیاً "اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا"۔ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو۔ جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور میں آیا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر و تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہوئی۔ اور جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

ذکر و بیان

سال اول تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی و خطاب یافتن از حق تعالےٰ "بخزینۃ الرحمت" و حوالہ شدن خزانہ رحمت الٰہی بآنحضرت و آمدن کعبہ معظمہ برائے زیارت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان متحقق شدن زمین خانقاہ آنحضرتؒ بزمین کعبہ معظمہ

اس سے پیشتر بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت

کعبہ میسر نہ ہو سکی۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک روز اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے۔ کہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ انسان۔ فرشتے۔ جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجنابؓ نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ کعبہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی نور ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں رکھ دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنحضرتؓ کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام حقائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتۂ غیب نے آواز دی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یہ مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض مسجد کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آج کل وہ صفہ عام خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجنابؓ کا روضہ مبارک اسی صفہ کے شمال کی طرف ہے بس صفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریبًا چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے +

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" کے خطاب سے سرافراز فرمایا۔ اور اپنی رحمت کاملہ کا خزانہ آنجناب کو عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آسمان سے لاانتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس قدر خوبصورت ہیں کہ آنکھیں اُن کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ آپ کی فرمانبرداری

کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو خزانہ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجناب رضؓ نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعیدؓ کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ آپ کی مُہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمۃ" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب۔ میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اوّلؓ مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب تین سو گیارہ میں جو حضرت خازن الرحمت رضؓ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں ؎

ہمچو الف ب حبیبِ خدا | ہائے دو چشمی است مربی ما
لام مربی خلیل اللہ است | میم ز تکلیم کلیم آگہ است

اس میں ہائے دو چشمی کا اشارہ رحمت الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں لیکن اس دو چشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

ذکر در بیان

دیدن حضرت خاتم الرسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را در واقع حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بشارت رسالت باجتہاد حضرت قیوم اوّل و بیان بعضے مسائل اجتہادیہ آنحضرت و بیان سفر آنجناب از دار الارشاد سرہند بدہلی :-

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو۔ اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس وجہ سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے ◆

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت امام شافعی کی طرف ایک حصہ۔ آنجناب عموماً دونو مذاہب پر عمل کیا کرتے تھے ◆

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے۔ اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ اور آپ کے استادوں اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ معہ استادوں اور شاگردوں کے تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اگر آنجناب کے اجتہاد کی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے۔ تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونو کے موافق نہ ہو۔ تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں ◆

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

اوّل متکلمین کی رائے میں شاہق الجبل یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم

کی رائے ہے۔ کہ خداشناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کافر مطلق نہیں اور خود ابوالمنصور کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ ”بے شک اللہ تعالےٰ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دیگا“۔ پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا ✦

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابوالحسن اشعری کی رائے ہے کہ ”شاہق الجبل“ جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ ”وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا“۔ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ اُن کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں“ ✦

اب یہ دونو آیتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشینگے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے۔ عذاب نہیں دینگے۔ دونو مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کیلئے ایک ایک آیت پیش کی ہے ✦

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوارسا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دئے بغیر عذاب دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائے گا ✦

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیا کے پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ آنجناب دارالحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی خاک کر دئے جائینگے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کی یہ رائے ہے۔ کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں۔ عذر کے لائق نہیں ✦

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں یہاں پر بطور مشتے نمونہ از خروارے صرف نہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک ہر سہ جلد مکتوبات، و ہفت رسائل کا مطالع کرے ❊

مُلّا عبدالرحمٰنؒ جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے۔ اسی سال مرید ہوئے ❊

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جس میں اُن یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا ❊

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو اُن سے تمہارے واسطے التماس کی جائیگی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دینگے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائیگا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے درج کیا جاتا ہے :۔

مکتوب ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے خواجہ برہانؒ نے اُسے مشتاقوں کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلےٰ پایہ کا ہے۔ اب دلی منشاء یہ ہے کہ خواجہ احرارؒ کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح اُن کے

متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر خدمت ہوا۔ تو بسبب کمزوریٔ قوت حافظہ معلوم نہ ہوا۔ کہ مشارٌ الیہ کون تھا۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے اُن کی باتوں سے عصمتی معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بحسب خلقت "نہایت دربدایت" مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں +

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے فوق کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے +

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں کہ آیا اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے اُپر مخلوق ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوتے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں +

نیز خانہ "حضرت جو مقام انبیائے علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ اس میں کوئی ایسا مقام ہو گا۔ جو عود مذکور سے بے کھٹکے کر دیتا ہو گا +

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالےٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں میرے باقی حالات اللہ تعالےٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کسی ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکر لکھوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ حسب مرضی کارروائی ہو گی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں" +

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پیر تھے لیکن حضرت مجدد صاحب سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح

پوچھتے ہیں جس طرح مرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں متوقف جس کا ترجمہ میں (مترجم) نے لفظ میرے کرسے کیا ہے" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں ٭

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر تمام مریدوں و خلفا سمیت استقبال کے لئے آئے۔ اور آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے! اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا! اور خود اُن کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے! اور اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرکے تاکیداً فرمایا کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رضؓ) حکم کریں۔ اس پر عمل کرو ٭

ذکر در بیان

سال دوم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ حوالہ نمودن حضرت بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت قیوم و داخل شدن حضرت خواجہ بحلقہ آنحضرت و مراجعت آنحضرت از دہلی بہ سرہند و آوردن شاہ سکندر خرقہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ را برائے آنحضرت کہ بہ طریق امانت پیش وے بود و اجتماع کردن و مناظرہ نمودن تمامی اولیائے امت کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مروج سلسلہ ایشاں باشند

اس سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں

ستارے ہیں- اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں- اسی پائے کے شیخ احمد رضی اللہ عنہ بھی ہیں -حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں سمیت مریدوں کی طرح آنجناب کے حلقہ میں داخل ہوئے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو الٹے پاؤں واپس آتے کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے - ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے- آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے -حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے +

جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے - تو اسی اثنا میں شاہ سکندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں لائے -اس کی تفصیل یوں ہے - کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے لکھا گیا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم کا خرقہ بطور امانت تھا - کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا" اس دنیا سے رحلت کرتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا ۔ اور وصیت کی کہ جب اس خرقے کا وارث مبعوث ہو اسے دے دینا- شاہ سکندر نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھ چھوڑا - جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا - تو شاہ کمال نے خواب میں شاہ سکندر کو فرمایا کہ یہ خرقہ قیومیت مآب کو پہنچا دو- شاہ سکندر نے خرقہ کو دینے میں تامل کیا - کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں شاہ کمال نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے - جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو- پھر شاہ سکندر نے دیدہ و دانستہ غفلت کی - تو شاہ کمال نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا- کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو- تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو- ورنہ نسبت سلب ہو جائیگی- شاہ سکندر مجبوراً وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے- آنجناب صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے- کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ خرقہ لائے - آنحضرت نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا - اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ

ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ نقشبندیہ نسبت دب گئی
پھر نسبت نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ قادریہ نسبت مستور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی
ہوا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ
تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں۔ مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت
تشریف فرما ہوئے۔ بعدازاں حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنے طریقہ
کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سمیت تشریف لائے
اور حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے اور آپس میں مناظرہ کرنے لگے ✦

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اوّل
رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی یعنی لڑکپن میں شاہ کمال کی زبان چوس کر تمام
قادریہ نسبت لے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) پس سب سے ہمارا حق فائق ہے۔
اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے۔ خواجہ بہاوٗالدین نقشبند نے
فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے! اور جو نسبت معہود جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے وہ اسے ہمارے ہی سلسلے سے پہنچی ہے
اس میں ہم حق بجانب ہیں کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دے۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ
تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں۔ کیونکہ اس مرد خدا کے آبا و اجداد
ہمارے سلسلہ میں تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے
اور مناظرہ کرنے لگے۔ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ تاکہ اُن کے
سلسلے کو رواج دیں ✦

خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ اس قدر اولیائے
امت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر۔ کوچے۔ بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح
اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پُر ہو گئے۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مناظرہ و مذاکرہ ہوتا
رہا۔ آخر سب نے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف رجوع کیا۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے از راہ لطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا
دیا۔ کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا
اس کا اجر تمہیں مل جائیگا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ

اسے نسبت معہود اسی سلسلے سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اس سلسلہ کے سردار صدیق اکبر رضی
ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اتر کر باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ
میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ
ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ
کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی
اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجناب رضی نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی
نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا تھا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔
جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں پس حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔
آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور مشائخ
سلاسل کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہ رضی کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس
سلسلہ میں چاہیں مرید کریں۔ لیکن ان کے بعد ان کے خلفا کے لئے منع ہیں۔ کہ سوائے
نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ کے کسی اور سلسلہ میں مرید کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا
حق باقیوں کی نسبت فائق ہے۔ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو کے سوا باقی سلسلوں
میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں۔
لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں
میں بدعتی امور بہت سے ہیں۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سننا۔ لوگ صرف
اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں۔ کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع
باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد رکھیں۔ یہی وجہ ہے
کہ حضرات سرہند منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں لیکن بدعتی امور
مثل وحدت وجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالےٰ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس واسطے

سلسلہ نقشبندیہ کو بکثرت سی شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کی دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق دلو کی پندرہویں تاریخ تھی۔

اسی سال سید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خوابوں اور واقعات کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے۔

نیز اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی علو شان معلوم ہوتی ہے۔

مکتوب:۔ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بحضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کمال کے اعلےٰ درجے پر پہنچائے۔ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سرِ مو تکلف نہیں جو حقیقت ہی لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے۔ تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہان سے خوشبو دماغ میں آئے کیوں اس کے پیچھے نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے ؎

گر طمع خواہد ز من سلطان دیں　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے۔ اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔

دیگر مقصود یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب کیا تھا۔ سو اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ

ہوگا۔اور کامل توجہ و عنایت حاصل کرے گا۔ والسلام"۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا نہایت تواضع اور انکسار سے لکھا چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تین مہینے بعد پھر حضرت خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پُر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔اور وہ یہ ہے:۔

مکتوب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی۔اس کلمے کو سچے نامہ بر حضور خدمتِ والا میں عرض کر دینگے۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں۔اور کیا عرض کروں۔کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی بے شرمی کی بات ہے۔اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بیجا معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی حد کو مدِ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و تعطش یہاں تک ہے کہ حسبِ ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں ؎

بس تشنہ و بس خرابم اے دوست — در حسرت یک دم آبم اے دوست
ہر جا کہ ترشحے تو بینم — در تعطش آیم و بنشینم

یہ مکتوب پڑھکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ بے اختیار حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے دھلی روانہ ہوئے۔

ذکر بیان

سال سوم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان سفر آنحضرت از سرھند بہ دھلی و استفادہ کردن حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ و بیان آداب کہ خواجہ بجناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کردہ اند

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بے اختیار ہو کر دھلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنی۔ تو پا پیادہ شہر سے باہر آئے۔ اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تنظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے "جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے" اُٹھتے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور یاروں کو بھی تاکید کیا کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ آنجناب ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہُوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ اور یہاں لکھے گئے ہیں۔ وہ خواجہ ھاشم کشمیؒ اور ملا بدرالدین سرہندیؒ کی تاریخوں سے نقل کئے ہیں۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں ❊

خواجہ ھاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میرے مرشد میر محمد نعمان نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اونگھ آ گئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ تن تنہا درویشوں کی طرح آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ نے اُسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیاز کے ساتھ کڑ کڑاتی دھوپ میں آستانہ کے نزدیک کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے ❊

خواجہ ھاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمانؒ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ تم حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور وہیں یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی

میں لگے رہو۔ بلکہ اُن کے روبرو ہماری تعظیم بھی نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف توجہ بھی نہ کرو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ شیخ احمدؒ ایسا آفتاب ہے۔ جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ اس سے پہلے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آیندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص بیاض کی نقل کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہتیرا عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں۔

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمت نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے۔ اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ ایک دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت لکھا تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے (سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خوار اور خوردسال بچوں خواجہ عبید اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ کو منگا کر آنجناب سے التماس کی۔ کہ ان دو نو نورِ دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجنابؓ نے حسب الارشاد اُن مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی۔ کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اول کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے بیان فرمایا ہے۔ آنجنابؓ کے احوال لکھنے والوں نے بھی بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اولؓ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی۔ کہ کہیں ترک ادب ہو جائے

لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت وجودی کے مقام تک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں۔ جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو صرف انبیاء کا حصہ ہیں۔ بڑا ہی افسوس ہوگا اگر آپ ایسی نعمت کا مجھ سے دریغ کریں۔ جب حضرت خواجہ صاحب بہت درپے ہوئے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب ہو جائیں۔ اس واسطے مجبوراً حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر اُن کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے اُن کا مقصود حاصل ہوا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس موقع کو اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں یہ قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے سنا جو فرماتے تھے۔ کہ ہم حضرت شیخ احمدؒ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے کھینچ کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر مجلسوں میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہی ہے +

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اُن میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا۔ اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں +

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے۔ کہ

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عرض داشت آئی۔ اُس میں بھی "عزیز متوقف" کے احوال درج تھے۔ جب پڑھی تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ہی "عزیز متوقف" ہوں۔ مجھے اُنہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے اور پھر اشارتاً عزیز متوقف لکھتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے اس کتاب میں اُن کی گنجائش نہیں ✤

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دارالارشاد سرھند کی طرف لوٹ آئے۔ اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی ✤

"مرأت العالم" اور "مرأت جہاں نما" میں جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لیکر اورنگ زیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعراء، اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واسطے بجالایا کرتے تھے بطور عجائب روزگار درج کئے ہیں ✤

ذکر در بیان

سفر حضرت قیوم اوّل بہ بلدہ لاھور و بیان رتحال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ و مراجعت آنحضرت رضی اللہ عنہ بدارالارشاد سرھند و مرید شدن خانخانان، و مرتضےٰ، و مولنائے طاہر لاہوری حاجی محمد و مولانا میر نصیر احمد رومی و خواجہ فرخ حسین و مولانا جمال تلوی کہ ہریک از اکابر مشائخ عصر و اجلہ علمائے وقت خود بودہ اند

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ سفر دھلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دارالارشاد

سرہند میں ہر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے لاہور کے تمام وضیع و شریف آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنکر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علما مثلاً مولانا طاہر۔ مولانا حاجی محمد، مولنا جمال تلوی وغیرہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ مریدوں کیطرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ادب بجالاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں۔ تو اُن کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ اُن لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ سو اللہ تعالےٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجنابؓ کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؓ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونو جہان کی سعادت خیال کر کے معہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین، اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہو گئے اور بن داموں غلام بن گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزارہا آدمی آنجنابؓ کے حلقۂ ارادت سے مشرف ہوئے۔

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا۔ کہ ایک دن مولانا جمال تلوی نے کمال اعتقاد سے آنحضرت سے پہلے اُٹھ کر آنحضرت کی نعلین مبارک اُٹھا کر اپنے سینے سے لگالیں۔ جب آنحضرت اُٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ دونو صاحب علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا آنحضرتؓ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو دلیری کر کے مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر موجب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت عالم باللہ اور اسرار "لی مع اللہ" سے واقف و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم اُن کی تواضع کرنے سے اجر عظیم حاصل کرلیں۔

ایک روز مولانا جمالؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیا مسئلہ وحدت وجود "جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنجنابؓ نے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے جن کو سُن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح نشے والے کی ہوتی ہے۔ زانو مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیکر رخصت ہوئے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرتؓ نے زبان گوہر فشان سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی — کہ گفتی واز دیدہ خوں ریختی

مولانا طاہرؒ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ جب آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجنابؓ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اپنی خدمت میں رکھا۔ حتےٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائیگا ؛

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتوں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ولایت توران میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگے رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہؒ کے ساتھ ہند میں آئے تھے۔ اُن میں سے بعض اپنے وطن گئے۔ انھوں نے از راہ تعجب تجدید الف طینت۔ اصالت۔ قیومیت اور حضرت خواجہ صاحبؒ کا آنجنابؓ سے توجہ لینا وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ اُمکنگی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حالات سُنے ہوئے تھے۔ اس لئے آنجنابؓ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُنکر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجنابؓ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہا۔ اُن میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین کمر ہمت باندھ ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو ان دنوں حضرت قیوم اول بھی سرہند سے

لاہور میں تشریف فرما تھے۔ آنجناب رضی کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب رضی کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین رح کے نام ہیں +

میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سیّد اور بڑے شیخ تھے آپ ایک روز حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اُس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اُس سے دعا اور توبہ طلب کر کے اُسے اپنی لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ میر مذکور حسب الارشاد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں آئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رض کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے +

اسی اثنا میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر آئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سُنکر بہت گھبرائے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہکر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں قلیچ خان اور مرتضیٰ خان جو ہندوستان کے اعلےٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص مرید تھے حضرت خواجہ صاحب رح کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب رح نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دونوں یہ دو شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ رح نے ان کی طرف بھی خط لکھدیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم زمان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں جانا۔ اور اُن کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رح کے وصال کے بعد قلیچ خان اور مرتضےٰ خان دونو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری کو ہوا۔ اور شہر دہلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا حسام الدین نے بنوایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی تھی۔ کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا۔ لیکن نہایت عمدہ اور نفیس۔

عجیب تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لا سکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انوار الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے۔ اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا بھاری قبرستان ہے۔ امیر لوگ اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ لیکن پھر ہاتھ نہیں آتی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر اُن کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبداللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہداد رحمۃ اللہ علیہ یہی تینوں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

ذکر دربیان

سال چہارم از تجدید الف و قیومیت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ آمدن آنحضرت از سرہند بدہلی برائے تعزیت حضرت خواجہ بیرنگ و انحراف ورزیدن یاران

خواجہ از حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ باز تنبیہ شدن و توبہ کردن از اعمال خود و عفو نمودن آنحضرت از تقصیرات آنجماعت

خواجہ ہاشم اور ملا بدر الدین، برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماتم پرسی کے لئے دھلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا۔ اور آنجناب کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے۔ اور از سر نو آنجناب سے بیعت کی اسی اثناء میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منتقض ہوئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب نے بہتیرا انہیں سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی لیکن بے سود۔ نہ صرف اتنے پر اکتفا کی۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کے دعائیں کیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت سلب کرلیں۔ پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے وطن مالوف کی طرف چلے آئے۔

شیخ تاج جو ان لوگوں کے سردار تھے۔ ان کے دل میں بھی ان میں سے بعض کے ساتھ میل جول کرنے کے سبب کچھ شک سا آگیا۔ وہ بھی اپنے وطن چلا گیا اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں۔ اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچا تو اپنے باطن کی طرف بہتیری توجہ کی۔ لیکن اپنے احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوا۔ جب متوجہ ہوا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہوئی ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں ہو بیٹھے۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے فضل کے منکر ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا

منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کا موجب ہے۔ اور اس میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھا۔ کہ یا الٰہی وہ کونسا بزرگ ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ آنجناب کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سردار خود آنجناب ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی۔ کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا۔ اس لئے میرے دل میں بھی شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا۔ اب میں معافی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رض نے شیخ کا کان پکڑ کر یہی فرمایا جب شیخ تاج نے حد سے زیادہ عجز و زاری کی۔ تو آنحضرت رض نے شیخ کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج یہ واقعہ مشاہدہ کر کے سخت شرمسار ہوا۔ اس خطرہ سے جو آنجناب کی نسبت اس کے دل میں تھا۔ سخت نادم ہوا اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے ہم پیروں خصوصاً مولانا محمد بلیغ کی طرف۔ جو حضرت خواجہ صاحب کا سالا تھا۔ اور مرزا حسام الدین کی طرف اس مضمون کا لکھا۔ کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں محمد نقیب کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرماوینگے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور اب آنجناب کا منکر ہے۔ وہ مرتد ہے۔ اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو۔ مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے۔ لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائیگا۔ آخری وقت میں

اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائیگا۔ تم سب اپنے ہم پیروں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھیرے۔ اور ملا حسن۔ جعفر بیگ۔ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے۔ تو انھوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یار لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو آنجناب کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا۔ اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اُن کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ بہتیری میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا اتنے میں خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ کی مدح مترشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے فخر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ میری امت میں ایسا عزیز ظاہر ہوا ہے۔ جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ عزیز تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں نے توبہ کی۔ اور اپنے اپنے بد عقیدہ سے سخت نادم ہوئے +

شیخ تاج نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ حکایت بھی لکھی تھی۔ کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پر پانسو دینار کی ہمیانی تھی وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ شائد اسی بزرگ نے اُٹھائی ہے اس نے اپنے آدمیوں کو کہا۔ جنھوں نے اس بزرگ کو بہت مار پیٹ کی آخر اس مرد عزیز نے چاروناچار ہاتا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی اور جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے درویش کو دی تھی اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں

کرتے ہو جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی اسی وقت اللہ تعالے سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہو نگا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلونگا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے۔ کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائینگے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب نے ازراہ لطف و کرم سب کو معافی عنایت فرمائی۔ اور ان کے قصور بخش دئے۔ انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو یار حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے منکر ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مستعملہ پانی پیئے گا وہ اس بلا سے بچ جائیگا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔ فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی مرتبہ بغیر نیت۔ قربت اعضاء دھوئے جائیں۔ تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحب کے اصحاب اور کیا آنحضرت رضہ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالے نے آنحضرت کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔

ذکر بیان

سال پنجم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ دعوت نمودن سلطان ہند علانیہ برائے بیعت خود و استغاثہ کردن خلائق بحضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ

از جور سلطان و غضب نمودن آنحضرت بر سلطان و مآل کار او۔ پیدا شدن خانجہان لودھی و سکندر خاں و دریا خاں:۔

پہلے لکھا گیا ہے کہ ہند کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ اور اس نے نبوت کا دعوےٰ بھی کیا۔ تھوڑی مدت بعد اس نے خدائی دعوےٰ بھی شروع کر دیا۔ لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کروائے تھے کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "یعنی تمہارا سب سے اعلےٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر لمن الملک "کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جہان بہت تنگ ہو رہا تھا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کئے جاتے تھے۔ بہت سے من چلے مسلم اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا پر نہ کیا۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی۔ تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا۔ کہ ہم اس قیوم کی قیومیت کی آمد کے منتظر تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس خیر اولیا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائیگا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح دام بلا میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ آنحضرت نے غیرت میں آکر بادشاہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ خان خاناں۔ خان اعظم سید صدر جہان اور مرتضےٰ خان وغیرہ کے ہاتھ "جو آنجناب کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے" حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بادشاہ کی طرف نصیحت آمیز کلمات کہلا بھیجے۔ کہ اگر اس دعوےٰ سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ تو بہتر ورنہ غضب الٰہی کے لئے منتظر رہو۔ انہوں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ منت سے کام نہیں نکلتا۔ تو آنحضرت کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ اس بارے میں وحشت ناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو آنحضرت قیوم اول کے سبب سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے۔ اور بتائے۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد صرف اتنی بات

قرار پائی۔ کہ لوگوں کو اختیار رہے۔ خواہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ بُرے طریقہ میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے۔ انہیں تاکیداً منع کیا گیا۔ کہ آیندہ کسی کو زبردستی نہ لانا۔ اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر ہوگیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین باطل میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضب الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھ کر محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک تو زر و دیبا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں بہ سبب پرانا ہونے کے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اُسے جا بجا کپڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پرتکلف کھانے اور میوے مہیا کئے۔ اور بارگاہ محمدیؐ میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ پھر عام اجازت دی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو۔ اور جو چاہے بارگاہ محمدیؐ میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے تمام مرید مثلاً خان جہان خان مرتضٰے خاں، سید صدر جہان، اور خان اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگ جن کے سر میں جنون اسلام جوشزن تھا جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اولؓ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدیؐ میں بیٹھا تھا اسے کہا۔ اے سید! آج تو تُو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دیگا۔ یہ سنکر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی میں داخل ہوا۔ وہ فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا۔ کہ بارگاہ محمدیؐ کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ دو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو آنحضرتؓ نے اُسے دی

تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے آندھی آئی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ بالا کردیا۔ چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھاڑ دیں۔ جو اہل بارگاہ کے سروں پر پڑتی تھیں۔ حتی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہوئے جس غرفہ میں بادشاہ بیٹھا تھا۔ اس کے کواڑ بادشاہ کے سر پر لگے۔ چنانچہ اس کے سر میں سات زخم لگے۔ پھر بادشاہ زمین پر گر پڑا جس سے اس کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ بگولا بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دلجمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے سات روز بعد بادشاہ داخل نیران اور دوزخ کے فرشتے کے سپرد ہوا ؛

اس روز ہزارہا آدمی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ خانجہان لودی اور سکندر خاں لودی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ آنحضرت نے خانجہاں لودی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں۔ جو آنجناب کے مکتوبات میں موجود ہیں۔ اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا باپ دریا خاں اور شاہجہانپور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہانپور دہلی سے مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنحضرتؓ کے خلیفہ شیخ آدم کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا ؛

ذکر و بیان

سال ششم از تجدید الف ثانی و قیومیت قیوم اول مجدد الف ثانی خزینۃ الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ مریدان شدن شیخ طاہر بدخشی و شیخ احمد برکی و شیخ حسن برکی و خواجہ یوسف برکی و مولانا یار محمد قدیم طالقانی و مولانا صالح گولابی و شیخ عبدالحق شادمانی رحمہم اللہ :۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا شہرہ خراسان اور ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور پر ہوچکا۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علما آنجناب کے شیفتہ و دلدادہ بن گئے۔ ہر ایک کے دل میں یہی تمنا تھی۔ کہ

کسی طرح آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو۔
شیخ طاہر بدخشی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا
کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ تیرے لئے یہ زیبا نہیں۔ کہ تو بادشاہ کی خدمت میں رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہند کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گولابی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بارے میں خواب دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونو بزرگ شہر طالقان پہنچے۔ اور مدرسہ میں کسی رفیق راہ کی جستجو کی۔ ان دنوں طالقان کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔ جب آپ سے ان دونو کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونو نے اپنے اپنے ارادے سے آگاہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونو کے ہمراہ ہوئے۔ اب تین ہو گئے۔ شیخ عبد الحق شادمانی نے خواب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خوشخبری سنی ہوئی تھی وہ بھی آنحضرت کی زیارت کے لئے تیار ہوئے۔ یہ بھی ان تینوں سے آملے شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آگئے تھے۔ جب تینوں نے شیخ صاحب سے ملاقات کی اور ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے۔ تو چاروں متفق ہو گئے۔ اور روانہ ہوئے جب شہر برک میں آئے۔ جو کہ کابل اور قندھار کے مابین واقع ہے۔ تو شیخ احمد برکی جس نے آنحضرت کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت سے اوصاف بھی سن چکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا از حد مشتاق تھا۔ اور مدرسے کا اول معلم تھا۔ ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کو بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے اپنے احوال باطنی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیجکر پوچھ لیا تھا۔ کہ آیا یہی انتہا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور آنحضرت نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ وہ عزیز آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہے تھے شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ آخر منزلیں طے کر کرا کے دار الارشاد سرہند میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے جمال جہان آرا سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے ہر ایک پر

بہت بہت مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر وطن کو رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +

خراسان بدخشان اور توران کے ہزارہا آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے۔ اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے شیخ حسن کو بھی خلافت دیکر خراسان بھیجا۔ اور شیخ احمد برکی کو لکھ دیا کہ اگر تم ماوراءالنہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کا ایک رکن ہے +

شیخ یوسف برکی کو بھی اسی سال خلافت دیکر خراسان بھیجدیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کئی مرتبہ خراسان گئے اور کچھ عرصہ شہر جالندھر میں بھی قیام کیا +

مولانا صالح گولامی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشان کی خلافت عنایت کی۔ اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشان میں قبولیت تام حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے +

مولانا یار محمد طالقانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طالقان میں جو بدخشان کی سرحد پر واقع ہے بھیجدیا۔ اس گرد و نواح کے ہزارہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے۔ اور فوائد حاصل کئے +

مولانا قاسم علی کو جو آنحضرت کا قدیمی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراءالنہر بھیجدیا۔ وہاں کے بیشمار لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کئے +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان بدخشان اور توران میں اس قدر ہوا۔ کہ وہاں کا کوئی شہر۔ گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفا نہ ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں حتی کہ عبد اللہ خاں اوزبک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشان کا بادشاہ تھا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا۔ کہ جو کام کرتا آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفا اجازت نہ دیتے تو اس سے

باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی آنجناب کا مرید ہو گیا۔ آنجناب کے تمام خلفا کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد نعمانؒ کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفہ تھا خلافت دیکر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ مراقبہ کے لئے خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا۔ کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے بلوا اپنے پاس رکھا۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

ذکر و بیان

سال ہفتم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرضداشت کردن عبداللہ اوزبک بادشاہ توران بحضرت قیوم اول برائے استمداد و توجہ بر فتح ایران جنگ عبداللہ خاں باشاہ عباس بادشاہ ایران و فتح یافتن بر ایرانیاں از توجہ شریف آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض (شیعہ) کا پورے طور پر رواج ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پر ہو گئے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پر ہو گئی مسجدوں اور مصلوں میں علانیہ تینوں خلفا اور عائشہ صدیقہ کو گالی گلوچ بکتے تھے۔ اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے خاص کر ماوراالنہر کے لوگ اور وہاں کے علما جن میں مذہبی جوش بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے حرمل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ خاں اوزبک کو ایران سے جہاد کرنے کے لئے کہتے۔ چونکہ عبداللہ ایک مسلمان دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شرعی حجت بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں وہ کہتے تھے

کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ آخر یہ صلاح ٹھیری کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علما کی خواہش کے مطابق آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی نے حقیقت معلوم کرکے ایک خط اور ایک رسالہ" جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے فضائل اور اُن کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں" عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور فتح نصیب ہوگی عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفاء و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ وحشت ناک خبر سنکر عبداللہ خاں آگ بگولا ہوگیا۔ اور اس نے قسم کھائی۔ کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا۔ چنانچہ ایک لشکر جرار لیکر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والئے ایران نے سنی تو ایک بہت گراں شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت کی۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اُس نے انکار کیا اس واسطے مجبوراً عبداللہ خاں نے تلوار اُٹھائی۔ ایرانی بھی برسر پیکار ہوگئے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تورانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اُس کی ساری فوج قتل ہوگئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پرزور ہوں۔ اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ بہرحال دو تو اس بات پر متفق ہوگئے۔ اور لشکر سے ایک طرف

الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے ۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ دیا ۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیئے ۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لی ۔ اس لڑائی میں بھی خان توران ہی غالب آیا ۔ عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دے دیا ۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کر دو ۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں ۔ قصبوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے ۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا ۔ خون کے دریا بہنے لگے ۔ لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسےٰ علی رضا رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مقدس ہے ۔ بالکل امن چین میں رہا ۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے عبداللہ خاں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خاطر انہیں امان دی ۔ لیکن جب مزار مقدس کی زیارت کیلئے گیا ۔ تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا جس کے تلووں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے خان نے نیزہ لیکر اس ملعون رافضی کے تلووں پر وار کیا ۔ جب وہ زمین پر گرا ۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار ہو گیا ۔ اور فی الفور واصل فی النار ہوا ۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا ۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر پھینکا ۔ جو خان سے چوک کر مزار مبارک پر لگا ۔ عبداللہ خاں نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی ۔ لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہیں کیا ۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے اس نے غصے میں آ کر حکم دیا ۔ کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو ۔ چنانچہ مشہد میں بھی خون کی ندیاں بہ نکلیں ۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا ۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی ہے ۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی ۔ اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں ۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو ۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا ۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی ۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا آیا ۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکے تو السیف اخر الحیل "تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے" کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی ۔ انہوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں کے پاس بھیجا ۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکرانہ اور ہدیہ مع رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی ۔ کہ ان شبہات کا رد تحریر فرمادیں ۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت سے اس بارے میں التجا کی آنحضرت

نے ان کی درخواست پر رسالہ ردشیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھکر ماوراء النہر میں بھیجدیا۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا۔ کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ وہ اصلی جواب اسے کہتے ہیں۔ جس پر مخالف کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کرکے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی ✦

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا"۔ میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ رباحت قتل اور ان کے مال و اموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو" اس رسالہ میں جو میرے پاس پہنچایا گیا۔ خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ایسے دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بیوقوفوں کو دھوکہ دے سکتی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کی مذمت بھی لکھی ہوئی تھی ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دردکشاں مے خندند
بر سرِ کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور فرقہ ناجیہ کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی سادہ لوح اس رسالہ کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑکر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہوجائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالٰے کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان" ✦

آنحضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہوگیا۔ چونکہ ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ مذہب تھے۔ حتٰی کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ لوگ رسالہ مذکور کو دیکھتے۔ تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن بے بس ہوکر رہ جاتے۔ آنحضرت بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر نے موقع پاکر بادشاہ سے آنحضرتؓ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجنابؓ کو پہنچی۔ اس کا سبب یہی تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالٰے حسب موقع مذکور ہوگا ✦

اس سال آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ نصیب اعداً زندگی
کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنحضرت رضؓ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور محمد نعمان
کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا اس وقت سوائے محمد صادق کے آنحضرت رضؓ کے باقی
فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو پورے طور پر صحت نصیب ہوئی۔
اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ
ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنحضرت کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

ذکر و بیان

سال ششم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
خزینۃ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیان اذعان کردن شیخ فضل اللہ
برہان پوری و شیخ حسن غوثی کہ از اکابر مشائخ وقت خود بودند
بر تجدید الف و قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

جب شیخ فضل اللہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتا تھا۔ سنا کہ
ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو آنجناب رضؓ کے بعض
مخالفوں نے شیخ صاحب سے آنجناب کے حق میں چند بناوٹی باتیں بیان کیں۔ مثلاً یہ کہ
آنجناب اپنے آپ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے۔
اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو
آنجناب کی خدمت میں بھیجا اور اسے وصیت کی کہ تم جا کر آنحضرت رضؓ کے احوال اوضاع
واطوار کی دیکھ بھال کرو اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ شبہات
جو مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے پوچھنا۔ وہ شخص آنجناب
کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے حال پر بہت بہت
مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنحضرت کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا
دو تین مہینے خانقاہ میں رہا اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا۔ رخصت ہوتے وقت اپنے
شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ
کہتے ہیں کہ آپ اپنے کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں آنجناب نے فرمایا

کہ جس حالت میں ہم ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا۔ کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کئے۔ آنجناب رض نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک عالم باعمل سرہند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ اُن کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں۔ تو بھی اس کا عشر عشیر ادا کر سکتے۔ شیخ صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ وہ قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کرتا ہے مثلاً تجدید الف و قیومیت وغیرہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کیلئے التماس کی۔ ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے بہکانے سے بادشاہ ہند نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا لیکن آپ نے انکار کیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کیلئے پانچوں وقت نماز میں دعا مانگتے۔ جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رح کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے۔ تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سا شخص موجود ہو۔ اور پھر تم کسی دوسری جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ محسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے کے شیخ تھے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہو گا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائیگا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھکر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی۔ اور آنحضرتؓ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ جو تذکرۃ اولیا کے احوال میں لکھا ہے۔ اس میں آنحضرتؓ کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے "بالانشین مسند محبوبیت۔ صدر آرائے محفل وحدانیت خدیو مقام فردیت و قطبیت صاحب مرتبہ قیومیت و تجدید الف"۔

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خاں کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا۔ کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے خیال ہوتا تھا۔ کہ شائد مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے۔ تو یقین ہو گیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔ اتنے میں ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آ گیا۔ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں سب تصنیفات ہیں۔ نہ کہ تالیفات۔ اس واسطے کہ میں نے بہتیری غور کی ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا

بہتر ہیں۔ اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے "جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں"۔ اس مجلس کی قیل و قال سنی۔ اس وقت آنحضرت کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو آنحضرت کے کلام پر واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ تو غیرت میں آ کر اس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک دقیقے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہے کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند و استدلال پیش کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آجکل کے لوگوں کی سمجھوں کا اسکی باتوں کو سمجھنا اس زمانے کے مقابلہ میں یہ حال ہے۔ جیسا اس کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے کہ ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ باور نہ کیا۔ اور نہ اُن کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اُسے جاہل اور بیوقوف کہا۔ جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ اور اُس نے انگارے کھائے۔ تو سب کو یقین ہو گیا"۔ بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے +

ذکر و بیان

سال نہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکون و مزور آنحضرت بحضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مرید شدن میرک شیخ کہ اعظم مشائخ وقت خود بود

"مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ

کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید میں چلا جاوے اور مرید سر بسر شیخ کی رنگت اختیار کر جائے اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جائے۔ حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جائے۔ سو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا مکون و مزور بنایا۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے سے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری کے مکتوبات پچپن میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تابع وہ ہے۔ جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں۔ اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے اور وہ مخدوم۔ حق تعالےٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے جو ابتدا میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے تاکیداً حکم کیا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے۔ سو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حکم الہی کے مطابق اس کا اظہار فرمایا۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے

وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہوئے۔ دونوں صاحبان کی شکل مبارک ایک ہوگئی۔ ایک گھڑی بعد حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہوگئی۔ اور حضرت قیوم اول کی صورت مبارک حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی ہوگئی۔ پھر دونوں صاحبان کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سی ہوگئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ دیکھکر اُن لوگوں نے توبہ کی۔ جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوب معزور ہونے کی خبر سُنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہوگیا۔

خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی جناب میں واپس آنے کیلئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک عزیز کی زیارت کے لئے دوڑے دوڑے جارہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو اُن سے پوچھا۔ کہ تم کس بزرگ کی زیارت کیلئے جارہے ہو۔ ایک نے کہا۔ او بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ فرحت اثر خبر سُنکر شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ حلقہ کئے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا۔ تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم کثرت ہوگیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہوگیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نیک مرد سے تحقیق کرلینا چاہیئے۔ تاکہ اطمینان ہوجائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کیلئے آئے ہو۔ اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی حد نہ رہی۔ مَیں بہ سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوُا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پُرکمال پر پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ ہیں۔ مَیں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مَیں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوُا۔

اسی سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ دارا شکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامہ فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوُا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی۔ کہ اگر تینوں کا جواب شافی از خود دیں گے تو مرید ہو جاؤنگا۔ اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آنحضرت کے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں۔

الغرض جب مَیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میرک شیخ ابن فلاں بن فلاں۔ جب مَیں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا۔ جب مَیں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہے۔ پھر مَیں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ تنا ہوُا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ تلے ہے۔ اور کارکنان کارخانہ بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ

اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں۔ جو آنجناب رضی اللہ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کیلئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں ✦

ذکر در بیان

سال دہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آوردن مکتوب شیخ خلیل اللہ بدخشی علیہ الرحمۃ را خواجہ عبدالرحمٰن نجناب آنحضرت و دیگر قضایا کہ دریں سال شدہ است

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ ولایت بدخشان میں ہوا۔ اور اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ عنہ کے خلفا پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن نے جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے نام لکھا تھا" خواب میں دیکھا۔ کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہند میں مبعوث ہوا ہے (اشارہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف کیا) یہ مکتوب اُسے پہنچا دو ✦

جب بیدار ہوئے۔ تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے۔ تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے نیت کی۔ کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہنکر حاضر خدمت ہونگا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اس بدبخت نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی اہانت کرنا شروع کی۔ حتےٰ کہ خواجہ صاحب اپنے اس آنے سے سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور اپنے عصا سے اُس شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے ✦

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے! اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہُوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیاء امت! آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائیگا آپ سے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اُسے عصا مار کر فرمایا قُم بِاِذنِ اللّٰہ وہ فضلِ الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اُس نے آنجناب کی توہین شروع کی۔ مَیں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب رضؓ نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا! اور جب مَیں نے بہت منت و سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکلکر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "ما مضی فی اللیل لم یذکر فی النھار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت نہ بیان کرنا۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمت کے مکتوب کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ "کہ مجھے آنجناب کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ رحمت فرمائیں"۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانہ کے مشائخ اکابر سے تھے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔

مُلا بدرالدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد ناصر بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ خلیفہ صدرالدینؒ کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ (خلیفہ صدرالدین مدت تک مشیخیت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں طالبوں کی راہبری

کرتے رہے ہیں۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں لیجا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی "خلیفہ صاحب! آپ اس دُنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اور میرا کام ناحال سرانجام نہیں ہوا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کیلئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتا دیں۔ جو اس زمانے میں سب سے فائق ہو" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے تجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ کیونکہ وہ اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضؓ نے قبول فرمایا۔

شیخ بلخی کے قصہ سے ملتا جلتا یہ قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سی پہلے تبع نام ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا بنی اسرائیل کے چارسو علما اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علما اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھیرتے ہیں۔ اس نے ٹھیرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان سے ہوگی۔ یہ سُنکر وہ نہایت خوش و خورم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پر از نیازمندی ایک خط لکھ کر اُن علمائے کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سی رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اُسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط ایوب انصاری کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھ کر اُس کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیا میں سے سب سے صالح تھا۔

ذکر دہم بیان

سال یازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان مباہلہ و طلب نمودن آنحضرت داعیان سلاسل را و تصرف خود برآنہا نمودن و بیان

شق شدن ستارہ قطب و برآمدن ازاں ستارہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و مدعن تجدید الف و قیومیت آنحضرت شدن و بشارت دادن حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بہ قطب الاقطاب

جب لوگوں نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت، اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت ذکی تھی انہوں نے توان کمالات کو قبول کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید بنگئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہوئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں۔ تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل یہی چاہتے ہیں۔ تو آؤ مباہلہ کرلو۔ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعوےٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی اُن سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اہل وعیال سمیت آکر طہارت کرکے بارگاہ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دعائے غضب کرتے۔ اگر نبی اپنے دعوے میں سچا ہوتا۔ تو ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔" جب اُن لوگوں نے آنجناب کی طرف سے سُنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے۔ کہ اس مرد اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کریگا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو محال ہو۔ چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص نے آنجناب سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہوکر آئیں۔ اور آپکی تجدید الف

اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لائینگے۔ جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ آسان کردے گا ❊

اسی اثنا میں ایک شخص **جان محمد** نامی رحمۃ اللہ علیہ شہر جالندھر سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام آنجناب کی خدمت میں اس طرح حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آنجناب محل کے اندر تشریف فرما ہوتے۔ تو وہ باہر دست بستہ کھڑا رہتا ❊

مُلا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں جان محمدؒ مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں۔ کیا کرسکو گے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کرسکونگا۔ آنجنابؒ نے مجھے ایک اخروٹ دیکر فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں۔ اُسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دیکر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ اُن سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور آنجناب کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اُٹھ کر میرے ساتھ ہولیا۔ آنحضرت محراب میں بیٹھے تھے وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں آنحضرت ؓ نے مجھے فرمایا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا جہاں قہوہ پکا رہے تھے پیالہ لیکر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجنابؒ نے فرمایا کہ اُن کے پاس لے جاؤ۔ جب میں اُدھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہوگیا ہے اُس نے کہا حضرت مجدد الف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں لیجاؤ۔ جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا۔ کہ ادھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ اُس درویش نے پہلے حضرت **قیوم اوّل** رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجنابؓ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اس کا باپ

میرا آشنا تھا۔ اسے آپ نے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں۔ اُس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں۔ کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لیئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جا کر وہاں سے فارغ ہو مجھے فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اُن کے بیچ میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر یہاں آپہنچا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی ملازمت کرو۔ یہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کی اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب مخالف حاضر تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے باواز بلند فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے۔ وہ آنجناب کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر قطب ستارے کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر اس میں غائب ہو گئے اور قطب ستارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ سلطان الاولیا کی زبان گوہر فشان سے سنا انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بذات خود اس مجلس میں

موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہو گئے ✦

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا دعوٰے دار تھا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقرا جو اس باغ میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مشائخ امت کے سلسلوں کے مدعی تھے۔ بعد ازاں حضرت **قیوم اوّل** رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا ✦

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میری عمر چودہ ۱۴ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں"۔ کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے! اور وہ نور تمام جہان کے ہر ایک ذرے میں دھس گیا ہے! اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے۔ اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے" ✦

جب یہ خواب میں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت شرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔

چنیں گفت آں احمد نامدار ✿ کہ اے ثانئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی ✿ ز من ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یک حرف نگذاشتی ✿ ہر آنچہ نہادم تو بہ داشتی

ذکرِ دو بیان

سال دوازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ بشارت دادن حضرت قیوم اول

تمام سلسلۂ خود را تا قیامت مغفرت عام و مرید شدن مولوی عبدالحکیم صاحبؒ سیالکوٹی و شیخ حمید بنگالی صاحبؒ و بیان سفر آنحضرت با کبر آباد و وفات میر یوسف۔ و مرید شدن سلطان جنیان

اس سال حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی۔ کہ آپؒ تمام سلسلہ قیامت تک جتنا ہوگا۔ سب کا سب بخشا جائیگا۔ اور پھر اس کے اظہار کیلئے بھی آنجناب مامور ہوئے۔

چنانچہ رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں" وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو"۔

ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانیؒ) اپنے یاروں کے مجمع میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگراں تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی۔ کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من تواضع لِلّٰه و رفعه الله جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا"۔ کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک مذمت سے اٹھایا۔ اور یہ آواز دی۔ غفرت لك و لمن توسل بك الی بوسط او بوسط یغیر الیٰ یوم القیمة ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطے سے خواہ واسطے کے بغیر بخش دیا۔ اور بار بار یہی فرمایا۔ حتےٰ کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ اس واقع کو لوگوں پر ظاہر بھی کردو ؎

اگر بادشاہ بر سر پیرہ زن   بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

ان ربك واسع المغفرت "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے"۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جس کو طالب تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ہر ایک کتاب پر حاشیہ لکھا اور شرح کی جس سے طلبا فوائد کثیرہ حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی بغیر وہ کتاب حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوگئے۔

آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسا تھی۔ کہ مولوی صاحب کا کوئی شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا۔ اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں اُن کے مطالعہ میں مستغرق ہوں۔ کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دئے۔ جب آپ نے ان ورقوں کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے تر و تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے کلام مبارک سے مشرف ہو چکا تھا۔ اور اس وقت اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا ہے۔ مولوی صاحب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آنحضرت کے بڑے معتقد ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولوی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مولوی صاحب کو فرماتے ہیں۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون" تو اللہ کہہ اور چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے"۔

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا۔ اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الٰہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجب حالت طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے۔ تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیازمندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اور لوگوں کو کہنے لگے۔ کہ میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ بعد ازاں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کی ہیں۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت

قیوم اول کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے وہاں ذکر چھڑا۔ کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا سردار ہو۔ اور جن کا قول خلقت کیلئے سند ہو۔ تجدید الف اور قیومیت کا مقر ہو۔ تو مخالفوں کیلئے قوی دلیل ہوجائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی۔ کہ تمام اہل مجلس آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آنحضرت خواب استراحت سے اٹھکر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں یکتائے زمانہ ہیں۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولوی صاحب کا خط ہے۔ جب کھولکر پڑھا۔ تو اس میں آنحضرت کے بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے "امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی" رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کیا۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور قیومیت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالات الٰہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکلکر ساحل ہدایت پر لگ گئے اس واسطے آنجناب بمیں مبہم کرامیں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمدورفت آنجناب کے مرید مخصوص ملا عبدالرحمن مفتی سے تھی لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے آنحضرت کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں انکار پیدا ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ انکار سخت دشمنی سے تبدیل ہوگیا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ملا عبدالرحمن سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا۔ کہ وہ تو آنجناب کا سخت مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتا تھا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ حمید کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو بلایا۔ آواز دیتے ہی شیخ کی عداوت اعتقاد سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اٹھکر آداب قیومیت

بجالایا۔ اور آنجناب کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوگیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دینا شیخ صاحب تین دن رات دروازے پر سرنگوں پڑے رہے۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ جب دوسرے یاروں نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد آنجناب رضؓ نے شیخ صاحب کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اُسے اپنا مرید بنایا۔ تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگالے کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرماتے وقت آنجناب رضؓ نے اپنی نعلین مبارک شیخ صاحب کو عنایت فرمائیں۔ شیخ صاحب نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا۔ اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتے رہے بعد ازاں سر پر باندھی۔ جب آنجناب سے رخصت ہوئے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس گئے۔ بلکہ اس شہر سے بھی اُلٹے پاؤں گئے۔ تا کہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

شیخ حمیدؒ کو بنگالے میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور آنحضرت رضؓ کے نعلین مبارک آج تک وہاں ہیں وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی اُن کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضی اللہ عنہ کی طرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا فمثلہ الشیخین هو احمد بین المحمدین "وہ دو محمدوں کے مابین ایک احمد ہے" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین۔

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب رضؓ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر بھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے آنحضرت رض کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رض نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسف رح نے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب رض نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ صاحب رح سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اُٹھتے ہی میر یوسف جہاں بحق تسلیم ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ اُن کے نکالنے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ عنہ چھت پر کے حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ جنّوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کیا۔ اُن کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے۔ کیونکہ وہ دروازے کو کھٹکھٹاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور تنحنحی فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو ہلاک کر دینگے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رض نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یکبارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول رض نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کیلئے آئے تھے اُن کو

جان سے مار ڈالا اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے اپنا سازو سامان ساتھ لیکر نکلتے تھے۔ بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ ہم مدت سے آنجناب رضؓ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب رضؓ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں۔ اس بارے میں بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اُس کے لشکر کے مرید کیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمٰن کو آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیساکہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنحضرت رضؓ کے مرید ہوگئے۔ آنحضرت رضؓ نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ میں ہیں وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اُس محلہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں +

ایک روز میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنفؒ کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر چھت پر چڑھ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم گاتی کیوں ہو۔ عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشی منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے روضوں کے

گرد نواح بہت سے نیک جن رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر یہ جگہ اختیار کر رکھی ہے بسا اوقات لوگوں نے انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے
حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبدا و معاد کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر بالشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ گزر لئے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے ✤

ذکر در بیان

سال سیزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشارت دادن آنحضرت قبرستان شہر سرہند را تا قیامت ہر کہ دریں قبرستان مدفون شود مغفور است و مرید شدن شیخ بلخی و سجادہ نشین چشتی و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے چھٹے دادا سرہند کے بانی حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر قبرستان کی مغفرت کیلئے جناب الٰہی میں عاجزی و التجا کی۔ الہام ہوا ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اُٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔ آنحضرت نے پھر التماس کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا ✤

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ

کے مزار پر زیارت کے لیئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ یعنی یہ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے۔ تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا۔ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دینگے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے جس کی بابت آنحضرت کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنحضرت کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے ✤

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ مولانا بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک باعظمت و جلالت جنازہ لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ اولیا بھی موجود ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ غجدوانی سرحلقہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند۔ خواجہ عبداللہ احرار اور اور بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہے۔ جب وہ تشریف لاوینگے تب نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ کیونکہ وہ امام بنینگے اور ہم سب مقتدی ہونگے۔ اتنے میں ایک سروقد۔ گندم گون مائل بسفیدی۔ کشادہ چشم فراخ پیشانی۔ بلند بینی مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و ہیئت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیا نے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھکر امامت کی اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا۔ کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن مالوف سرھند شریف ہے ✤

جب میں جاگا۔ تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا

صبح بلخ کو چھوڑ قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہؤا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور آنجناب کی زیارت سے مشرف ہؤا۔ تو جو حلیہ مبارک مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہ وہی تھا مَیں نے اس درگاہ عرش اشتباہ پر روئے نیاز ملا۔ اور خانقاہ ملائک پناہ کے گرد چند مرتبہ پھرا۔ اور دیکھا جو دیکھا ✤

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سیدزادہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک روز آنجناب کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا یہ دعوٰی ہے۔ کہ اگر خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سنکر تعجب ہؤا۔ مَیں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا طریقہ نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ سیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے اعلٰے و ارفع ہے۔ اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مرید ہوا۔ اس نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ گویا لڑائی لڑنے کیلئے جا رہے ہیں اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے۔ اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آبا و اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مَیں نے کہا گنتے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا تو نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ مَیں نے کہا جو حضرت موسٰے علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو فرق ہے۔ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے اس

شخص کو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رض) بھی اولیاء امت سے افضل ہے۔ متشرع ہے۔ اور استقامت بدرجہ غایت اُسے حاصل ہے ؛

ذکر و بیان

سال چہاردہم از تجدید الف قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ کا براولیا خواجہ محمد صدیق وخواجہ محمد فرخ و محمد عیسےٰ وام کلثوم وغیرہ ارتحال فرزندان آنحضرت وغیرہ ازدواج کلثوم با یحییٰ پیغمبر علیہ السلام و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون کچھ ایسی طرح پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ ممات پر پڑنے لگے۔ جب خلقت بہت تنگ آگئی۔ تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنحضرت رض کے آستانہ مبارک پر جبین نیاز گھسائی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالےٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے مانگتا ہے ہم نے ان لوگوں کے عوض اپنا بیٹا دیا ہے چنانچہ اُسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ آنجناب رض نے غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مزار میں دفن کیا۔ لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول رض نے پھر بارگاہ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کرو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی خلقت کے واسطے فدا کیا چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا لیکن وبا بدستور رہی پھر لوگوں نے آکر بڑی منت و سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آنجناب نے اپنی دختر فرخندہ اختر ام کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ کو خلقت کیلئے

فدیہ دیا۔ حضرت ام کلثوم نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر آنجناب کو مبارکباد دی
آنجناب حیران ہو گئے۔ کہ یہ مبارکباد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعدازاں الہام ہوا۔ کہ ہم نے
تمہاری بیٹی ام کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السلام سے جو حصور تھا دی۔ حصور اُسی کہتے
ہیں۔ جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں
فرمایا ہے۔ "سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"[1] اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے
ہیں۔ کہ ام کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السلام سے کریں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی ام کلثوم
اس دنیا سے سدھاریں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع
فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے
ہمراہ اس طرح ہیں۔ جیسے کوئی بیاہ کے بعد دلہن کو لیجاتا ہے۔ ام کلثوم کو حضرت مخدومؒ
کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو
حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ ام کلثوم کی قبر کے انوار و برکات
ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ کسی ایک اولیاء کے بھی نہ ہونگے۔ کیونکہ اس قبر پر نور نبوت
کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے
اسی اثنا میں آنجناب کے سب سے بڑے فرزند کا برادلیا خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا۔ کہ وبا کوئی تر لقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا تر لقمہ میں ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی تھا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ عنہ نے بسبب
شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ پر تھی۔ مجھے محفوظ رکھکر دوسرے فرزندوں کو نثار فرمایا۔ اب
مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ فرزند میں تھا۔ سو میں اپنے آپ کو خلقت کے واسطے فدا کرتا ہوں
یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور دمبدم مرض غالب آتا گیا۔ حتی کہ تین روز میں آپ کا
وصال ہو گیا۔ نزع کے وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں
سے مصیبت وبا دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا
ہو۔ تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چھدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائیگا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی

[1] سردار اور عورتوں سے بچنے والا اور نبی صالحین سے۔ پارہ ۳ ع ۱۲

شخص اس مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا۔ تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادقؒ) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کیلئے مجرّب ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور رہا۔ تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرّب ہے۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنتی ہے اور اپنے مدفن کے لئے آنجناب نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص تھال میں ٹکیاں رکھ کر لایا اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

ذکر در بیان روضہ متبرکہ مبشرہ حضرت قیوم اول کہ آں روضہ را بشارت زمین جنت دادہ اند و خبر دادن از ارتحال خویش از زمین جہان برپیش و بیان بودن مقابر انبیاء در سرزمین ہند

جو زمین آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اول نے زمین جنت ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنتی زمین ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے بین القبری والمنبرے روضۃ من ریاض الجنۃ۔ سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے

فضل و کرم سے بسبب اتباع پیغمبرؐ جنتی بنائی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دو نو بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست دی اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہی خاک ہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے دردولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پئے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا۔

جب آنجنابؓ کے فرزند اکبر اکابر اولیا خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا۔ تو اسی زمین مبشر میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنحضرت ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرہند کو جو میری جائے پیدائش ہے میری خاطر ایک گہرے تاریک کنوئیں کو پر کر کے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی۔ اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے۔

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ اس کے ایک کونے میں فقرا ہیں۔ لیکن جو نور وہاں سے چمکتا

اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھکر مجھے خواہش ہوئی۔ کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادقؒ) کو جو صاحب سر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ارجمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہوگیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے لیکر وہاں اس طرح روشن ہوگیا ہے جیسے مشعل سے چراغ۔ کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔" اور یہ کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے ✣

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہوکر فرمایا۔ کہ مجھے بڑے بیٹے کے محاذی مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ یہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کردی گئی۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کردیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا ✣

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجنابؓ کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰؓ اور خازن الرحمتؓ آنجناب کے جنازہ گنبد میں لائے۔ اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا ✣

جب حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجنابؓ نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو

فرش بنا دیا گیا تھا۔ وہ غائب ہوگیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ کا جو آنحضرت کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہؒ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ستستنائے امت ہو ضرور غم ہوا کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائیگا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے مبرم مقرر ہوچکی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہونگی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرق کو نے میں۔ ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ نظر کشفی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیا کے مقبرے ہیں۔ بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے۔ اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جلد کا دوسو چھپنواں مکتوب جو حضرت خازن الرحمۃ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو انبیا علیہم السلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے میں دیکھتا ہوں کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جارہے ہیں۔ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دو نے بعض کی تین نے پیروی کی۔ نظر کشفی سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو اُن کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیا اس مقام پر آرام

طائفانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔ اور چالیس آدمی عرب یمن۔ شام اور روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسینؒ روانہ فرمائے۔ اور اپنے دس معتبر یار مولانا صادق کابلی کی تحت میں کاشغر کی جانب روانہ فرمائے۔ اور تیس بڑے خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا اور اُن کا سردار شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ولائتوں میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بہت سے مرید ہوگئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بیشمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئے۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا ترکستان گئے۔ تو وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے ہیں۔ اس واسطے بعض نے رجوع کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے اور منکر بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی اُن کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا۔ اُن کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ بعض آدمی ہمارے منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا مضرت ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں آدمیوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور تمہیں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اُن گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انھوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کرینگے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کرینگے۔ اور اگر منکر رہینگے تو اُن کی دنیا و آخرت دونو تباہ ہوجائینگی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے انھوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہگئے۔ اور سب کے سب مرید ہوگئے وہاں کے بادشاہ بھی اُن کے مرید ہوگئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولائتوں میں جو خلفا گئے۔ اُن سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہے۔ غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر وزیر اور بادشاہ تک آنحضرت رضہ کے خلفا کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اور انھوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔

اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ہر ایک
اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا +

ذکر در بیان

سال پانزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان کثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت و رجوع
کردن تمام جہان و جہانیان و سلاطین ہفت اقلیم و مشائخ زمان و علمائے جہان
وغیرہ اصاغر و اکابر خلق بجناب حضرت قیوم اول و خلافت دادن
شیخ بدیع الدین را و فرستادن بہ لشکر سلطان ہند و قضایا کہ شیخ را
آنجا دست دادہ اند و انحراف مزاج سلطان ہند از حضرت قیوم اول
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی شہرہ اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی۔ اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ آسمانوں پر بجنے لگا۔ اور جن و انس کے مرشد کا نور فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا ؎

زارشاد او گشت روشن جہاں بسجدہ در آمد زمین و زماں

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ "جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ دین الٰہی میں داخل ہونے لگتے ہیں" کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوئے۔ اور نیز انبیا اور اولیا نے بھی انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی تو خلقت ٹڈی دل کی طرح آنجناب کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے بڑے بڑے جید علما درس و تدریس ترک کر کے جناب

قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا ؎

از جلوۂ او ہفت اقلیم   جنبید ہسزار تخت و دیہیم

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے۔ اور تمام جہان کے چھوٹے بڑے وضیع شریف بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت۔ ایمان اللہ تعالے کی طرح طرح کی نعمتیں فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا آنجناب ہی کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ ہے۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لیے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزاروں ہزار خلقت دریائے غفلت سے نکلکر دائمی حضور کے ساحل پر پہنچی اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آگئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے۔ اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آیندہ اور گذشتہ اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت کا اس قدر تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا تو آنجناب کے صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آنحضرت کے حضور میں گویا اُن کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے جب تک ان محبوب رب العلمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کو ہمزبانی کی مجال نہ ہوتی تھی۔ آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کے یہ نشان تھے۔ کہ کسی میر وزیر بادشاہ۔ قیصر خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت

کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب آنجناب اُن کی طرف توجہ فرماتے۔ تو یہ ایسے سٹ پٹا جاتے کہ اُن سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے۔ تو فی الفور کھڑے ہوجاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں رکوع نماز کی طرح جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کیلئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے۔ اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجالاکر ان قبایہ اولیا کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت عالم پناہ رضی اللہ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے "القلیل یدل علی کثیر"۔

غرضیکہ کامل اولیا۔ طالبانِ مولا۔ دوستانِ خدا۔ اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ جو طالبانِ حق حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا۔ بے اختیار "ان ھذا الا ملک کریم" پکار اُٹھتا۔ آنحضرت رضؓ نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کرکے خلافت دیکر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیجدیا حتیٰ کہ عرب عجم۔ ماوراء النہر۔ بدخشان اور ہندوستان میں سے کوئی ایسا قطع نہ تھا جو آنجناب کے خلفا سے خالی ہو۔ اور توران اور ہند کی ولایتوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی۔ جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص یار اور مرید کو خلافت دیکر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے مکان ٹھیک ٹھاک کرکے بڑے استغنا سے بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کرکے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشان کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دو نو جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنحضرت کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

اسی سال شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے سلطان ہند کے لشکر کی خلافت دیکر آنجناب رضؓ نے بھیجا۔ آپ کے بھیجے جانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب سلطان جلال الدین داخل فنا رہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔

اُس نے بھی باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرایا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطل کو
رواج دیا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے
مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اُسے مائل کر دیتے۔
اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالےٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے
رہائی دلوائی۔ لیکن جب دیکھا کہ حالت بدستور ہے۔ تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول
کی خدمت میں آکر آہ وزاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔
آنحضرت نے فرمایا کہ جب ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی
نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدینؒ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیجا۔
رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہیں بادشاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی
اگر کسی باعث سے تمہیں تکلیف بھی پہنچے۔ تو مستقل مزاج رہنا۔ اور ہماری اجازت بغیر وہاں سے
حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہوگے۔ تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور ہمیں بھی تکلیف
ہوگی۔ فی الواقعہ بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان
سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہوگئے۔ اور ہر روز اس قدر
ہجوم ہوتا۔ کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے
مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں اس طرح جلتے تھے۔ جیسے حرمل کا دانہ آگ پر۔ اسی اثنا
میں شیخ صاحب نے کسی محتاج کیلئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔
لیکن القاب کچھ ہلکے میل کا تھا۔ جیسے کوئی ادنیٰ دوست کی طرف لکھتا ہے۔ لیکن اس نے
شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ
آنکلا۔ اُس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح سے
معمولی القاب لکھتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا۔ کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ پھر
پوچھا یہ کس کا مرید ہے؟ اُس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مرید ہے۔
آنحضرت رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ وتاب کھانے لگا۔ اور اُس کے
دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اُسے آنحضرت سے پوری دشمنی تھی
کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے وزیر و دین متین کو
زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقعہ پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند

میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار
موجود ہیں۔ اور ایران توران اور بدخشان وغیرہ کے بادشاہ ان کے بہت نیاز مند اور مرید
ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک خلیفہ اس لشکر میں بھی آیا ہے۔ آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے
مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے اگر
آج لشکر جمع کرنا چاہے۔ تو اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں۔ کہ ماضی و حال کے کسی بادشاہ
نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے
بارہ ہزار اسوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب یہ شیخ صاحب اس قدر
جمع کر لینگے۔ کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہیگی۔ تو پھر کیا علاج کیا جائیگا۔ بہتر ہے
کہ اس کا انسداد پہلے ہی سے کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ
شیخ صاحب کے جو خلیفہ آپ کے لشکر میں ہیں۔ ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں
قطعاً منع کیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب
(حضرت مجدد الف ثانی رض) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید
کر دینا چاہیئے۔ بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں سُن کر ڈر اور حکم دیا۔ کہ آئندہ
کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ کرے۔ یہ حکم سُن کر بعض ضعیف الاعتقاد
آمدورفت سے باز آئے بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ
بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں آتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت
قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر ہوتا رہتا۔ تمام گلی کوچوں۔ بازاروں۔ گاؤں۔ شہروں
بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کیئے۔ جو ہر وقت
آنحضرت اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ آنحضرت رض کے بعض نازک معارف جنہیں
عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ صاحب ان معارف کو بیان فرماتے دین متین کے
بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت
مجدد الف ثانی رض) اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین آنجناب رض کے
بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص شیخ بدیع الدین کی خدمت میں
حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بارہا منع فرماتے کہ میرے پاس آؤ

میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ شیخ صاحب نے حیران و پریشان ہو کر ایک عرضی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو انشاء اللہ ہونگی۔ وقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اُسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو۔ جو نا قابل بیان بات ہوگی میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہونگا۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بُری بات کرنے کی مُہلت ہی نہ دے۔ قریب ہے کہ تو بلا و مصیبت میں گرفتار ہووے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہو۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اُس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہوگئی۔ اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونو ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔ اسی طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد واصل فی النار ہوا۔

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر بتایا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے ملکر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی۔ کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم

کی چھٹی دیدے جائے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر خود شیخ صاحب نے آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے۔ تو آنجناب شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا۔ کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا اب تو واپس نہیں جائیگا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے بسبب غصہ واپس جانے سے منع فرمایا ہے مصلحت یہی ہے کہ میں واپس جاؤں چنانچہ آنجناب کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آئے گئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد وپیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لیکر شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی رض کو پہنچایا ہے اور اس حضرت مجدد الف ثانی رض کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیئے جلدی کرنی چاہیئے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بُری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی حرکت کی طفیل جو کچھ آنحضرت رض کے سر پر بیتی سو بیتی ؂

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفوا احمد وہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ؂

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید فطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفاے راشدین رض کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے۔ جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دئے۔ آیندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفاے راشدین کے اسماے مبارک خطبہ میں داخل نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسماے مبارک معہ وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا۔ کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجاے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوا دو ؂

—— ✤ ——

ذکر دربیان

سال شانزدہم از تجدید الف قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؓ وطلبیدن آنحضرت راسلطان ہند وتکلیف کردن سجدہ وابا نمودن آنجناب از سجدہ سلطان وحبس کردن والئے ہند حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ را

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جب تک اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دین متین کی تجدید نہ ہو گی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے مبدل نہ ہو گی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہو گی۔ اور خلقت ہدایت سے محروم ہوجائیگی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو اُن کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیاء اولو العزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور اُن کی اذیتوں کو برداشت کریں تمہیں معلوم ہے کہ خاصکر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالےٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسمائ ایسے ہیں۔ کہ اُن کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ پیغمبری سنت کا استعمال اپنے حق میں کرو؂

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہوئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع دے دی۔ اور سب کو صبر وتحمل کے واسطے تاکید کی؂

القصہ جب وزیر کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفان دین متین دن رات اسی فکر میں تھا۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیجکر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ

بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اراکین شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ اور
ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے
اگر ہم شیخ صاحب کے لئے لشکر مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ وہ ضرور
شورہ پشت ہو جائینگے اور فساد برپا کرینگے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور
فساد برپا ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی۔ کہ انہیں ہندوستان سے نکالدینا
چاہیئے۔ وزیر نے کہا یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب میں خوش بیانی
اور روانی اس قدر ہے۔ کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں
اور جہان کے اکثر بادشاہ اُن کے مرید ہیں۔ اور اُن کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں
اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھینگے کہ ہم نے اُن کے پیشوا کو
ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائینگے۔ اور توران
خراسان کے بادشاہ جو اُن کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور
بالضرور اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر اُن سے ملجائینگے۔
اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی اور ہندوستان
والوں کیلئے بڑا نازک موقعہ آجائیگا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج
ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے
اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں
دور دراز علاقے میں بھیجدینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر
کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں
اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو۔ اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین
بجا نہ لایا۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مخلص و مرید اس تک
پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچیگی۔ خود بخود اطاعت کریگا
اور رسم آئین کی بابت جو کچھ ہم کہینگے۔ ضرور مان لیگا۔ ایسا کرنے سے اگر ہند کے امرا
اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں
بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کریں گے اور بعد میں باغیوں سے سمجھ لیں گے جب
اُن کا پیشوا قتل ہو جائیگا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہیگی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے

خلفا ہونگے۔ جو اُن کے جانشین ہوسکیں۔ مجبوراً تتر بتر ہو جائینگے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائینگے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفا آئینگے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائینگے۔ اور عذر وحیلہ کرینگے۔ اور کہینگے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لاکر شیخ صاحب کے عوض میں قتل کر دینگے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پر تکلف بنوا دینگے۔ اور ان کی موت پر اظہار رنج والم کرینگے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دینگے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ اُن کو معہ اُن ولایتوں کی تحفے تحائف بھیجدینگے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال کرینگے۔ اور اس تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کرینگے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کے فاتحہ کیلئے آئینگے۔ تو جونہی ہماری حد میں داخل ہونگے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کرینگے۔ اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کرینگے۔ جب یہاں پہنچینگے۔ تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کرینگے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھینگے۔ تو ضرور عداوت کو دل سے دور کرینگے۔ اور اس طرح کرنے سے اُن کے دل میں محبت کا پودا لگ جائیگا۔ اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئینگے۔ اور فساد مٹ جائیگا۔ تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ اراکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خانخانان خان اعظم۔ خان جہان لودہی۔ سکندر خاں لودہی۔ تربیت خاں۔ سید صدر جہان۔ اسلام خاں قاسم خاں۔ جباری خاں۔ مہابت خاں۔ دریا خاں اور مرتضےٰ خاں وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ جاری ہوا۔ کہ تم مقرر کردہ اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانخانان کو دکن۔ سید صدر جہان کو مشرقی ممالک خانجہان لودہی کو ملک مالوہ۔ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کرکے بھیجدیا غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کرکے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون

احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائینگے۔ اور ساتھ ہی حاکم سرہند کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوا دو۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیجدیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی۔ کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑ جائیں۔ سب سمیت لشکر میں تشریف لے چلیں۔ بادشاہ نے بھی یہی تاکید کر رکھی تھی۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرزندوں کو ساتھ لیجانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائیگی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لیکر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امراء کو آنجناب کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لیئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بد ضمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وہ وقت مقرر کیا جب کہ بادشاہ خمار میں تھا۔ اور کچھ ناراض بھی تھا۔ بادشاہ کے دو وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا خمار کا جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھا انا ربکم الاعلیٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اُسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کیا۔ وزیر کو امید تھی۔ کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ اُس کی عادت تھی۔ جو شخص ادب میں سرِ مُو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑیگا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو ضرور صفایا کر دینگے۔ لیکن بادشاہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ

ہوا۔ یہ دیکھکر وزیر حیران رہگیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے
کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیا سے افضل بتاتا ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ
نے فرمایا۔ کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ جو چوتھے خلیفہ ہیں ان کے پیرو یعنی رافضی
لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو انبیا کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں پر
فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے
ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ آنجناب کے
مصنفہ رسالہ ردشیعہ کا مطالعہ کرچکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا
باعث وہی رسالہ تھا۔ بعدازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا
ترک کرنا گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ پس میں ایسی بات کیونکر کرسکتا ہوں جو صریحاً کتاب وسنت
کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیا کے برابر یا ان سے بہتر کہ سکتا ہوں
اللہ تعالےٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا
ہے۔ جو میرے لئے ابنائے جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیا ہمارے ابنائے جنس
ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کریگا۔ بادشاہ نے کہا واقعی ہمارا خیال بھی ایسا ہی
تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر
ہوگی۔ جب وزیر لعین نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی
آداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو
کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تک
میں سوائے خدا اور رسول کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا طریق ہے
کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ سو اس کی
نسبت مجھے معلوم تھا۔ کہ تم اس کا جواب نہیں دوگے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک
بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہوکر فرمایا کہ میں نے
سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا۔ اور نہ کرونگا۔ ایسی بری بات مجھے نہ کہو۔ بادشاہ نے کہا
مجھے سجدہ کرو اور میں کرائونگا۔ آنحضرت نے فرمایا تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کرا سکتے
ملا عبدالرحمن مفتی نے جو آنحضرت کا قدیمی مخلص و مرید تھا عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض
ہے۔ اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ملا یہ فتوےٰ تیرے لئے ہے۔ میرے لئے نہیں۔ ہزارہا انبیا اور ان کے صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دونگا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کرونگا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کرینگے۔ تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذری سر کو خم کر دیں۔ باقی کے آداب میں نے معاف کر دئے۔ کیونکہ مجھے اُن سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کیلئے کبھی سر نہیں جھکاؤنگا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو۔ اور پھر انہیں تحفے اور زر دیکر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اُٹھے۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کے سر مبارک کو خم کرنا چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں لیکن میسر نہ ہوا۔ حالانکہ آنحضرت بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی اُسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو ضرور سر جھکائینگے۔ کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس دروازہ سے گذرنے کیلئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی۔ تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تمہیں معہ تاج و تخت و سلطنت اپنے پاوں سے پائمال کرونگا جب آپکے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکلکر کس قسم کی شورش کا موجب ہونگے۔ امید ہے کہ جہان میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے۔ اسی صورت میں علاج محال ہو جائیگا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہیئے ورنہ بڑی ندامت اٹھانی پڑیگی۔ اور بعد میں پچتانا کچھ مفید نہیں پڑیگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنحضرتؐ کے محبوس کرنے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا راجا جو بُت پرست تھا اس مجلس میں حاضر تھا جب اُس نے

آنحضرت کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نور اسلام سے بدل گئی اُس نے وزیر کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین ہے ضرور ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لیئے اسی کے حوالے کیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے۔ تو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس رکھا۔ اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ۔ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پر ہونے لگا۔ اور گرد وہاں گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے۔ اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے جو حصانت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا۔ اور قلعہ گوالیار جو چھاونی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا۔ اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات آنحضرت رضی اللہ عنہ کو معہ خلفا و مریدوں کے پہنچا دیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا۔ اور جہاں تک ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کیلئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بد خلق اور شقی القلب تھا بھیجا۔

ذکر در بیان واقعات و حادثات کہ در ایام حبس حضرت مجدد الف ثانی

رضے اللہ تعالے عنہ را در قلعہ گوالیار واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے۔ تو حاکم قلعہ او رپاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہوگے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مد نظر اور کام ہیں۔ یہ کہکر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر ہو بیٹھے اور کہنے لگے۔ کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔

جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی اطلاع نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے اور فرماتے۔ کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے بہت کچھ ہماری باطنی ترقی اور عروج ہوگا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ ہماری شامت اعمال۔ اور یہ آیت پڑھی۔ مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ۔ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصور عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور یاروں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ۔ آیۃ ۵

جن دنوں آنجناب نظر بند تھے۔ آنحضرت اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہوگئی۔ آنجناب کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے۔ اور آنجناب رضؓ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں آنجناب رضؓ کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرض داشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ لکھا:۔

الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الصّٰلحین۔ صحیفہ شریفہ جو آپ نے خلقت کی ملامت اور جفا کے بارے میں لکھا تھا پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے۔ اور ان کے زنگار کیلئے بمنزلہ مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیئے مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں۔ اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ کہ میں اس سے منزلیں طے کروں۔ تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونو کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا۔ کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذّت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عوام کے رنگ میں بات کی ہے۔ اور محبّت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو

جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تکلیف کو رحمت سے زیادہ تصور کرتے ہیں کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے۔ یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے ٭

انہیں دنوں ایک مکتوب آنجناب نے میر محمد نعمانؒ کی طرف ارسال فرمایا وہ یہ ہے :-

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ مخفی نہ رہے۔ کہ جب تک یہ عنایت الٰہی سے کہ وہ عنایت اللہ تعالٰے کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلّی ہوئی۔ قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال خیال ومثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا حضور سے غیب میں۔ عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی وبے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری ورسوائی کے مزے دار مربے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت وطعن کے جمال کا حظ نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا وبلا کی حس سے محظوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑکر بالکل ترک ارادہ واختیار نہ کرتا۔ اور آفاق وانفس کے سررشتہ اور تضرع۔ التجا۔ انابت۔ استغفار۔ ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کرسکتا۔ اور اللہ تعالٰے کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے آپ کو ایک خوار وذلیل۔ بے اعتبار بے ہنر۔ بے اقتدار۔ محتاج۔ اور مفتقر معلوم نہ کرسکتا۔ ”وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“ اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو۔ جی تو سکھاتا ہے برائی۔ مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ٭ ۱۴۲م ۱
اگر اس مصیبت کے گھر محبس میں اللہ تعالٰے کا فضل محض۔ متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیات وانعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہوجاتا۔ لیکن اللہ تعالٰے کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے مصیبت کے وقت آرام میں رکھا جفا کے وقت

مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی غم۔ رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی۔ اور مجھے انبیا کی متابعت پر رکھا۔ اور مجھے اولیاء و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالےٰ کا درود اور سلام انبیا علیہم السّلام پر ہو ٭

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوگی۔ جب اُن کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کی تسلی و تشفی کی۔ کہ خاطر جمع رکھو کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے سرانجام کر دیا ہے۔ اب عنقریب ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوشخبریاں سُنکر بہت خوشیاں منائیں ٭

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہوگیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور فاتحہ پڑھا ٭

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مقبول تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب رضؓ کو تکلیف دی۔ مَیں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ مَیں نے اچانک سُنا کہ بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو زبردستی بلاکر شہید کر دیا۔ اس وحشت اثر خبر کو سنکر میں بہت گھبرایا۔ اور حیران و پریشان رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا۔ کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر اترے ہوئے ہیں۔ مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ مَیں نے وہ وحشتناک خبر سُنائی۔ اُس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہیں۔ لیکن ہیں قید۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ مَیں نے پوچھا کیا تم نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اُس نے کہا مَیں آنجناب فیض مآب کا ادنےٰ مرید ہوں۔ یہ سنکر میں اُسے بڑی منت و سماجت سے گھر لے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا۔ مَیں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں

میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت بکثرت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی روح پر فتوح کے لیئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں اُن سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی بین حالت میں دیکھا۔ مَیں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھدیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ مَیں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب فرمائیں۔ مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرھند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جو ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

میں نے حسب الارشاد علی الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

جن دنوں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کے ایک مخلص نے بتایا۔ کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ ہر طرف سے گروہ گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ اُنہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ اصحاب رضی اللہ عنہم آنجناب رضی اللہ عنہ کی خبر پرسی کیلئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لیئے لوگ اُن کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ایک گھڑی ہی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ کام اللہ تعالےٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما

ہیں۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عثمان رضے اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کرو گے میں حاضر ہو جاؤنگا جب میں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں ؂

ذکر دربیان

سال ہفدہم از تجدیدالف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بغی کردن امرایان ہند بر سلطان خود و نگونسار انگندن آنحضرت سلطان را از تخت و خلاص شدن آنجناب از حبس و مرید شدن سلطان ہند بخدمت حضرت قیوم اول و منع شدن سجدہ سلطان را و بنا رمساجد و مدارس و ترویج یافتن دین اسلام از توجہ شریف آنجناب رضے اللہ تعالیٰ عنہ

جب ہند کے امرا مثلاً خانخانان، خان اعظم۔ سید حید جہان۔ اسلام خاں مہابتخاں مرتضےٰ خاں۔ قاسم خاں۔ تربیت خاں۔ خاں جہان لودہی۔ سکندر لودہی۔ حیات خاں اور دریا خاں وغیرہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کے حبس کی وحشت اثر خبر سُنکر بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کی۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ کابل کے حاکم مہابتخاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی کے امرا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کریں۔ علاوہ ازیں بدخشان خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ آنحضرت رض کے مرید ہیں۔ مدد طلب کرنی چاہیے مذکورہ بالا امرا نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیجدیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہوگیا دوسری ولایتوں کے بادشاہ بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے محبس سپرد ہونے کی خبر سُنکر نہایت غمگین ہوئے۔ حتی المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزارہا سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے کابل اور پشاور کے گرد نواح کے مغل اور پٹھان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہوگئی۔ تو بادشاہ

کی اطاعت سے سر پھیرا۔ تو خطبے اور سکّے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر
بہت گھبرایا۔ اور وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امرا سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے
رائے دی۔ کہ پہلے شیخ صاحب کو معہ خلفا قتل کرو۔ اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کرو۔ وزیر نے
کہا یہ مصلحت وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں تحقیق ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر
اس بات پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان۔ بدخشان اور توران کے بادشاہ بھی اُن کی مدد پر تلے
ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی طرف سے انہیں مدد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان
بھی اُن سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے۔
تو ہمارے لشکر میں جتنے شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ سب اُن سے ملجائینگے اور ہمارے دشمن
بنجائینگے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین
مقرر کرلیں تو یہ معاملہ لاعلاج ہو جائیگا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ پہلے ہم اُن
مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا۔ تو یاد رکھو کہ تمہارے شیخ صاحب کو قتل کردیا
جائیگا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ
گوالیار میں مقرر کردینا چاہیئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے۔ اُسے سخت تاکید
کی جائے۔ کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے۔ اور
نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔ اور ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں۔ اور اپنا کار آزمودہ
لشکر منتخب کرکے لڑائی کے لئے بھیجدیں۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں۔
اگر فتح ہمیں ہوئی۔ تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ولایت میں مقابلہ کی جرأت ہوگی۔
اگر ہمیں شکست ہوئی۔ تو ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہیگی۔ اس صورت میں ہم شیخ صاحب
کو حبس سے نکال اُن سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی قسم
لینگے۔ کہ ہمارے برخلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ اور شیخ صاحب کے وسیلے سے ہم مخالفوں
سے صلح کرلیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کیساتھ اپنے لشکر میں رکھینگے۔ تاکہ
فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امرا نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے
ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔ اُن میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں
بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کی محافظت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب
نے ان کے دلوں کے قفل بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ سے کھول دئے۔ چنانچہ

وزیر کا بھائی معہ اپنے متعلقین کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دینگے۔ انہیں آنحضرت ؓ کے فرمان کے مطابق یقیناً معلوم تھا۔ کہ بادشاہ اور کسی قسم کی تکلیف آنحضرت رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنحضرت کے قبضہ میں تھا اور قلعے والے سب سب آنجناب کے مرید ہو چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی طرف بڑھا۔ مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا جس وقت بادشاہ روانہ ہوا۔ تو جو امیر ہندوستان میں تھے۔ سب باغی ہو گئے۔ اور بادشاہی آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنحضرت قلعہ سے نکلکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو۔ مجھے سلطنت کی خواہش نہیں۔ مجھے اور ہی کام ملحوظ تھا۔ جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤنگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اس شورش سے باز آجاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ عنقریب رہا ہو جاؤنگا +

یہ فرحت اثر خبر سنکر تمام امیر بغاوت سے باز آگئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر خیمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کیا۔ مہابت خاں بھاگ اُٹھا بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارگی اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر پکڑ لیا۔ وزیر بد تدبیر باقی لشکر سمیت ادر بند و بست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار

ہو جانے کی خبر سنکر بہت حیران ہؤا۔ بہتیرا گھبرایا لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر جاکر مہابتخاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض ہؤا۔ اور گوہ کا توبرا اُس کے منہ پر چڑھا دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تو نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو قید کرایا۔ اور اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی۔ اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں ✦

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خانخاناں وغیرہ امرا کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا تھا۔ کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ایسا فرمایا ہے"۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی اطاعت کیلئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا ✦

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا۔ اور طرح سے بیان کیا ہے لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سنکر یہاں لکھے گئے ہیں ✦

بعد ازاں بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حکم کرتا لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجا لانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نورجہان دونوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا باپ کو کہا۔ کہ میں دیکھتا ہوں عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے شیخ صاحب کے بارے میں اس کی

بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماو صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ انکی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی۔ چونکہ یہ باتیں حاصل نہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں داخل کیا۔ اور اُسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام سلسلہ علیہ پر اس کا حق ہے +

القصہ جب الٰہی جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے روبزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا اظہار نمودار ہوا۔ تو اب وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالےٰ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے۔ اور دین اسلام کو رواج ہو۔ ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کیلئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنحضرت رض نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سُنکر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے +

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خاص ندیم اور مخصوص یار حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا۔ کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ آرہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار میں ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ان دو شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں آنحضرت رض شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس

حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اُٹھایا۔ اور بڑے وزن سے زمین پر پٹک کر غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئی ہیں۔ چنانچہ بول بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکلیف اٹھانی ہو گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ اوّل یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں از سر نو تیار کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آکر اُس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گاؤ کُشی ہو۔ چوتھے تمام اہل خدمات شرع مثلاً قاضی۔ محتسب۔ مفتی وغیرہ مقرر ہوں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے تمام احکام شریعت کو کما حقہ رواج ہو اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کیے جائیں۔

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ یہ تیرے امراض حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی دعا کے سوا دور نہیں ہونگے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ کے بغیر تیری سلطنت بھی قائم نہیں رہیگی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر پہنچے تو آنحضرت بھی امر الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے۔ اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہا کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی

آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر کراتے۔ اور اہل خدمات شرع مقرر فرماتے۔ اور جابجا گاؤکشی کیلئے قصاب مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں مناتے آنجناب کے استقبال کو آئے۔ اکثر شعراء نے اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے ؛

ایک روایت ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود فرمایا۔ کہ ضرور پڑھو اور خوشی مناؤ۔ کیونکہ خوشی کا دن ہے۔ آنحضرت سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہکر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے۔ لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب رضؓ نے سرہند میں چھوڑا۔ بادشاہ نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنحضرت کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب آنحضرت رضؓ بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی کام کے اجرا پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب رضؓ نے فرمائیں تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں ؛

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کیلئے پانی منگایا۔ تاکہ نماز ادا کر کر بادشاہ کی شفا کیلئے دعا کریں۔ وضو کیلئے سنہری لوٹا اور تھال لائے۔ آنحضرت نے فرمایا سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ بادشاہ کو دین اسلام سے یہ مناسبت کہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نورجہان جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی۔ اُس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کیلئے بھیجا۔ آنجناب نے وضو کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہوکر بادشاہ کی شفا کیلئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں۔ اور تم روؤ۔ تاکہ حق تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ بادشاہ نے

کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر آنجناب کی خدمت میں ہو بیٹھا۔ اور توجہ کی۔ آنجناب نے اُسے اپنا مرید بنایا۔ اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر۔ قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت ملک سے دور کی جائے۔ کافروں سے لڑا۔ اور اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کیا۔ اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اور ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے اُسے ذبح کیا۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤکشی کی۔ اور گائے کے گوشت کی کباب بادشاہ نے وزیروں سمیت لیکر کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب مسجد بنوائی۔ بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ شریعت کو رواج ہوا۔ رونق پائی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ملک ہند کے تمام حامی اسلام باشندے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ممنون احسان ہوئے۔ اور اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجالائے۔ اور حسب ذیل شعر گانے لگے ؎

بسیط روئے زمیں باز گشت آباداں
بہ لطف خارق آں قطب مصدر عرفاں

تو دادی منبر اسلام انشست صلیب
تو بر گرفتی ناقوس را بجائے اذاں

زبازوے تو قوی گشت بازوے اسلام
کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں

تمثیل ۔ معارج النبوۃ اور اور کتابوں میں جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں مندرج ہے۔ کہ جب طنطنہ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا۔ اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار قریش دیکھکر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔

اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے باقی آدمیوں کو
بھی منع کیا جاوے کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم
کو قطع کر دیں۔ اس بارے میں ایک کاغذ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔
اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے
شعب میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا۔ اور اس کے گرد و نواح
پہرہ بٹھا دیا۔ کہ اُن میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بیچارہ ضرورت
کے واسطے نکلتا بھی تو اُسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے
کو قدرت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو یہ شعب سے
نکل کوئی چیز اُن سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کیلئے۔ اس چیز کی چگنی
قیمت دیکر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کے لئے بڑا
نازک موقعہ تھا۔ ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی۔ اور بسا
اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا۔ اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا
اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت
کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب
رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے۔ جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام
اور ابوجہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہو جاتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے۔ تو
وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے یار کو کہا۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم
تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی۔ بہن۔ معہ ماں۔ باپ شعب
میں فاقہ مست ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں آؤ
کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنالیں۔ دونو متفق ہو کر ابو سفیان کے
پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے
اتفاقاً ابو البختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور
آخر قرار پایا۔ کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دو۔ جو قطع صلہ رحم کے بارے میں کعبہ
معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حزام نے کہا میں بات شروع کرونگا۔ اور تم نے میری

تائید کرنا۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے۔ تو حکیم ابن حزام نے اپنی ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ میں نے سنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعیب میں کھانا بھیجا ہے۔ اُس نے کہا ہاں میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے خوب کیا۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابوجہل لعین بھڑک اٹھا۔ اور بڑے غصے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا حکیم ابن حزام اور ابوالنحری نے کہا اس صلہ رحم سے کیونکر منع کرتے ہو بخدا ہم بھی ایسا ہی کرینگے۔ اور صلہ رحم بجا لائینگے۔ اور اس کاغذ کے پُرزے پُرزے کر دینگے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے اُن کی مدد کی۔ اور ابوجہل سے مناظرہ کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب نے شعب میں سے آکر کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس کے معبود نے خبر دی ہے۔ کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کی بابت لکھا گیا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا ہے۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کھا گیا ہے۔ اگر محمد اس خبر میں سچا ہے۔ تو اُسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے۔ تو میں محمدؐ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی بسمک اللھم جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوائے باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا ہے اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کیا۔ چونکہ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالٰی نے اس مدد کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرتؐ کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تکلیف برداشت کی۔ تو آنجنابؐ کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق مغرب۔ جنوب اور شمال کو گھیر لیا معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و فضل ہے؛

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند سے ہے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور بدعت و ظلمت کا قلع قمع ہو گیا؛

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا۔ اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا۔ جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے۔ جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیا سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مبعوث ہوئے۔ اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیا گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ ہیں۔ اُن میں سے کسی پر بھی اِن کا کشف نہیں ہوا۔ کیونکہ گذشتہ اولیا کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں جو امور شرعی کے خلاف ہیں۔ اور جو آنحضرت رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیا کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِن علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیا پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیا محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تر و تازگی بخشی۔ چونکہ انبیاے اولوالعزم صعوبتیں۔ اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیا بنی اسرائیل کے انبیا کا رتبہ رکھتے ہیں"۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

القصہ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ قید سے رہا ہوئے۔

اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے آنجنابؓ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اس سے جدا ہو جائینگے۔ تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اِدھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ لشکر میں ٹھیرنے پر مامور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو۔ اس واسطے آنحضرت کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے آنجنابؓ سے التجا کرتا۔ آنحضرتؓ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت بہشت میں داخل ہونگا جب تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا ✤

اِسی اثنا میں ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع وفزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو مَیں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ اور آگ کی بیڑیاں اور طوق انہیں پہنائے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کھینچے لیجا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹتے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوُا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ مَیں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں مجھے ایک گڑھا دکھلایا جسمیں ایک صندوق تھا صندوق کو منگا کر دیکھا تو اُس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ مَیں نے اُسے صندوق سے نکال بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! مَیں نے اسے معاف کر دیا ہے اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے اسے بخش دیا ✤

جب بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ خوشخبری سُنی۔ تو بہت خوش ہوُا۔ اور بہت سا روپیہ فقرا ومساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے تجدید الف اور قیومیّت کے منکروں کو دوزخ میں کھلایا ہے۔ تو شیطان نے بعض کے دل میں وسوسہ ڈالا ✤

اِسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان! لوگوں کو کہدو۔ کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانیؓ رضے اللہ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔

اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردودِ خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ مَیں تو آنجناب کا مقبول ہوں۔ اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے۔ اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہے۔ اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث کا انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

اسلام کے چار رکن ہیں۔ اوّل قرآن دوسرے حدیث۔ تیسرے اجماع چوتھے قیاس۔

علاوہ احادیث کے مشائخ امت کے اقوال آنجناب رضی کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کی انتہا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکہ معلوم ہوا۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے:۔

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب کے پیرو آپکے مرید ہوئے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نموار ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ میں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی کے مرید ہوئے پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کیلئے واجب ہے کہ آنجناب رضی کے ارشاد کی تعمیل کریں۔

ذکر دربیان

سال ہژدہم از تجدید الف ثانی وقیومیت حضرت خزینۃ الرحمت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ طلبیدن نور اللہ شستری را کہ سرآمد علمائے شیعہ بود از برائے ابتلائے سلطان وقتل کردن سلطان نور اللہ را بارشاد آنحضرت رضے اللہ عنہ

جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رواج ہؤا۔ اور ظلمت و بدعت ملیامیٹ ہوئی۔ اور مذہب کو پورا پورا رواج ہؤا۔ اور حق اپنے مرکز پر آٹھیرا جیسا کہ آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے" قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزارہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزارہا آدمی آنجناب رض کے مرید بن گئے۔ اور وہ تقلیدی لباس اُتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح وشام کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی آنجناب رض کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر ابلیس تنظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں اُس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں ملگئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت و سماجت سے منگوایا۔ جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے۔ جو ظاہر اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ میں نے بڑی منت و سماجت سے اُسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے لایا بادشاہ بھی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس مجلس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ ہوتے وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ پر ایسا اعتقاد ہؤا۔ کہ جو کچھ وہ دینی معاملات میں کہتا بادشاہ اُسے بطور سند جانتا۔ جب نامبارک وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو

اس نے منصوبہ باندھا۔ کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے رواج کے لئے۔ اس سے حکم لکھوا لینگے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا رواج ہونا چاہیئے۔ حضرت قیوم اول کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا۔ اُس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت رضؓ نے اپنے ایک مرید کو جسے بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت سپرد تھی۔ فرمایا۔ کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے یہ پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام واکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سُرخ لباس پہنکر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم وستم کرتا۔

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید لباس پہنانے کے واسطے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے۔ تم کیوں غمگین ہو۔ اُس نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا غم ہوگا۔ کہ آج ہمارا بادشاہ دینِ حق سے منحرف ہوکر دینِ باطل کو اختیار کرتا ہے تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑکر شاہ عباس کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اُس کی مفصل کیفیت تو سمجھاؤ اُس نے وزیر کا نور اللہ شستری سے مشورہ بیان کیا۔ اور آنحضرت رضؓ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ کو ایران سے محض اس خاطر منگوایا ہے۔ کہ تمہیں اس دینِ حق سے منحرف کرکے اس باطل مذہب میں لیجائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی۔ سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے جاکر فوراً سُرخ لباس پہنا۔ دربار عام کیا۔ اور نور اللہ شستری کو بلوایا۔ اور مست ہاتھی منگوا کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروادیا۔ وزیر اس وقوعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا شیطان نے اُسے ورغلایا۔ اور اُس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کرکے دینِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انحراف کیا۔ اور اپنی سُبکی کو دور کرنے کیلئے لوگوں کو کہا کہ لوگ مجھے ناحق شیعہ کہتے ہیں۔ اگر امام حسین رضؓ

کو میرے سامنے ذبح کریں۔ تو مجھے رحم نہ آئے۔ لیکن جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرفدار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہکر اُس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو جائے۔

ذکر و بیان مناظرات حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بانصاریٰ

فرنگ در دین اسلام و الزام دادن آنحضرت آں اشقیا را و بقتل رسانیدن آنہارا

جب نور اللہ شستری مارا گیا۔ تو وزیر غم و غصّہ اور رنج و الم اور بے عزتی و سبکی کی وجہ سے اسلام سے منحرف ہؤا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق سے پھر جائے۔ جب پادری لوگ آگئے۔ تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور منسوخ شدہ دین و ملت کی تصدیق کی اور کمینہ پن چاہا۔ کہ نصرانی دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک روز اس نے ٹھان لی۔ کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کا رواج کرنا چاہیئے۔

جب یہ خبر آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے سخت گمراہی کی بات ہے۔ کہ تو منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی وہ بُرائیاں جو باپ سے تو نے سیکھی وہ دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگا ہے۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کیلئے آمادہ ہؤا ہے۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے ؎

چہ عقلست اینکہ سر شار جنوں شد　　چہ دین ست اینکہ کفرش رہنموں شد

ہم اب تک بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ تمہیں معاف کیا جائے۔ اور تم پھر زبردستی ایسی مصیبت میں پھنستے ہو۔ جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ شعبدہ بازی اور سحر سازی ہے۔ جو سب کا سب استدراج ہے۔ اب انہیں بلاؤ۔ دیکھوں

اُن سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ آنحضرتؓ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونو فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تم انجیل کو مانتے ہیں۔ پس جو جواب یہودی تمہیں دے سکتے ہیں۔ وہی ہمارا جواب ہے۔ پادریوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب اس وقت اس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آگرے۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا۔ کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا ہے۔ کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونگی۔ آپ کی کرامات وخوارق عادات وتصرفات میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جائے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر نگاہ غضب سے انہیں دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا کہ دیکھو یہ مردہ ہیں یا زندہ۔ جب انہوں نے دیکھا بھالا۔ تو کہا مردہ ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں بحکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر قُم باذن اللہ فرمایا سب زندہ ہو گئے۔ لیکن اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا اور پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھکر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے قتل کیا گیا اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہند میں تھے۔ بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید بنے۔ بعض نے آنحضرت کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں جن کا تھا انہوں نے اُس کا خمیازہ اُٹھالیا۔ آنحضرت نے ان کی حالت پر رحم فرماکر چھوڑ دیا۔ لیکن اُن سے عہد و پیمان لیا۔ کہ آیندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمان کو اپنے مذہب میں شامل نہ کرینگے خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہو ٭

اس بات کو ہیں (مصنّف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب سے معافی مانگی۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے بھی اُس کی خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہ الٰہی سے بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی ٭

ذکر دربیان

سال نوزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ لشکرکشی کردن شاہزادہ شاہجہان بر پدر خود و ہزیمت یافتن او و استدعا کردن شاہزادہ و مرید شدن از حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ برائے سلطنت خود و بشارت دادن آنحضرت سلطنت شاہ جہان را

اس سال شاہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہزادے سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی۔ کہ اس کام میں اللہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کے خلاص کی شامت ہے۔ جو تو نے اُن کے حق میں کہا۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے

کیئے سے پچھتاتا ہوں - شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں ؎

کنوں درتو بہ ام باصد ندامت قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی - تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو - کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے - کہ جب تک ہم زندہ ہیں - تو ہی ہند میں بادشاہ رہیگا - ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دینگے - جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو - اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دیگا ❖

بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا - شاہزادہ بھاگ گیا - اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی - سب نے فتح کی خوشخبری دی - بعدازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی - کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنی اپنی کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے - آنجناب کی نظر عنایت اس بندے پر شروع سے ہے - امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائینگے - تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں - آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی - لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے - شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے لڑائی شروع کر دی - بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا - کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی نیچا دیکھنا پڑا ❖

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں - کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے - اور اس کی کشف نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے - تو اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری جرار لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی - حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں - اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی - اور کشف و فراست کے بعد فرمایا - کہ اس زمانے میں چار شخص ہیں - جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں - لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں - پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت

پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ ایام حبس میں میں آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کرلیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت رہیگی۔ سو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دارفانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصوم رضی اللہ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئیگی۔ باطنی سلطنت محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ہوگی۔ اور ظاہری تمہارے ہاتھ بلکہ ملک ہند کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہیگی۔ اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب آداب اسی طرح ملحوظ رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجالا کر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے متبرک کے طور پر کچھ مانگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ دوسرے عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسی علامت فرمائیں۔ جسے میں اپنی سلطنت میں رائج کروں۔ تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کردو اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہان ہند کے خیموں میں سرخ اور سفید رنگ دھاریوں میں ہوتے تھے۔ ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا۔ اصل نام شاہزادہ خرم ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے شاہجہان مقرر فرمایا۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں ہے اور قطبیت زمانہ کا منصب آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ آنحضرت کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے بہتیرا چاہا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہوکر اُسے منع کرتا۔

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنحضرت رضے اللہ عنہ نے توقف فرمایا۔ کہ میں جو اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھو ✦

نیز آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے تھے۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنحضرت رضؓ نے خود تحریر فرمایا ہے ✦

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا ✦

ذکر بیان

سال بستم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ سیر آنحضرت ہمراہ سلطان ہندو واقعاتے کہ دراں سیر واقع شدہ

خواجہ ہاشمؒ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ بادشاہ ہند کے ساتھ آنحضرت کا بعض شہروں قصبوں اور گاؤں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا کیونکہ وہاں کے باشندے آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ جس میں میں بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں میں نے آنجنابؓ کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آ گئے۔ میں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو گی۔ وہاں چلکر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے۔ کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنحضرتؓ نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے

مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ مَیں نے بتایا تو وہ دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلالایا۔ اگرچہ اُس میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سنکر اشتیاق زیارت سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پر سر رکھدیا ؎

اگر ترا گذرے بر مقامِ ما افتد ہمائے اوج سعادت بدامِ ما افتد

اس رات اس نے آنحضرت رضؓ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہوا۔ اس گاؤں میں آنحضرت کی مبارک توجہ سے صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کی وقت ایک منزل تک وہ سب آنحضرت کو وداع کرنے آئے +

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لاہور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاھر کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا مَیں نے کبھی نہیں کھایا۔ پھر آنجناب رضؓ سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں۔ تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم کریں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکیگا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہوسکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب رضؓ نے منظور فرمائی۔ اور آنجناب کے باورچی خانہ سے ہر روز بادشاہ کیلئے کھانا جانے لگا +

ایک روز بادشاہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے در دولت سے اٹھکر لشکر سمیت واپس آرہا تھا۔ رستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بیجا واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہوگی۔ ان مکانوں کو گروادو۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔ جب آنجناب کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دقت تو بادشاہوں کو ہوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنالیں +

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا

اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں
ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے
دولت خانہ کی طرف تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ آنجناب نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر
سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لیجا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا
انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے
کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کیلئے لیجا رہے ہیں۔ آنحضرت نے
انہیں وہیں ٹھیرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ بادشاہ بیگم سمیت ننگا اپنے
بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب نے جاکر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟
جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میں ہوں احمد، بادشاہ حیران
رہگیا۔ کہ آنحضرت کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔
اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنحضرت نے ان دو رئیسوں کی سفارش کی۔
بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونو میرے استقبال کیلئے نہیں آئے تھے۔ اس واسطے میں نے
ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ لیکن ابھی تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنحضرت نے فرمایا انہیں
معاف کردو۔ بیگم نے جو آنحضرت کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں
ہے کہ جلدی معاف کردو۔ نہیں تو اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض
کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں تاکہ میرا
حکم خالی نہ جائے۔ آنحضرت نے فرمایا معاف کر۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف
کیا۔ لیکن سوسو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنحضرت نے فرمایا ایسی باتیں مت کہو۔
بالکل معاف کرو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل
معاف کرتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت
کیا۔ اب انہیں خلعت اور زر دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔
میں نے آنجناب کے حکم سے انکی جان بخشی کی اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے
فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویلدار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت
نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں یہ دیدو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت
چاہو اور منگالینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دیکر رخصت

کرو۔ کہ کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا کیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ خلعتیں اور روپیہ لیکر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رئیسوں کو رہا کیا۔ اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے ✣

جب بادشاہ نے **سرہند** سے **دہلی** جانا چاہا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں جناب سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنحضرت کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنحضرت نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے لوگ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے ✣

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کا معبد گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس گرد و نواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا۔ کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آنجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ **اجمیر** کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے ✣

ذکر دربیان

سال بست و یکم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ۔ سوال کردن شیخ **نور الحق** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ سر گرفتاری حضرت یعقوب علیہ السلام بحضرت یوسف علیہ السلام بشارت دادن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ را کہ چندین ہزار عالم بشفاعت تو بروز قیامت در بہشت داخل خواہند شد۔ و مرید شدن

شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقٰی رحمۃ اللہ علیہ اور خازن الرحمت رحمۃ اللہ علیہ کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زاد راہ دینا بھول گئے۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اُترے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ زاد راہ تھیں لائے حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر پڑا ہے۔ دونو مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا لیکن سمجھ گئے۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے دونو بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو گئے اس وقت آنحضرت وضو کر رہے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے۔ یہ لو زادِ راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ زاد راہ لیکر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہوگئی +

اسی سال شیخ عبدالحق دہلوی کے بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہونے کا بھید پوچھا۔ آنحضرت ایک گھڑی خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ بھید ظاہر ہو جائیگا۔ اور میں مفصل لکھ دونگا +

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا۔ تو توجہ ادھر ہوئی۔ اور یہ بھید ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ قلم دوات موجود رکھنا۔ اس دوسرے روز آنجناب نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج رات تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتا ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستاں بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے +

جب وہ رسالہ سائل کو دیا۔ تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلٰے پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ اور نیز اس میں آنحضرت کے اعلٰے خصائص بھی درج ہیں۔ اور شیخ نور الحق آنجناب کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتا ہے ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو سُنا دے۔ جو بعد میں قیل و قال کا موجب ہو۔ میں نے یہی بات آنجناب سے عرض کی۔

آنحضرت نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جو آنجناب نے اپنے لئے فرمایا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچہ خنداں کہ سپردی بمنش ۔۔۔ مے سپارم بتو از چشم حسود چمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفوں میں پھرا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات نہ کی*

جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بہت معتقد ہو گیا! اسی اثنا میں شیخ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کیلئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران پریشان ہو کر حضرت قیوم اول رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا! اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا*

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا معترف ہے*

مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی (یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاں کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدینؒ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے) اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے "اللہ تعالےٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے۔ اور محبین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے اِن دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضا ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش ضعف سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحت وعافیت سے مطلع فرما کر مسرور ومشکور فرماوینگے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے امید ہے کہ محبوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کریگی۔ ان دنوں آنحضرت رضؓ سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے

اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور حیلولہ کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ کے لحاظ سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم یہی کہیگی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن میں ذوق وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی پڑگئی۔ جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کوتاہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ اصلی حالت کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے" ✦

خواجہ ہاشمؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا۔ کہ آج عجب معاملہ ہوا۔ کہ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا مجھے محسوس ہوا۔ کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے۔ جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اُس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ رقم تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ امر آنحضرتؓ نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمایا ہے ✦

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائیگی۔ اور آپ کا سلسلہ بسبب کثرت وفضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا اور حق تعالیٰ میری امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کریگا۔ حضرت قیوم اول نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو شکرانہ میں آنحضرت کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہوگئی ✦

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالم نے مجھے کہا کہ واللہ! ایسا بڑا معاملہ ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے۔ لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں
اُس نے کہا ملا جلال سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے
میرے پاس ہے۔ اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب
اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم نے کتاب
ہاتھ میں لیکر کہا اے پروردگار! اگر یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رح
خزینۃ الرحمت اور صاحب قیومیت و طینت محمدی کہتا ہے۔ اپنے دعوے میں سچا ہے
تو اس کے حق میں کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہکر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں
ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی "یَکُوْنُ رَجُلًا فِیْ اُمَّتِیْ
یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا" کہ میری امت میں
ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہینگے اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل
ہونگے۔ مَیں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں یعنی آنجناب رض نے شریعت اور
طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت
کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ مَیں نے اس عالم سے کہا کہ
یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں ہے اُس نے بھی
اس بات کو مان لیا۔ کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے +

اسی مجلس میں ایک اور عالم بیٹھا تھا۔ اس نے کہا مَیں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار
نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں۔ لیکن میرے دیکھنے میں ابھی تک نہیں آئے۔ میں (خواجہ
ہاشم رح) نے وہ مکتوب نکال کر اُسے دیا جس میں آنحضرت رض نے لکھا ہے۔ کہ حقیقت و طریقت
دونو شریعت کی خادم ہیں جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف
رخ کر کے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اللّٰھم سلّم ھذا الشیخ المعظم اے پروردگار!
اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو۔ اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو
سُنکر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے دور ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ
کا شکر ہے کہ دل میں سے وہ رنج و الم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی رض ہے۔ اور
جو کچھ کہتا ہے سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے
معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب رض کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے +

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو آنحضرتؓ کے بڑے خلفا میں سے
ہیں۔ آنحضرتؓ کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں
شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی فوج کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔
آپ بھی اس وقت شامل فوج تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ
ان کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص
پرستش میں مشغول ہے۔ اور ایسا مستغرق ہے۔ کہ اسے قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں۔ آپنے
اس کے سامنے ہو کر اسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ نہیں تو ابھی سر اڑا
دونگا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ حتٰے کہ آپنے اسے قتل کر دیا۔ اس
وقت سے آپ نے متنبہ ہو کر ملازمت شاہی ترک کی اور فقرا کی خدمت اختیار کی
اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن
کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی۔ حتٰے کہ ایک روز آپنے ایک گوشہ نشین فقیر
سے پوچھا کہ سبب کیا ہے میں کوشش تو بہتیری کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں
ہوتی۔ اس نے کہا تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ہے
جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔
اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہونگی۔ آپنے یہ خوشخبری سنکر حضرت
قیوم اول رضے اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول
کے خلیفہ حاجی حضرؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔
اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے۔ اور کچھ مدت حاجی حضرؒ ہی کی
خدمت میں رہے۔ اور مقاماتِ عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں
بڑھکر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحبنے آپ کو
اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرتؓ
نے آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔
جس سے شیخ صاحبؒ کی بالکل تسلی و تشفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے
مشرف ہوئے +

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ

ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے۔ اجمیر میں مجھے آنجنابؓ نے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے ✦

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنحضرتؓ کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا ✦

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب (شیخ بنوریؒ) کو مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار شیخ صاحب کے ساتھ گئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گرمئ مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ اور دریا خاں شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے۔ اور مرید بن جاتے۔ اور انکی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جائیگا۔ اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا جب حضرت قیوم اول

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

ذکر و بیان

سال بست و دوم از تجدید الف و قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عرض داشت کردن اکابر علما مشائخ ما وراء النہر و خراسان و بدخشان کہ مشتمل بود بر قبول تجدید و قیومیت وغیرہ کمالات آنجناب و ارادت آوردن آنہا بحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

ملا بدر الدین اور خواجہ ہاشم روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت کے بعض مخلص حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشان خراسان اور ماوراء النہر میں لے گئے۔ اگرچہ پہلے دفتر میں بمقابلہ دوسرے دفتروں کے ابتدائی حالات درج ہیں۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علما و مشائخ اپنے وقت کے سردار تھے۔ اور ابھی تک آنجناب کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا۔ تو بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ سبحان اللہ وبحمدہ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا سردار ہے ظاہر ہوا ہے اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

بتاریکی دراں آب حیات است

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میر کشاہ۔ شیخ المشائخ کبری میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قبادانی اور اقضی القضاۃ مولانا نوالک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجیں۔ اس صالح مرد نے وہ عرضیاں اجمیر میں آنحضرت کی خدمت میں پیش کیں اور ان بزرگوں کی طرف سے فور محبت و عقیدت

کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبر سنی۔ ضعف بدنی اور بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر باقی عمر جناب کے در دولت پر ہی بسر کرتے۔ اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا اقتباس کرتے +

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدراہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کرکے غائبانہ افاضت سے ان محبوں کے احوال پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس مرد صالح نے زبانی عرض کی۔ کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مطلب کے لئے بھیجا ہے۔ کہ اُن کے لئے جناب سے انکی ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف سُن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے۔ کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس مرد صالح کو عنایت فرمائی +

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ و علما میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر وغیرہ مشائخ اور علما ذوق و خوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ تمام اولیائے امت اس وقت ہوتے۔ تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان و دل سے مرید ہو جاتے +

سید میر شاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا جب میں اس مکتوب پر پہنچا۔ جو آنجناب نے ان اولیا کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں گئے اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو

اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ تاریکی کے بھنور سے نکلکر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے ؎

مجدد شیخ ما سرشار عرفاں ۔۔۔ کہ سلطانِ ہزاراں بایزید است
مریدانِ مریدانِ مریداں ۔۔۔ جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیرِ طینتش ذاتی کہ از چیست ۔۔۔ باواز سید عالم رسید است
کمینہ صوفیائے چرخ نیلی ۔۔۔ کہ حق و آں آفتابش آفریدہ است

آسی سال ایک خدا طلب حق پرست صالح مرد جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی۔ اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبر آباد میں تھا۔ کہ بعض عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے۔ جو کبھی غایب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت سے بظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چلکر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں میرے ساتھ ہو لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا۔ کہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تاکہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کرسکے ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کا اشارہ کیا۔ اس نے دور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیونکر سمجھ لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھما۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیاء امت سے افضل ہیں۔ جب تو انکی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہو گا۔ میں نے دیدہ و دانستہ کہا۔ کہ بیشک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک

حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت تم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بلفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور آنحضرت میں گفتگو ہوئی ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا۔ کہ ہاں میں آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیا کے سردار کی زیارت کی ہے! اور انشاء اللہ ایک دفعہ اور کرونگا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائیگا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بلفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہؤا ❖

ذکر در بیان تعہد کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت عروۃ الوثقےٰ معصوم ربانی رضی اللہ عنہ را و خلعت قیومیت پوشانیدن و نشانیدن بر مسند ارشاد قائم مقام خود و بشارت دادن محبوبیت ذاتی و طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں چوکہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہوکر انہیں یاد فرماتے ❖

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ میں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلےٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دو نو فرزندوں کو یاد فرماتے انہیں دنوں آنجناب نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے :-

مکتوب ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ۔ میرے پیارے بیٹو! بیشک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہو گے لیکن اِدھر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا آرزو مند ہوں۔ لیکن کیا کروں ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں

ہوئیں اس لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کئی گھڑی ٹھیرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں۔ اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ نرالا ہے۔ بادشاہ جو جانے سے منع کرتا ہے۔ اس میں اپنے مولا کی رضامندی اور عنایات کا دریچہ خیال کرتا ہوں۔ اور اس حبس کو دو نو جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب غمزے اور اشارے ہوتے ہیں۔ دن بدن جو تازہ اور عجیب نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت فرزندوں کا خیال آجاتا ہے۔ اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ امر مسلمہ ہے۔ کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑھ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن شاخوں کو جڑھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے۔ اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے۔ تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ دا قعی

مصرعہ در خانہ بکار خدائی ماند ہمہ چیز والسّلام ٭

اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے اپنے دو نو فرزندوں کو لکھا۔ کہ اب عمر ختم ہونے آئی لیکن فرزند دور ہیں ٭

نیز اسی سال آنجناب نے اپنے دو نو فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا

دُل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے۔ کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ اور خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت زائدہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں۔ میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائدہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اُسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائدہ سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے

اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائیگی۔ جو بعد اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا۔ میں نے اس بارے میں التجا کی جو منظور ہو گئی۔ میں دونو فرزندوں کو اس منصب کے قابل پاکر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ط وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۔ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ﴿ پ ۲۲ ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونو مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونیکے چند روز بعد دونو صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور نظر نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اُس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب جانے کی علامتیں بھی نمایاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضؓ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:۔

مکتوب جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت آنحضرت اور ہم دونو بھائی موجود تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی جب میں نے آنجناب کی زبان مبارک سے آپکے اس جہان سے وادی قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجناب رضؓ نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب آنحضرت رضؓ نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالےٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے ﴿

جب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ جانشین ہوئے ان کے بعد حضرت عمر رضہ اُنکے بعد حضرت عثمان رضہ اور اُن کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج وغم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو امورات آنجناب سے پوچھنے تھی۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

وحشی گذشتہ یا کہ نکردہ حکایتے — اے خانماں خراب زبانِ تو بستہ بود

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ رضی اور خوش ہیں جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرا رنج والم بدرجہ غایت ہے۔ تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے۔ اور افرادِ عالم کا قیام تم سے اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی۔

اس واقعہ کے ایک سال تین ماہ اور چند روز بعد آنجناب رضہ کا وصال ہوا کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ھ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس کی بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کیلئے ضروری شرط طینت پیغمبری ہے۔ یعنی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی۔ کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبری ہے۔ مدد اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آنحضرت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا۔ جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہی۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کیلئے پے درپے چار قیوم ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تسلی کیلئے خلفائے راشدین کے اسما نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ پے درپے چار قیوم ہونگے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پے درپے چار خلیفہ ہوئے +

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدیؐ پر موقوف ہے عنایت فرمائی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت نہیں فرمائی +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ معصوم زمانی رضے اللہ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا۔ کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپکے سپرد ہوگئے۔ اور خلیفے اور مرید بھی اُن کی حوالے کئے گئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام یاروں کو حکم دیا۔ کہ قیوم ثانیؓ کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اُسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے +

جب سرہند شریف میں آئے تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے آنحضرت صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تا کہ لوگ آنجناب رضؓ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفا حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے وہ اب حضرت قیوم ثانیؓ کی خدمت میں بجا لاتے +

ذکر دربیان

سال بست و سوم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی مراجعت آنحضرت از لشکر سلطان ہند بدار الارشاد و خلوت اختیار کردن آنجناب از خلق و امتزاج ملامت و صباحت کہ خلق ابراہیمی ع و محبوبیت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہست و بشارت دادن آنحضرت سعید عصر خلیل و خازن الرحمت را و خلعت خلت و ضمنیت خود و تقسیم نمودن آنحضرت خدمات الٰہی ابر فرزندان خویش

جب آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کا سن شریف باسٹھ سال ہوا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ سو اس حساب سے زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہوکر سرہند تشریف لیجائیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ دیر تک مرقد مبارک کے محاذی مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں کا ذکر ہوا ٭

چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکر سے جانے کیلئے اتنی محنت نہ کرو۔ اُسے اللہ تعالے کی رضامندی پر چھوڑو۔ جب چاہیگا۔ خود ہی یہاں سے رخصت ملجائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کا متبرک قبرپوش "جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے" آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور عرض کی کہ آپ سے اچھا اس قابل اور کون ہوگا۔ آنحضرت رضہ نے قبول کیا اور اُسے اپنے خادم کے سپرد کرکے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کیلئے سنبھالکر رکھو ٭

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہوا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی آواز حزیں سنائی دی جب حجرہ کے سوراخ پر کان لگا کر سنا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں ؎

چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتی باور از زندگی جانے شد سیر از غربت

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے بھی مجبور ہو کر آنجناب کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دار الارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال کیا اور مارے خوشی کے جاموں میں سماتے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے ؎

شکرانۂ ایں ورد کردند دیوار ورش سجود کردند

اس سرزمین کے رہنے والے العود احمد ہی پکارتے تھے۔ اپنے دردولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کیلئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کیلئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا حضرت عروۃ الوثقے معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ آنحضرت نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنحضرت نے فرمایا کہ محمد سعید اتم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا۔ کہ جب بوعلی دقاق کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا ؎

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے بڑے اور کامل سے کامل خلفا اور اصحاب بھی جو وارد طالبان الٰہی سے مل گئے تھے ان دنوں جو بعض

دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے۔ تو اُن میں دنیاوی بیزاری کا اندراج فرماتے۔ اور بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچے کو لے آؤں۔ آنجناب نے پیار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہونگے تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی کی والدہ نے دعائے مستغیث اور اس رات کی برکت کیلئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے التجا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالے بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہو گی۔ جو بچشم خود دیکھتا ہو۔ کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں۔ اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ کہ عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور مجھے اللہ تعالے کے سپرد کرو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے ملاحت و صباحت کو بایں معنی صباحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خوش شکل ہو یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو۔ جو نے اختیار دلوں کو مائل و گرویدہ بنا لے۔ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گو کیسے ہی خوش شکل ہوں لیکن دلربا نہیں ہوتے۔

بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن اگر دونوں جمع ہیں تو نور علے نور ہیں ؎

از ان افیوں کہ ساقی در مے افگند۔ حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ملاحت کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے اور صباحت کو خلت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ✦

چنانچہ حدیث شریف ہے "انا املح واخی یوسف اصبح" میں سب سے ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف صبیح ہیں ✦

حضرت ابراہیم کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے ✦

چنانچہ امت کیلئے حکم کیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کما صلیت علی ابراہیم پڑھیں اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ ہر ایک اولوالعزم قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت۔ رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت خاص حاصل ہوئی اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا حاصل ہوا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے ان کمالات میں جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی ✦

نیز یہ ضروری تھا۔ کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل اجمال طلب

فرمائی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے۔ جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالےٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرکائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی جناب نے خلوت اختیار کی ؛

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال وجواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں؛

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل دہر کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے کاغذ پر تمہاری مہر ہوگی جبتک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہوسکیگا۔ اسی واسطے آنجناب رضؓ کا خطاب خازن الرحمۃ ہوا۔ اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت۔ گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پل صراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے سپرد کیں۔ اسی واسطے آنحضرت کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو وہ خلعت پہنچائی۔ جو آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالےٰ نے اپنی فضل وکرم سے مجھے مرحمت فرمائے ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دیدی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت

فرمائے۔ اور رسالت طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے +

ذکر و بیان بعض کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم اول

خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلےٰ و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کرکے جناب کا وصف کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے۔ کہ اولیا اور انبیا کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لیجائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچادیں۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامتیں آنحضرت کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہوچکی ہیں۔ اور انشاءاللہ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہیگا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور ولالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونو شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکما اور ہند کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیا کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا اور مومن کا عذاب اطاعت میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضے اللہ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیا کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین سے سنا جو فرماتے تھے۔ کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں رہا۔ آنحضرت کی صحبت شریف کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوگئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات

اور ان ٹیں کا سب کچھ دکھائی دیتا ۔
اسی اثنا میں اتفاقاً خیال آیا ۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے ۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں ۔ لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو ۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوا ۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور بستگی سی آگئی ۔ جب میں قبض سے عاجز آ گیا ۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کی شامت ہے میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈالکر آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا ۔ آنحضرت نے میرا سر اُٹھا کر فرمایا ۔ تم طلب کرامت کرتے ہو ۔ اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے ۔
یاروں کو واضح ہے کہ جو شخص اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرلے ۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے ۔ وہ چند روز میرے پاس ٹھیرے نیز فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں ۔ اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں ۔ بشرطیکہ دین کو تقویت ہو ۔ اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو ۔ اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں ۔ بلکہ کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے ۔
خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرلے ۔ لیکن اب نہ زمانہ ہے ۔ نہ پروردگار کی رضی ۔ اور نہ ہی میرا دل اسکے ظاہر کرنے کو چاہتا ہے ۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپنے اولیا کو چھپاتا جاتا ہے ۔ اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے ہیں لیکن اس میں اللہ تعالےٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے آج کل کی معرفت بہت اعلےٰ و اشرف ہے ۔ کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے ۔ جو چیز اعلےٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے ۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے ۔ چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں ۔ معدودے چند معجزات

ظہور میں آئے ✦

چنانچہ حق تعالے حضرت موسے علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیا میں سے سب سے بڑے ہیں فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ یعنی ہم نے موسے کو نو ظاہر نشانیاں دیں یعنی نو معجزے عنایت فرمائے ✦

لیکن جو ولایت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ سے پہلے اولیا کو حاصل تھی۔ اس کا تعلق اسما و صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیا کی نسبت مشہور ہے۔ ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے۔ وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیا نے بہت کچھ ظہور کیا۔ اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر تے ہیں ✦

کرامت۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے کہ اس میں جناب نے ذات و صفات الٰہی کے معارف و حقائق تازہ اور نئے بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ جو گذشتہ اولیا کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیا کو عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس مروجہ شے پر غالب آجائے ✦

چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام کے عہد میں جادو کا بہت رواج تھا۔ سو اللہ تعالے نے موسے علیہ السلام کو عصا عنایت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون۔ اوسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسے علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم عاجز آگئے ✦

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کا غذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر

چھپا دیئے۔ اس لیئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف جو فصاحت و بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھکر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے ✦

اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ ہوتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر سنت نبوی کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے یہی حقیقت شریعت ہے جس کے لیئے انبیا مبعوث ہوئے۔ اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے دوسرے اولیا کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل تھے ✦

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیفات در بارہ حقائق و معارف تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیا کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ دوسری جلد میں اسماء حسنےٰ کے شمار کے موافق ننانوے ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول مبداء و معاد دوم معارف لدنیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت پنجم رد شیعہ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ✦

کرامت۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے۔ جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور آنحضرت کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ اور پھر قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آگیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرھویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے ✦

کرامت میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

ایک کیمیاگر مردِ خدا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا ٹبرابل نکال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے یاروں کے اخراجات کے کام آئیگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک کام تجھے بتاتا ہوں۔ بشرطیکہ تو کرے پھر میں تجھ سے یہ بل لے لونگا۔ اس نے عرض کی قربان جاؤں جناب کا حکم کیوں نہ بجالاؤں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے خادم کو حکم دیا۔ کہ جس وقت ہم بیت الخلاء (ٹٹی) سے باہر نکلیں۔ تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا! اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جاکر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے نکل کر اُسے دیکھا۔ تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھکر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہوگیا اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کردی۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سید مرد رحمت اللہ نام کا بیان ہے "میں نے ملک دکن میں ایک بتخانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اُسے راہ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملیگا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بتخانے میں آیا۔ اور سارے بتوں کو توڑا۔ اتنے میں یہ خبر ایک ہندو جاٹ نے دیکھی! اور بتخانہ کے عابدوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا۔ کہ ایک ہزار آدمی اوزار ہاتھوں میں لئے میرے مارنے کیلئے نکلے۔ میں حیران رہگیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ و زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کیلئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آپہنچے۔ تو ایک ٹیلہ پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے۔ جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگاکر ان موذیوں کو پسپا کردیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا

بھاگ گئے ؁

کرامت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھکر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا۔ جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے ؁

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی مولفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں ؁

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر یار کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پہنچکر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول رض کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے ڈر کر مراقبہ چھوڑ دیا۔ اور جلد ہی اٹھ کر توبہ کی ؁

کرامت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک یار کو مرض جذام (کوڑھ) کا غلبہ ہوا۔ لوگوں نے اس سے ملنا۔ جلنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا ترک کر دیا اور کنارہ کشی کی۔ حتےٰ کہ ایک روز اس کے ایک مخصوص یار نے بھی کھانے سے صاف انکار کیا۔ جس سے وہ سخت شرمسار ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے از راہ لطف و کرم توجہ فرمائی

اور وہ بیماری اس سے زائل کرکے اپنے پر لے لی۔ چنانچہ اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہؤا۔ لیکن اس شخص پر نام ونشان بھی نہ رہا۔ یاروں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھکر غمزدہ ہوکر اس مرض کے دفعیہ کے لئے عرض کی۔ تو آنجناب ؓ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ مجھے مجذوم ہونے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت وسماجت کی کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔ تو آنحضرت ؓ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کھار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہوگیا۔

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کیلئے تشریف لیگئے۔ اثنائے راہ میں گرمی کی شدت۔ لُو۔ گردوغبار اور پیاس کا غلبہ آنحضرت ؓ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ یاروں اور باقی لوگوں پر ہؤا۔ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پیادہ پا جارہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جُرأت نہ کرسکتا تھا۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود ہی مولنا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آنجناب پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے مسکراکر گوشۂ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہونگے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہؤا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آکر سایہ کیا۔ اور صرف اس قدر بارش ہونے لگی۔ جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہوجائے۔ پھر شمالی ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم تھا۔

کرامت ایک نوجوان سید نے بیان کیا۔ کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی۔ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی خصوصًا معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کررہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ میں یہ نقل

دیکھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سر ہانے پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بڑے غضبناک ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونو کان اینٹھ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر یہ بات میرے کہنے سے تجھے دل میں لگتی۔ تو آ تجھے تیری جد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے پاس لیچلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے آنحضرت رضی اللہ عنہ مجھے کھینچکر ایک باغ میں لیگئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا تھا۔ آنحضرت نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونو نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لیگئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ خبردار جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کا منکر و دشمن نہ ہونا نہ زبان سے انہیں ملامت کرنا۔ ہم جانیں اور ہمارے بھائی۔ کہ ہم نے کس نیت سے تنازع کیا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لیکر فرمایا۔ کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ باوجود نصیحت کے میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہو کر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر مکا مارنے کا اشارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پر ایک مکا رسید کیا۔ مکا کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا ✦

کرامت۔ ایک امیر کبیر جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنتا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وزیر کے گھر تشریف لیگئے ہیں۔ تو دل سے کڑھتا۔ اور

کہنے لگا۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہیں کہ دنیاداروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنحضرت ؓ کے ایک مخلص درویش نے جو موجود تھا۔ کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہونگے۔ یا کوئی اور نیت ہوگی لیکن تیرا اعتراض بہرحال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولتمند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہو کر اسے لپٹ گئے ہیں۔ جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پر آگرتا ہے اور چھری نکالکر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

کرامت۔ بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں علما کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی تقریب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ اس عالم نے آنحضرت کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں اس عزیز کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے۔ اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے۔ وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سُنکر اس عالم نے بڑے طول طویل مقدمات بیان کئے۔ بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا۔ کہ یہ رہا قرآن شریف آؤ ہم تم وضو کر کے دوگانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی اس شخص کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا۔ چنانچہ ہم دونو نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ،، اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تجارت خرید و فروخت یاد الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی مدح میں رباعی کہی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ع

اے آنکہ ملائک مگس قند تو اند

تو آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں

ہونی چاہیئے۔ فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا ترک ادب ہے۔ کیونکہ فرشتے عام خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم کا حسب ذیل شعر یاد آیا ؎

بے عنایت حق وخاصان حق گر ملک باشد سیاہستش ورق

لیکن بہ سبب ادب عرض نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم کے شعر پر بھروسہ کیا۔ یا تو میں اور مولوی صاحب خاصانِ حق اور انبیا سے ہونگے۔ یا مولوی صاحب نے از روئے شکر فرمایا ہوگا۔

کرامت ایک سفر کی اثنا میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے باطنی نگاہ کرکے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے۔ کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی یاروں کو اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم وبکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارا دل وجان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ لوگ اُسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جلکر خاکستر ہوگئے۔ جو آگ سے بچا وہ چوری ہوگیا۔ آنجناب کے مخلص مولانا عبدالرحمٰن کا اسباب بھی جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے یاروں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی جس جس نے وہ دعا پڑھی وہ بفضل خدا صحیح وسلامت رہا۔

کرامت۔ ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدمبوسی کا اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دیا۔ آنحضرت

کا مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہؤا۔ اور تھوڑی مدت خدمت میں رہا۔ آنحضرت نے اُسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گردنواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گردنواح منور ہوگیا۔ اور آنحضرت کا قول حرف بحرف سچ نکلا ✣

کرامت۔ خان خانان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول ہؤا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خان خانان اور اس کے فرزندوں کے حق میں بدگمان ہوگیا۔ خطرہ تھا۔ کہ کہیں قتل نہ کرادے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے مدد کیلئے التماس کی۔ آنجناب رضؓ نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام پہلے سے بھی اعلےٰ ہو جائیگا۔ خان خانان نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ کہ عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شان الٰہی دیکھو۔ کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنحضرت کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خان خانان کے نام صادر ہؤا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھکر اس پر مہربانیاں کیں ✣

کرامت ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ آنجناب کا طریقہ تھا۔ کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے لیکن اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے تمام یار حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہوگیا اور آنجناب کا مرید نہ ہؤا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بحرف درست نکلی ✣

کرامت۔ ایک فقیر نے جو ابھی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف نہیں ہؤا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام اولیا سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے

جب وہ حاضر خدمت ہؤا۔ تو اس نے کہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا ✦

کرامت۔ ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہوگیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند ہوگئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیئے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ؎

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرار برد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آنحضرت رض نے اسے بلا کر مخفی بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیئے ✦

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے۔ انہیں دنوں آنحضرت رض نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعودؒ کے احوال کی طرف متوجہ ہؤا تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا۔ جب پھر توجہ کی۔ تو اُسکی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اُس کے ہمراہیوں نے آکر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے ✦

کرامت۔ جن دنوں آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ رمضان مبارک موسم برسات میں آیا۔ آنحضرت حسب عادت قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ پہلی رات تراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنحضرت رض اور یاروں کو بڑی تکلیف۔ ہوئی۔

نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالٰے سے درخواست کی ہے۔ کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کرسکیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی۔ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لیکر پھر بارش شروع ہوگئی +

کرامت جس مسجد کی دیوار شکستہ ہوگئی۔ اور اس قدر ٹیڑھی ہوگئی کہ اب گری اب گری لوگوں کو یقین ہوگیا۔ کہ ابھی گر جائیگی۔ کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گریگی۔ آنجناب کے اصحاب اسی ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے اور مراقبہ کرتے اور اوراد و ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنحضرت رضؓ نے وہاں سے کوچ کیا۔ تو وہ بھی گر پڑی +

کرامت۔ لاہور میں ایک دفعہ آنحضرت رضؓ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ آئے۔ حالانکہ ظاہری علامت اس کے گرنے کی نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین پر آرہا۔ ایک لڑکی جو اس مکان میں سوئی ہوئی تھی بفضل خدا صحیح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔ ان پر اینٹیں ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اسے مکان تلے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی +

کرامت ایک حاکم نے غنیم پر چڑھائی کرنی چاہی۔ اس مطلب کے لئے اس نے ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اُسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری کی وجہ سے اس مہم کیلئے آمادہ ہوا لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن سے دوچار ہو۔ اس فقیر مرد نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنحضرت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ تمہاری کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری دانست میں معاملہ برعکس ہے۔ اُسے جلدی سے اطلاع دو۔ کہ واپس آجائے۔ درویش نے

اسی وقت آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے لیکن چونکہ امیر دور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا۔ کہ اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور نہایت خستہ حالی سے واپس آیا۔ چنانچہ نشان و نقارہ تک سب لٹوا بیٹھا ؎

ذکر دربیان مکاشفات حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات غیبیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً وتبرکاً یہاں درج کیے جاتے ہیں ؎

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ کا ایک بڑا بھاری لشکر پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الہام ہوا کہ یہ شریعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہیگی ؎

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بارگاہ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے ؎

مکاشفہ۔ مکاشفات غیبیہ میں لکھا ہے۔ کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے۔ ان صفات سے ذات مجردا کی ترتیب کے دئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہوسکیں۔ تو بھی صرف ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آسکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہوگا کہ صفات موجود ہیں۔ یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کی مخالف ہے

بالا یا وجود استغنائے ذاتی صفات موجود ہیں۔ جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اُسے میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے اسی کو طبعی میدان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔ الخ +

مکاشفہ۔ نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیت اولے جسے حقیقت محمدیؐ سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کا امام بلکہ قرآن مجید میں مفصّل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے! اور یہی قابلیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قابلیت ہے۔ الخ +

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ جو خاص فضیلت کسی لمبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونیکا کوئی لحاظ نہیں۔ البتہ ہرایک سورت ہرایک آیت بلکہ ہرایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے، جیساکہ شیون الٰہی میں ہرایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولٰے میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہرایک شان تمام شیون کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے۔ تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شاہ کمال قدس سرہٗ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا +

مکاشفہ نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن شاہ کمال کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمت کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں +

مکاشفہ۔ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام جہان کو بدعت نے اندھیری رات کی بھنور کی طرح گھیر لیا ہے۔ جس میں نسبت ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اکثر مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے

کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی ۔ جس کا پرتو تابعین پر پڑا ۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی ۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آئے ۔ لیکن ہزار سال بعد یہی نسبت جو صحابہؓ کے وقت تھی ۔ ظاہر ہوئی ۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفا کی طرف ہے
باقی تمام اولیا ظلال میں تھے ۔

مکاشفہ نیز مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی شاہراہ پر واقع ہے ۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔ کہ یہ سلسلہ افضل اعلےٰ ۔ اولےٰ ۔ حق اور ذات حق کی طرف سب سے سابق ہے ۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے ۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۔

ذکر در بیان احوال عبادات و عادات شب و روز و ماہ و سال

و بیان شمائل و لباس و عقائد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا عمل عادات و عبادات میں عین سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تھا ۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے ۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے محض فضل و کرم ہے ۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کیلئے بہانہ ہے ۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے ۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں ۔ اسی موقع پر فرمایا کہ میں استحباب کو اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں ۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے ۔

ایک روز کا ذکر ہے ۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ معارف کے لکھنے میں مشغول تھے ۔ بول کے واسطے جو جلدی سے اٹھے تو بیت الخلا میں داخل ہوئے جلدی ہی باہر نکل آئے ۔ لوگوں کو حیرت ہوئی ۔ کہ کیوں اتنی جلدی چلے آئے ۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگا کر انگوٹھے کو دھویا ۔ اور پھر بیت الخلا میں گئے ۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا ۔ کہ جب میں بیت الخلا

میں داخل ہؤا۔ تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔ اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اُسے روک رکھا ✤

اِسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے۔ تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے ✤

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب رضؓ نے جھڑک کر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اُس نے سنا کہ "اللہ وتر یحب الوتر" وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دیدیں۔ تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا ✤

ایک روز اپنے تخت پر تکیہ لگائے تھے۔ کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب رضؓ نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا ✤

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک حافظ جس کے تلے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہؤا۔ جب آنجناب رضؓ نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے تلے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور یاروں کو بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو ✤

نیز فرمایا۔ کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ نہایت توجہ سے مشغول ہؤا کریں ✤

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ وردو وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفا نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا :-

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خاص خادم کی زبانی جس کے متعلق آب وضو۔ مصلے اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست تھا۔ بیان

فرماتے ہیں۔ کہ اس خادم نے یوں بیان کیا۔ کہ مجھے یا تو اُس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے کاموں کیلئے موقع ملتا ہے باقی وقت آنحضرت کی طاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی حال آنحضرت رض کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات لیکر بیدار رہتے یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رو بقبلہ ہو کر وضو کرتے لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ بہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت معہ ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سو مرتبہ سورہ یسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تاکہ "قجعۃ بین والنومین" دو نیندوں کے درمیان جاگنا، ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور روئے مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرآئت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے اور معاش کے متعلقہ امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد طالبوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور اسرار خاصہ

کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القا اور نعمت عطا فرماتے
کبھی یاروں میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد
فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام یاروں کو
عالی ہمتی۔ سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور۔ مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید
فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق
ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و ما فیہا چھوڑ کر بھی کرلو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے۔ تو
بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں سے نفیس موتی خرید لئے۔ کلمہ طیّب لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ
کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوئی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں
اس کلمہ میں ولایت و نبوت کے تمام کمالات پائے جاتے ہیں۔ اگر اس کلمہ کے ایک دفعہ
کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے
اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابد الآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے
اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہو گا
اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہو گا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں کہ کوئی شخص
کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔ آنجناب اپنے اصحاب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ
کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے۔ کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔
جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کے سبب زمانہ میں
ظلمت و بدعت کا غلبہ ہے۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
نور سوا نجات نہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں
گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوا۔ آنحضرت رضہ کی
یاروں اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ آنجناب رض کی
تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی
کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا۔ چلانا ظہور
میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ تک نہ بھری +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے۔

یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے۔ تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز ضحےٰ ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے خلوت اختیار کی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔ آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔ طعام کے بعد سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ کھانا ہی ہے۔ جو عارف کو ملکیت سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صورت دیکھا کرو۔ آنحضرت رضہ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساٹھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع وخضوع سے تناول فرماتے اور یاروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پاؤں اس پر رکھتے۔ یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دونو زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر سو جاتے۔ آنجناب کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا۔ آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کر کے چار رکعت نماز فے الزوال ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحےٰ اور فے الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت اور بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر

عصر کی نماز اول وقت میں جب کہ ہر شے کا سایہ اس کی اونچائی کے دوچند کے برابر ہوتا ادا کرتے ۔ آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنّت کو کبھی ترک نہ کیا عصر کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اصحاب سے ملکر مراقبہ کرتے ۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے ۔

یہی وجہ ہے ۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں ۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے ۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں ۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے ۔ اور سنّت اور فرض کے درمیان اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ " پڑھتے اور اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے ۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین ادا کرتے کبھی چار رکعت نماز اوابین ادا کیا کرتے تھے ۔

بعض نے جو حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوابین میں چھ رکعت ہیں ۔ سو ان میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں ۔ نماز اوابین میں سورہ **واقعہ** پڑھا کرتے تھے عشا کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں ادا کیا کرتے تھے ۔ عشا کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے ۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الٓمٓ سجدہ دوسری میں سورہ ملک تبارک تیسری میں سورہ حٰمٓ دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الٓمٓ سجدہ تبارک قیامت حٰمٓ دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے ۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے ۔ صحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی پڑھیں

پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے لیکن آخری عمر میں یہ دو رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علما نے اس کی کراہیت کا فتوے دیا ہے۔ وتر کبھی تو رات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نماز ی سو جائے۔ تو اسے نیت کرنی چاہیئے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر ادا کرونگا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرے +

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں +

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے۔ کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے +

آنجناب مبداء معاد میں لکھتے ہیں "کہ میں اللہ تعالے کو اس واسطے پیار کرتا ہوں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے" +

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے۔ سونے سے پہلے ادعیہ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن آخر میں یاروں کو جمع کر کے ہزار مرتبہ درود پڑھتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنے کیلئے مامور تھے +

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دو نوں عیدوں کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحےٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے۔ اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب حنفی طور پر بھی ذی الحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرتِ عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن لواتے نہ سر کے بال منڈاتے: تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ شباہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم نہیں ادا کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور ورد و اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنجناب قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانئے مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں۔ جن کا علم صرف اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لیجاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو ڈرا ور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے۔ چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کی عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین تین مرتبہ پڑھیں۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی عائشیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا امر ہوا ہے لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ آداب نماز کو ملحوظ رکھنے کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے ۔ پ۱ ع ۵

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متورع آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جو اور ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجا لانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آنجناب رضہ نے مکتوبات میں اس بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا داخل مکروہ اور لوگوں کو عاشورہ۔ شب برات۔ شب قدر وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آنجناب رضہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے جو نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے کئی دفعہ چند ایک مہمات کیلئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو امر حل و کراہت کے درمیان ہو۔ آپ اُسی ترک کرتے ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کیلئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں آپ نہ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور مریض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کیلئے جاتے۔ استغفار اور دعوات ماثورہ سے اُنکی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے شروع شروع

میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر کار وہ سمجھ کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ دعوت قبول فرمایا کرتے لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لیجاتے۔ جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات کے ذکر جہر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریق کی تکبیر۔ بس وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی۔ آپ اُسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ ادھورے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہونگے۔ ان خالی ہاتھ بے سر و پا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں یہ بزرگ اقتباس نبوت کی بہ نسبت اور اولیا کے نزدیک تھے۔ اور بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازع کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے حرص و ہوا سے دور رہتے۔ اس بارے میں آنجناب نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں نقشبندیہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلےٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

خواجہ علاؤالدین عطار، خواجہ محمد پارسا۔ اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں فرماتے تھے شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ اصل معاملہ اس کے

خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کیلئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری مشکوٰۃ۔ پزودی۔ ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تحصیل علم سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام ضروری مسائل یعنی مسائل متعلقہ نماز روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے موجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست جاتی رہی ہے سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ ہیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے اور تھوڑے سے ادب کے بھی ترک ہو جانے سے بہت استغفار کرتے تھے اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے انہیں اعمال کی یاروں کو بھی تاکید فرماتے۔ ریا اور خودپسندی کو پاس پھٹکنے دیتے۔ کیونکہ ریا اور خودپسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو ❖

نیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا زینہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور یمن و تبرک نقل کیا ہے ❖

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضے اللہ تعالےٰ عنہم کا طریقہ تھا آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرامؓ کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا مسواک دستار کی کور میں شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک قمیص کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں تک شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک کفش مبارک پاؤں میں۔ عصا ہاتھ میں۔ سجادہ کندھے پر۔ سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا رخساروں پر نور چمکتا تھا۔ جو باطنی نورانیت پر دال تھا۔ آنحضرت صلعم کا

قد خاصہ۔ بدن مبارک نازک۔ رنگ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی۔ پیشانی مبارک پر بھوؤں کے بیچ سے لیکر تمام سجدہ تک ایک سُرخ خط تھا۔ جو ستارہ کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے انگلیاں باریک۔ پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر داڑھی اور سینے پر کچھ تھوڑے، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے۔ نزاکت اس قدر تھی۔ کہ آنجناب کا کمربند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کی کمر پر نہیں آتا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آنحضرت کی لباس و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے اس میں سے دیکھ لینا چاہیئے۔

ذکر دربیان خصائص حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ امتیاز دارند از تمامی اولیائے اولین و آخرین

این امت

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں:۔

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو حق تعالےٰ نے مجدد الف ثانی بنایا۔

خاصہ۔ آنجناب قیوم عالم ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو خزینۃ الرحمت بنایا۔ اور رحمت کا تمام کارخانہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ۔ آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنایا۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ عنایت فرمائی جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت

نہ ہوئی تھی *

خاصہ - آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی *

خاصہ - آنجناب رضی نے ملاحت و صباحت کو ملایا - جو آج تک کسی نے نہ کیا *

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا -
والسابقون السابقون اولٰئک المقربون *

خاصہ - باوجود ضمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی *

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے - جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے *

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا - جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کیا *

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک مناسبتیں مثلاً تجدید الف، قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں *

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا - نیز جسے اولیا نے حق الیقین کہا ہے - وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے *
آنجناب لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہے - اور کیا سمجھ سکتا ہے - یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں - صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے بڑے اولیا بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں یہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں - جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہونے ہیں * خاصہ - آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے ہیں - جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا *

خاصہ - حق تعالیٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے - یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام رضی کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے - باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے *

خاصہ۔ آنجناب کے علوم و معارف شریعت کے موافق ہیں۔ لیکن دوسرے اولیا کے مخالف شریعت ہیں +

خاصہ۔ آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیا۔ انبیا اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علے الترتیب ولایت صغرےٰ، ولایت کبرےٰ اور ولایت علیا ہیں۔ باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرام رض کے ولایت صغرےٰ میں ہیں +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھکر ہیں ظاہر کئے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے ظاہر فرمائی +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولایتوں (صغرےٰ، کبرےٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا +

خاصہ۔ برابر آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں +

خاصہ۔ حق تعالےٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی +

خاصہ۔ آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم خاص ولایت ہے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے! اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہؤا ہو +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے سیر نفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب رض نے اپنے مکتوبات میں طریق انتہائے نبوت، سے تعبیر فرمایا +

خاصہ۔ آنجناب کو اللہ تعالےٰ نے علم لدنی عنایت فرمایا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا۔ کہ جو شخص قیامت تک

آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخشا جائیگا ✦

خاصہ۔ آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں واقع ہے۔ اگر آنجنابؓ کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈالدیں تو وہ بھی بخشا جاتا ہے ✦

خاصہ۔ آنجناب کی زیارت کیلئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا۔ اور آنجناب کی خانقاہ میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے خاصکر آنجنابؓ کا بدن مبارک طینت پیغمبری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے ✦

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یحیےٰ علیہ السلام کو آنجنابؓ کا داماد بنایا۔ جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے ✦

خاصہ۔ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات کی اور اپنی حقیقت حیات آنجناب سے بیان کی ✦

خاصہ۔ تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن وظاہر ہوئے ✦

خاصہ۔ تمام انبیا فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا ✦

خاصہ۔ آنحضرتؓ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں ازل و ابد ایک ہی تھے۔ اور یہ کہ وہاں پر گذشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں۔ اور جو حادثات آیندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونو کو موجود پایا ✦

خاصہ۔ ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر مرید زن و مرد۔ بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہونگے وہ اللہ تعالےٰ نے مجھے کھادیے۔ اگر میں چاہوں۔ تو اُن کے نام و مقام بتا سکتا ہوں ✦

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا۔ اور اس طریقے والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہونگے ✦

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اکثر نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا ✦

خاصہ۔ شروع شروع میں حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے آنجناب کو ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

خاصہ۔ آنحضرت رض کے تمام کمالات و خصائص جو مذکور ہوئے ہیں حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلبی کو بمعہ قیومیت عنایت فرمائے۔ چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع رضی اللہ عنہ۔

خاصہ۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ میں ہونگے۔ اور آنحضرت رض کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہونگے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہونگے۔

خاصہ۔ قیامت تک تمام خلقت کو فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ عمر۔ شفا۔ رزق۔ روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہونگے۔

خاصہ۔ تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرع امور مثلاً وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب رض نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لیکر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ۔ آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا اور اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ۔ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے اور آنجناب رض نے اجتہادیہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے۔ جو آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ۔ تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آنجناب سے مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنحضرت میں آگیا۔

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے

خاصہ ۔ دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں ۔ جیساکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ❖

خاصہ ۔ آنجناب کے پیر مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے مرید بنے ۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا ❖

خاصہ ۔ آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا ۔ اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے ❖

خاصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں ❖

خاصہ ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے ۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کرونگا ۔ وہ چند روز میں تمہارا کام سنوار دینگے ❖

خاصہ ۔ آنجناب رض کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا ۔ اور خود کھلم کھلا آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے ❖

خاصہ ۔ آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا ۔ کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیازمندی عرض نہیں کی ❖

خاصہ ۔ آنجناب کے پیر مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھنے سے شرم آتی ہے ❖

خاصہ ۔ نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا ۔ کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیئے ❖

خاصہ ۔ آنحضرت رض کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا ۔ "و الارض من کاس الکریم نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصہ ملتا ہے ❖

خاصہ ۔ آنجناب رض کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا ۔ "شیخ الاسلام کہتا تھا ۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے ❖

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے ٭

خاصہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے ٭

خاصہ۔ تمام سیر و سلوک آنحضرت کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک دو لکھ کر القلیل یدل علے الکثیر پر عمل کرتا ہوں ٭

خاصہ۔ زمانے کے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ جید علما آنحضرت کی تجدید کے مقر ہوئے۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے ٭

ذکر در بیان وصایائے حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلق را و بشارت دادن جناب اولاد خود را کہ نسبت خاصہ من قطبیت عالم تاقیامت در ایشان خواہد ماند و مہدی موعود در سلسلہ من مبعوث خواہد شد و بیان شروع مرض و فات آنحضرت

رضی اللہ عنہ

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے۔ اور بے وفا و کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

گنج اماں نیست دریں خاکداں | مغز و فا نیست دریں استخواں
آنچہ دریں مائدہ حرکتے ست | کاسہ آلودہ دست تہی ست

تجدید الف کے تیئسویں سال کے آخر میں عید الضحےٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں

اور قضائے مبرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ ۶۳ سال ہوگی۔ اب تریسٹھواں ۶۳ سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی تم لوگوں سے غائب ہو جاؤنگا۔ اور اللہ تعالٰے کا دیدار حاصل کرونگا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملا وہ میں نے تم تک پہنچایا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی ص کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوششیں کیں۔ کس قدر ظلم وستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالٰے کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھینگے کہ مجدد الف ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی"۔ سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا۔" یا امام الاولیا! یا نائب اتم خاتم الانبیا!! واقعی آپنے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غائت کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف و مصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپنے صبر کیا اور شکر الٰہی بجا لائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت وطریقت کو زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت تھی! اللہ تعالٰے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے"۔

بعد ازاں آنجناب رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا اللہ تعالٰے تمہیں کمالیت کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرمو فرق نہ لانا کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص وسماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک

پر ان امور سے وارد ہوئے۔ مَیں نے انہیں جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش کیا! انہوں نے اس سے منع فرمایا۔ اس لئے مَیں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آیندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہونگے۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کا ہو جاتا ہے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں داخل نہ کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یادِ الٰہی میں صرف کرنا۔ تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ دراصل استدراج ہے۔ اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں۔ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دینِ اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں مَیں نے اپنے کلام میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں مَیں نے مفصل لکھدی ہیں۔ مَیں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا۔ تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو۔ اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے۔ جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہونگے۔ اگر مَیں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں۔ عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے نام ومقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہوئے۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہونگے۔ اور قیامت تک علم وفضل ولایت معرفت قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہینگے۔ میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ اُن سے دعا وتوجہ کیلئے التماس کرنا سختی اور مصیبت میں اُن سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف وکریم ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہیگی۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم وفضل۔ ولایت۔ معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل

ہونگے'' ۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقٰے رضے اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ جو فرزند تمہاری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھینگے وہ تمہاری نسل سے ہونگے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہونگے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقٰے رضے اللہ تعالٰے عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے۔ خصوصاً حضرت حجت اللہ مروج الشریعت رضے اللہ عنہما گویا وہ مجدد الف ثانی ہی تھے اور یہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضؓ ہیں۔ جو اسی سال پیدا ہوئے ۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالٰے نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں۔ چار قرن تک رہینگے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہینگے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائینگے۔ ان کمالات سے مراد بطینت۔ اصالت۔ قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں ۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے وصال سے لیکر حضرت قیوم چہارم رضؓ تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضے اللہ عنہ کے بعض اصحاب میں رہیگا۔ پھر بالکل چھپ جائیگا۔ پھر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے پر جھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں شاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آیندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آیندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ داراشکوہ نے حضرت عروۃ الوثقٰے رضے اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے کیلئے بہتیری منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضے اللہ تعالٰے عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ آیندہ

لکھا جائیگا ✤

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہونگے۔ اور جہان پُر آشوب ہوجائیگا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہانتک ہوسکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤ گے۔ اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ حتٰے کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالے نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفا ہیں۔ رئیس عالم بنایا ہے وہ خلقت کی طرف متوجہ ہیں۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر رواج ہوگا۔ کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ہمارے سلسلہ والوں سے بھر جائیگا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہونگے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہونگے۔ باقی ہمارے معتقد ہونگے۔ دوسرے سلسلے کمیاب ہونگے۔ عرصہ دراز کے بعد امام مھدی علیہ السلام پیدا ہونگے جو ہمارے طریقہ میں بد ہونگے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے۔ وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کرینگے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصومؒ اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں ✤

ایک روایت ہے۔ کہ آنجناب رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہونگے۔ اور اسکے وزیر اعظم احمد نام آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ سے ہونگے ✤

حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وزیر اعظم ہمارے اولاد سے ہوگا ✤

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہونگے ✤

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا ؞

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعودؑ تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہما کی اولاد میں رہیگا۔ واللہ اعلم بالصواب ؞

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ کہ اُس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے ؞

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب میں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سنکر لوگوں نے واویلا مچایا۔ اور آنحضرت خلوت میں تشریف لیگئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں ؞

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لیگئے۔ تو تھوڑی دیر دوپہر کو سو کر اُٹھے اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو فرمایا کہ دو ماہ بعد جو موسم سرما آنے والا ہے اُس میں مَیں نہیں سوؤنگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا نہیں بلکہ مَیں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنحضرت کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔ انہیں ایام مرض میں ایک روز آنحضرتؓ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابداً علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ۔ گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر

چمکتا رہیگا کبھی غروب نہیں ہوگا۔
اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائیگی لیکن چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو لقاء پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اسلئے بسبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہوئے۔ اور یہ دعا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے۔ کہ اگر طبیب کہدے کہ تم لاعلاج ہو تو میں بہت سا روپیہ راہ خدا میں صرف کروں۔ مرض موت میں آنحضرت نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی ؒ کو وصیت فرمائی۔ کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کردی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کردیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد سورہ قرآنی کی تعداد کے موافق ایکسو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ آنحضرت کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی۔ جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کیلئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال سے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا۔ کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد میں اس جہان سے اس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سنکر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے سعید دہر جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے تو تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب رض نے فرمایا میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکونگا۔ کیونکہ یہاں پر بشری تعلقات ہیں۔

جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہو گئے
انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے
دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اٹھ کر فاتحہ پڑھا۔ اور قبرستان کے
حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین نے عرض کیا کہ
کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔
آنحضرت ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر
اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک
مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام
پر واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو
آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا۔ کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے
ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات
انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب
سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سنکر غمگین ہوئے۔
کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے۔ کہ اب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تئیسویں ماہ صفر کو
اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب رضؓ کے بدن مبارک
پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔
اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے۔ اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً
آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضؓ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی
آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین حبی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

ہے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن
رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب کا وصال ہو گیا۔

ذکر در بیان صعوبت مرض و انتقال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض عود کر آیا۔ تو آنجناب کو
بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہوئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو
نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب رض نے
خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کے میں نے
کہے ہیں۔ اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے
کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام
آجائینگے۔ جب لایا تو آنجناب رض نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال
کیلئے بھیج دئیے۔ جس قدر آنجناب رض نے الگ کر کے رکھے۔ وہ روز انتقال تک کافی
ہوئے۔ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کیلئے جامع مسجد میں تشریف
لائے۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے
جمعے کا دن نصیب نہیں ہو گا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے
بھی زیادہ۔ اور تاکیداً فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال
رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہو گی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے
غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے اور کوئی میرے پاس نہ ہو
میری قبر کسی گمنام مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب رض نے پہلے فرمایا تھا
کہ جو بڑے بھائی کیلئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں
مرقد ہو گا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب رض نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا۔
لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامل ہے۔ تو فرمایا
مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن

قبر کچی ہو۔ تاکہ تھوڑے سے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے ۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے ۔

پھر خواجہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت رضی اللہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور میں روتا چلاتا ادھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَینَ اَحمد کبھی اَینَ اللہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے۔ لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میر شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا ۔

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے یکبارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیۃ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃ طیبۃ اَصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درخت تھے اس واسطے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا ۔

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزندان گرامی کو ان میں تامل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا"۔ ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوتخانہ میں تشریف لائے۔ آنجنابؓ کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت

کردیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے ٭

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا۔ تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔ اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے۔ یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہٗ مکشوف و مشہور ہو جائینگے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراسیویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے ٭

جس صبح آنجناب کا وصال ہوتا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنحضرت رضؓ نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائیگا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام تک پہنچ چکا۔ تو بارگاہ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین ثمی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات

سے معرا ہے۔ اس مقام میں تم دونو بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنحضرت رضؓ نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے کیونکہ ایام مرض میں آنحضرتؓ کی امامت وہی کرتے تھے یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمتؒ کو اس مقام پر لیگئے اور مجھے فرمایا۔ کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرکے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے۔ جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنحضرت پر ضعف غالب آگیا تھا۔ لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سر مو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر شغل۔ مراقبہ۔ دن رات کے اوراد نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸۔ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائیگی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے ع

اج ملاوا کہ سوئی سکھی سب جگ دیوں وار

ترجمہ (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں)

اسی رات آنجنابؓ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔ جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اور حسب عادت مراقبہ کیا

بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا لیکن اس میں ایک ریت نہ تھی۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ تھال میں ریت نہیں احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں۔ اس وقت بھی آنجناب رضؓ نے بڑی احتیاط سے کام لیا جب تھال میں ریت ڈالکر حاضر کیا۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ بول کروں اور تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ۔ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا۔ کہ سانس جلدی آ رہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے۔ جو آنجناب رضؓ نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیا کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اللّٰہ اللّٰہ کہتے ہوئے وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

فغاں از عالم بالا بر آمد — خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحت آفاق برخاست — بیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دو ہائے آتش بار از غم — بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم — غریو از یثرب و بطحےٰ بر آمد

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یا ایھا الانام لقد سافر الامام — من کل اھل افت عروۃ القبول
قطب الذی تفوض بہ الشمائلہ — حال التی خیر فی شانہا العقول
ما الموت کان بدا کمال قد انطلق — من مشرق الا ظہیر الی غرب الافول
لما اصاب ابشا رسول تحیۃ — اکتب لعالم رحمت و امرت الرسول

بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔
بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا لیکن اس میں
ایک ریت نہ تھی۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ تھال میں ریت نہیں احتمال ہے کہ پیشاب کے
قطرے لباس پر گریں۔ اس وقت بھی آنجناب رضؓ نے بڑی احتیاط سے کام لیا جب
تھال میں ریت ڈالکر حاضر کیا۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ بول
کروں اور تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ۔ اور
مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں
ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب
حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا۔ کہ سانس جلدی آ رہا ہے۔ تو پوچھا
کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری
الفاظ تھے۔ جو آنجناب رضؓ نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف
ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیا کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ
بعد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اللہ اللہ
کہتے ہوئے وصال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؂

فغاں از عالم بالا بر آمد — خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحتِ آفاق برخاست — پیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دریائے آتش بار از غم — بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم — غریو از یثرب و بطحے بر آمد

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ
خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

یا ایہا الانام لقد سافر الامام — من کل اہل افت عروۃ القبول
قطب الذی تفوض رب العالمین — حال التی خیر فی شانہا العقول
ما الموت کان بدر کمال قد انطلق — من مشرق الظہور الی مغرب الافول
لما اصاب ارشاد رسول تحۃ — اکنف لعالم رحلت و امر ثم الرسول

مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب رضی کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت، معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است
بر جوہر اسرار نبی صندوق است

آں سایہ کہ از احمد مرسل بنہفت
ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملا بدرالدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں ؎

فریاد ز گردش زمانہ
بیداد ز دست جور ایام

قطب ارشاد شیخ احمد
بخلق بود فیض او عام

در ماہ صفر بہ بست و ہشتم
بگذشت ز دہر بے سر انجام

از رفتن او نہ بے دلان رفت
یک بار قرار و صبر و آرام

او قلعہ دیں برج ایمان او
او بود بدھر مرد و دام

شد روز وصال عاشقان شب
شد صبح امید طالبان شام

تاریخ وصال او بر آمد
افسوس فتادہ برج اسلام

آنجناب رضی اللہ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹۔ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں[۲۹] تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر رہا۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ یوم کفارت سنۃ "ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔"

جس روز آنجناب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں علمائے اکابر

اس سرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدر میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السماوٰت والارض یبکیان علی المومن وبکاء السماء حمرت اطرافہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سرخ ہو جانا ہے۔

ذکر دربیان کیفیت غسل و تجہیز و تکفین و دفن حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ و بیان واقعاتے کہ بعد از ارتحال آنحضرت رو دادہ اند۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو تختۂ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنحضرت اس طرح دست بستہ ہیں۔ جس طرح نماز کے وقت باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہما نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنحضرت کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے ؎

یاد داری کہ وقت آمدنت ہمہ خنداں بدند و تو گریاں

ہمچناں زی کہ وقتِ رفتنِ تو ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھولکر سیدھے کئے۔ اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دایاں ہاتھ بائیں پہ حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھیرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم کیا کہ اس میں کوئی بھید ہے۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ کہ "کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں ؎

حضرت قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہما جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند، قمیص مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علما کا اتفاق رائے ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا گیا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کیلئے توقف نہ کیا۔ کہ سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنحضرت کو اس روضہ میں (جس کی زمین کی نسبت آنحضرت نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق" کیلئے بنوایا گیا تھا اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت آنحضرت کا جنازہ اندر لیگئے تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ ازراہ ادب مشرق کو سرک گئی۔ آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کو وصال کے بعد جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا ہاں ملا ہے چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے" وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے وہ لوگ صرف انبیاہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے لیکن مجھے اپنے فضل وکرم سے ان لوگوں میں شامل کرلیا ہے ؎

حضرت قیوم ثانی امام معصوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیونکر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں ہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تو نہیں ہوا ۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کیلئے اٹھتا۔ تو دیکھتا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھکر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور اس قدر رویا کہ میرا بدن کانپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے ۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منظور نظر تھے فرماتے ہیں۔ کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام تھے تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجناب رضی اللہ عنہ نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شائد وہم خیال ہی ہو لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنحضرت کو نہ دیکھا ۔

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی۔ کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم

اللہ تعالےٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلی دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعدازاں سرانداز کیا۔ اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی بہشت میں لیجاؤ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہؤا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی ✢

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ آنجنابؓ کے وصال کے بعد آنجناب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدینؒ کی طرف خط لکھ رہے ہیں۔ جس کا عنوان یہ ہے۔ "ما خود بخود نگاہبان اینجہانیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون" ✢

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعدازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا۔ پورا ہؤا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہؤا۔ واقعی میں (مصنف کتاب ہٰذا) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنحضرتؓ کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنے مکتوبات میں جابجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے ✢

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفا اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفا مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چلکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا ✢

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔ اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔ تس پر آنحضرتؒ کے وصال کی خبر نے رہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ

یکے بود مجنوں دگر خوردمے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنحضرت کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اُس نے کہا آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امرا و وزرا کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں فلاں مرید سلطان جہانگیر لکھا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اول کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنون ہو گیا ہے۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنحضرتؒ کے خلفا جنہیں ہندوستان میں قبولیت عام نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس رہو۔ میر محمد نعمانؒ کو دکن سے بلوا اپنے پایہ تخت اکبرآباد میں رکھا۔ لیکن آنحضرت کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت کی عمر ۶۳ سٹھ سال اور مدت قیومیت تیئس سال تھی +

ذکر در بیان اولاد و امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے

سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ حضرت خواجہ محمد یحییٰ۔ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ حضرت خواجہ محمد فرخ اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضے اللہ تعالےٰ عنہم ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسےٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضے اللہ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ عنہا دوسری ام کلثوم رضے اللہ عنہا۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن ام کلثومؓ حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

میرا (مصنفؒ) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لیکر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات بیان کروں۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنحضرت کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند جانے کا اتفاق ہوا۔ تو صرف دس پندرہ روز رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا سو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنحضرت کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبد اللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجنابؓ کی اولاد کے تمام مع مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلا کم و کاست یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعھدۃ علی الراوی"۔

حضرت اکابر اولیا خواجہ محمد صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ:۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ کے فرزند اکبر ہیں ۱۰۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دئے جاتے

ہیں۔ رجب ۱۰۰۸ھ ہجری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے۔ جدھر جی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے ایک دن عین بارش میں ننگے سر درپریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا۔ کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کرکے شیخ کامل سے خلافت لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے حضرت خواجہؒ نے خواجہ محمد صادقؒ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہٖ ایک اسی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں۔ انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئیگا۔

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کو نیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دیتے۔ اور جب مقبروں پر لیجا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراجو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں۔ کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں

آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور اُن میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی ❖

ظاہری علم میں قوت تحفظ اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی۔ کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ چونکہ علم معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سنکر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کیلئے قوت مدرکہ سے ہی نہیں ❖

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف لکھی ہے :-

چنانچہ مکتوب ۲۷۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ و سلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے ❖

مکتوب ۲۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے۔ اور انکی ولایت میں دخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں یعنی سرہند کی قطبیت خواجہ محمد صادق کی تھی ❖

مکتوب ۳۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے۔ اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے ❖

نیز حضرت **قیوم اول** رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ اور عیسے کے ہمراہ سمت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل وعلا کی آیت اور رب العلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اُس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ بلکہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں باسانی پڑھا

سکتے ہیں۔ آپ کے شہود کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے شلوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ السلام ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا۔ اور اس ولایت کے عجائبات و غرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج۔ اور خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالےٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی اُن کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کیلئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہیے ملک عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا روز ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا۔ یہ فرو نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہوگیا اور سوموار کے روز ۹۔ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہوگیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیئے۔ لیکن حضرت قیوم اول نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودھویں سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ آکر مریض کو مؤکلوں کے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھالیا ہے تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پیٹتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت شاہ اولیا خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھیگا۔ وہ مرض طاعون سے بچ جائیگا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبا کیلئے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے ؎

ایک دفعہ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ عنہ کے عہد میں وبا کا روز ہوا۔

آنحضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے۔ تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اول ہر جمعہ کی نماز کے بعد ان فرزند دل کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے۔ اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے۔ اور جو لاانتہا ترقیات آنحضرت کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایات الٰہی وارد ہوئیں۔ اُن پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ عرائض آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں۔

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند رہا ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اول نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا اور فرمایا کہ اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بلکہ بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لیجا کر خود اُن کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے۔ لیکن یہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کمال تصرف تھا۔ کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں:۔

محمد اسحاقؒ۔ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاقؒ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذؒ، اور محمد فاروقؒ دو نوجوان شائستگی اور پختگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروقؒ لاولد گئے۔

شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے دوسرے بیٹے تھے اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔

محمد زکریا۔ آپ محمد ابراہیمؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے دنیا سے لاولد گئے۔

زینت النسا۔ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں۔

شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ محمدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقوےٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہؓ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا یعنی شیخ بہاؤالدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی اور نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

محمد شجاعؒ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدیؒ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہؒ کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد ابو بکرؒ۔ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے +

محمد ظہیرؒ آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد ذرینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں +

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں عین النسا و زین النسا جن میں سے عین النسا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النسا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے دوہتے شیخ عبد اللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں +

شیخ محمد زاہدؒ شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند ہیں آپ ورع و تقویٰ سے موصوف تھے باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ اور اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی۔ جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں۔ منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرا میر الحمد، دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشنؒ سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے۔ جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں +

ذکر در بیان احوال سعید عصر خلیل دہر خازن الرحمت حضرت

خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔

بخوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را — کہ چشمش ندیدہ جز اللہ را
سعید از ازل آمدہ نام او — سعادت بود اولیں کام او
تفحص نمودم دریں شہ ورق — بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی۔ تو فرمایا محمد سعیدؒ بڑا رند ہے اُس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعیدؒ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ حاصل کئے۔ دس سال کی عمر میں دونو علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں حضرت خازن الرحمتؒ کا علم ظاہری اس درجے کا تھا۔ کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علما شاہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند وغیرہ اُن کے شاگرد وں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران ہو گیا۔ سرہند کے مفتی ابو الخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی لیکن وہ سکا چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہہ چکا تھا۔ کہ اگر ابو حنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں جب آپ نے مسائل برسر عام پوچھے۔ تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہئے۔ تو کہا کہ محمد سعیدؒ نے مجھے اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا +

حضرت قیوم چہارم رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونو بھائیوں خازن الرحمۃ رہ اور عروۃ الوثقےٰ رہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونو بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بیجا ہے۔ حضرت خازن الرحمت رہ نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا اس کے لکھنے والے اور ہیں۔ جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بیجا ہے جب اس نے حضرت خازن الرحمت رہ کو رقعہ دیا۔ تو اگر بیجا بھی تھا۔ تو اپنے تصرف سے بجا کردیا۔ اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہوکر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ نے فرمایا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اُٹھائی۔ کل لوگوں میں برسرِ عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ ابوالخیر علمائے سورسے تھے ؛

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں اس وقت کے اکثر علماء مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالے عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کے گفتگو شروع ہوئی۔ اور ایک علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونو بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونو بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھکر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونو صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے فرزندارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیونکر پیدا نہ ہوں ؛

حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ علم ظاہری میں بڑی اعلےٰ پایہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تعلیقات مشکوٰۃ۔ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور توضیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے شرح فرمائی ہیں۔ جن پر حنفی مذہب کا دارومدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے۔ جس میں بڑے بلند

حقائق اور ذات و صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے۔ جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے "حضرت سلامت ورشاہا با وجود مشغول بود روح را از بدن جدا او یا ظاہر شد کہ ایں مقام حیرت است"۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہو گا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو گا چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم دو نو بھائی میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا۔ اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب بائیں طرف ہوتا ہے۔ یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو دی۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خُلّت عنایت کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہو گا۔ وہ ان کی مہر سے داخل ہو گا اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ چنانچہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے فخر میں کہتے ہیں "الیوم نسبتی کنسبۃ المجدد"۔ جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کیلئے تشریف

لیگئے۔ توجہ کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک سے آواز آئی "العجل العجل انا الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کرکے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کیلئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے حتے کہ عرش کرسی۔ لوح وقلم یہانتک کہ الہٰی اسما وصفات وشیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپکے فرزند رشید شیخ عبدالاحد نے "لطائف مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمۃ پر مکشوف ہوئے ✣

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہ الہٰی میں عرض کی کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بیدین تھا۔ اُسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہ الہٰی میں پھر منت وسماجت کی۔ تو حکم الہٰی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے جرگہ میں داخل کر دو۔ میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر ضرور مسلمان ہوگا ✣

کرامت۔ مؤلف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اُسے کچھ کہے۔ لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا۔ وہ مخلص اُسے گتھ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا۔ اس نے مجبور ہو کر حضرت خازن الرحمت رض

کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے پنجے سے رہائی دی ۔

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضؓ کے ایک دولتمند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا دیکھ۔ اس نے آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لیکر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی ۔

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں اصحاب کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رضؓ کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سنکر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا ۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضؓ صبح سے شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپکے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت رضؓ نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو اس کی استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیا سے ہوتی ۔

ذکر و بیان وفات حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماجت سے حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدنظر رکھکر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری

شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا
جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے طرح طرح
کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کیلئے
مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا۔ کہ ایام وصال نزدیک ہیں
تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہاں آباد سے
چھتیس میل کے فاصلہ پر پنجالکھہ میں پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی
سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷۔ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ ہجری ہے
تجہیز و تکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے۔

شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک
کی پاسبانی کر رہا تھا۔ اور ہر گھڑی بہ سبب بیقراری آنجناب رضی کے روئے مبارک کو
دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں آپ
نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر اُدھر ہاتھ مارا۔ لیکن وہاں سوائے کفن
کے اور کچھ نہ تھا۔ مَیں نے آنجناب رض کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے
یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں
ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا
کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی رحلت کی خبر سُنی تو سخت
غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے
قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش
نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیے
لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے
ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت رض کو لحد میں رکھا گیا
تو آپ نے آنکھیں کھولکر حضرت عروۃ الوثقےٰ رض کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک
دو نو بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ
نے اشارہ کیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

آج کل اس قبر کی لحد بارش کے پانی کے سبب ننگی ہوگئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو دیکھا کہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک بدستور قائم ہے اور قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہوگیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تبرکاً صرف چند ایک ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینسٹھ سال تھا آپ کی بلاواسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النسا فخر النسا زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

شاہ عبداللہ شاہ سعید جی:۔ آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھیں۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کرلیا جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے ملکر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مرجائیگی۔ عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز بعد فوت ہوگئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے ایسا زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری

جاتی تھیں جن میں سے جانی یہ خواجہ محمد صادقؒ کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں۔ اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

شیخ احمدیؒ۔ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النساکی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدیؒ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

سراج الدینؒ۔ آپ شیخ احمدیؒ کے فرزند شیخ محمد زکی کے مرید ہیں نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النسا شیخ محمد پارسا کے بیٹے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدینؒ کا صرف ایک بیٹا تھا۔

شاہ لطف اللہؒ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کیلئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہؒ قیوم ثالث رحؒ۔ حضرت مروج الشریعت رحؒ اور مولوی فرخ شاہ رحؒ ہم سبق تھے مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد رہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشئے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک پر کیئے ہیں۔ اُن کے جواب میں کشف الغطا نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور
ذکر الہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہگیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ میں نے آپکے
جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے
ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے متقی اور اپنے آباواجداد کے طریقہ پر پورے طور پر
کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپکا شعار تھا۔ ۲ شوال
۱۱۸۱ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے
روضہ منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپکے مرقد
شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین
لڑکیاں +

علی رضا۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کے
مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے علی رضا بھی وہیں
تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا۔ کہ اس لڑکے میں
شورش عظیم اور ابتلائے فخیم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنحضرت رضے اللہ تعالیٰ عنہ
کے وصال کے بعد علی رضا بڑی مصیبت میں گرفتار رہا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے
دعوت سیفی سیکھی۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے
اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے۔ کرنے شروع کئے۔ سماع ونغمہ کی مجلس
منعقد کرنا۔ اور نماز تراویح میں ہر تراویح کے بعد مجلس بدعت وسماع ونغمہ قائم
کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں۔ عورتوں۔ اور گائیوں کے راگ و
ناچ سننا اور دیکھنا۔ اس کے باقی افعال واقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف
تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہوگیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھکر
سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن وہ یہ بات معلوم کرکے بھاگ گیا۔
بلکہ ہندوستان سے نکلکر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب وغریب علوم
سیکھے۔ اور سخت سخت ریاضت ومشقت اٹھائی۔ علم تکسیر۔ تسخیر۔ کیمیا۔ سیمیا
ریما وغیرہ حاصل کرکے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کرلیا +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں

اُس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی۔ کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہوگئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو۔ کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقراء نے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جن اس کی تابع تھی انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اُس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اُسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے کام حضرت سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہونگے +

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے۔ کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضے اللہ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتے کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ رضہ کے نور سے خالی نظر نہیں آتی۔ اس واسطے مجبور ہو کر حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب رضہ نے از راہ کرم اسکی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے اس نے سرہند آ کر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا حتے کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکلکر گجرات میں آبسا۔ اور وہیں مرگیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد اُسے کافر ہی سمجھتی ہے +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا

کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا
تو میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد
قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔
کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے فرمایا ہے
اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں و دعا
و توجہ کی التماس کیلئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ
پر کاربند رہا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنحضرت
کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجتے رہے ہے۔ خاصکر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ
چاہا۔ کہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے۔ لیکن بسبب
بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ۔ وجہ اللہ۔ محمدی۔ بڈ عالم وغیرہ
اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمتہ۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے خلف الرشد
ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا
چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔
اس کے علاوہ علوم غریبہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی۔ علم ریاضی۔ علم حکمت
ہیئت۔ ہندسہ۔ حساب۔ طبابت۔ رمل۔ نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے
آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں
آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علما آپ کو اپنے آپ سے افضل و برتر
سمجھتے۔ اور آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار
سے حاصل کر کے خلافت لی۔ اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر پورے پورے
کاربند تھے۔ آپکے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

محمد راشد علیہ الرحمتہ۔ آپ مولوی محمد ارشد رضؓ کے بڑے بیٹے موزون
قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ
بنجاتا۔ محمد مرشد رحمتہ اللہ علیہ آپ مولوی محمد ارشد رضؓ کے دوسرے فرزند ہیں۔

آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور احمدیہ طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشاد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک جیبہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلٰے درجہ کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہوگئی ؎

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع تقویٰ صلاحیت۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ؎

عطاء الٰہی۔ آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے ؎

محمد سعید۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہوگئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمت النساء جو حضرت شیخ یحیٰے کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری سیفیہ جن کی شادی شیخ محمد یحیےٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی ؎

شیخ سعدالدین سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمتؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ❖

شیخ محمد قطبؒ۔ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی ❖

محمد غوثؒ۔ آپ شیخ محمد قطبؒ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید۔ صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیمؒ اور جمال اللہؒ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطبؒ کی لڑکی حضرت قیوم ثانیؒ کے پوتے شیخ محمد سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النسأ جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہؒ اور رضیۃ الوقت ہوتیں۔ تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساے عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو العلیؒ سے منسوب تھیں۔ دوسری سید النسا جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں ❖

شیخ عبد الاحد مشہور بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالثؒ

آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے۔ کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچازاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی رکاب کو پکڑ کر پاپیادہ چلتے۔ اور بعض وقت آنحضرت کا اعصا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ۔ کمالات نبوت۔ اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب کو عنایت فرمایا۔ آپ کی بعض اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے۔ کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث عنہ سے استفادہ کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجالانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ حضرت قیوم ثالث عنہ کے مرید تھے +

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونو صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبدالاحد نے بہت کچھ باطنی استفادہ حضرت حجت اللہ سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم ۔۔۔ بلبل از بوئے تو جوشنہ خبر یافتہ ایم
سر بپا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم ۔۔۔ آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکند از شربت فریاد ہنوز ۔۔۔ یار شیرین و نہا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہ ہر نفس نہ بستیم برنگ وحدت ۔۔۔ نقشبندے ست کز و فیض نظر یافتہ ایم

میرے مصنف کی والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں +

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ہندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جارہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بابا۔ جب اس نے اس مجمع کا رخ کیا۔ کہ اُن سے جا کر نام پوچھے

تو شیخ صاحب نے اُسے واپس بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا نام بابا نہیں راما ہے۔ جب وہ اس مجمع میں گیا۔ اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام بابا ہے جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے راما کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔ شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً شواہد التجدید، لطائف مدینہ، اور جنود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑھ کر صالح۔ عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کاربند تھے آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار کئے جاتے تھے۔ جس سال کافر سرہند پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ آپ نے اُن کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہجہان آباد چلے آئے۔ اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۲۰ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں +

شیخ ابو حنیفہ رح۔ آپ شیخ عبد الاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بلی کے ڈربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا اور بلی اُسے کچھ نہ کہتی تھی۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد زکی رح۔ آپ شیخ ابو حنیفہ رح کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ رض کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک

اپنے دادا جان اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ آج کل ان نیکبختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکیؒ جیسا اور کوئی نہیں۔ اعتبار سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپکے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپکے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپکا صرف ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکھ۔ بھیکھ ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکیؒ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اُسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کے مناسب تھی۔ آپ حضرت مروج الشریعتؒ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپکے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد۔ اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں ❊

محمد میرؒ۔ آپ شیخ ابو حنیفؒ کے دوسرے فرزند ہیں دنیا سے لاولد گئے شیخ ابو حنیفؒ کی دختر ستارہ خانم ہے۔ جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں ❊

شیخ محمد تقیؒ۔ آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت حجت اللہؓ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے شیخ محمد تقیؒ کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی۔ آپ طریقہ احمدیہ نیز شریعت وطریقت کے بڑے پابند ہیں۔ شعر بھی اچھا کہتے ہیں۔ ایک دن شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ جو سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا جب اس نے شیخ صاحبؒ کو دیکھا تو لجھا گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقیؒ نے فی البدیہہ کہدیا ؎

ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفان را ۔۔۔ کجا آلودہ سازد آب زر دامان قرآن را

بادشاہ سنکر بہت خوش ہؤا۔ اور کہنے لگا خلف رشید ایسا ہی ہونا چاہیئے آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ محمد اظہرؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے آپ کو اپنا امیر بنایا۔ محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔ محمد ظہور اللہؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگمؒ حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمدؒ کی منسوبہ ہیں۔ اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعتؒ کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگمؒ کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوبؒ کے پوتے میر الٰہیؒ سے ہؤا۔

شیخ محمد جوادؒ۔ آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

محمد انوارؒ۔ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے آپ کے تین بیٹے تھے۔ یعنی نور الابصارؒ۔ نور الاخیارؒ۔ اور غلام احمدؒ۔

شیخ نور الحقؒ۔ آپ شیخ عبدالاحدؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا تھا۔ کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلےٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

ضیاء الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے۔ جو نہایت صالح مرد ہے۔

عزیز الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح۔ متقی۔ اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

سعید الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے تیسرے اور لاولد فرزند ہیں۔

ثناء الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے چوتھے اور لاولد فرزند ہیں۔

جمیل الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں۔ عطاء الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں +

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ نور الاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبد الاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی شیخ محمد یعقوب کے بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے +

شیخ محمد عابدؒ۔ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا +

سید جیونؒ۔ آپ شیخ عبد الاحدؒ کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپ کے مرید بکثرت ہیں +

حاجی محمد امینؒ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں +

شاہ گلشن۔ آپ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اکثر شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلےٰ تھے +

شیخ مرادؒ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ بیشمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے +

شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنحضرت ہی کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہگیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے آپ کے حق میں بہت بہت خوشخبریاں دیں +

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نومسلم بوڑھا کھڑا کہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں

اب میں مسلمان ہوگیا ہوں - نیز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں - شیخ صاحب علم - حلم - ورع اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ تھے شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے - حتےٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے دیوار قبر کے اندر باہر واقع ہیں ✤

میرے مصنفؒ، والد بزرگوار فرماتے تھے - کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں بزرگی میں اُن سے چوتھے درجہ پر یہی قبر ہے - آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے ✤

محمد نور القدسؒ - آپ شیخ خلیل اللہؒ کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے - اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے ✤

مجھے مصنفؒ سے کہا کرتے تھے - کہ مجھے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے - آپ نہایت صالح اور متقی تھے - اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے - چھ بیٹے حسب ذیل ہیں - جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہؒ کے مرید تھے - نور العلیٰ - شاہ میر - شیخ میر - میر مجتبیٰ - غلام مصطفیٰ اور میر مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ✤

محمد مراد اللہؒ - آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ نہایت قابل اور صالح تھے آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ✤

ید اللہؒ - آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح ہیں آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے - محمد محبوبؒ - ید اللہؒ کے بیٹے ہیں - آپ کے دو بیٹے ہیں - لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمدؒ سے منسوب ہے دوسری ضیاء محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلیٰ کی منسوبہ ہے تیسری فیض النساء شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے - شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں ان میں سے ایک اخون شاہ مراد ہے - جو پٹھانوں کا شیخ ہے ✤

شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ

کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

شیخ محمد عصمت اللہؒ۔ آپ شیخ محمد یعقوبؒ کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت او رطریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

شاہ صنعتؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

سلطان مشائخؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہؒ کے دوسرے فرزند ہیں شیخ عبدالاحدؒ کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

شاہ ولی اللہ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیز گار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے۔

میر الٰہیؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیز گار تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوبؒ کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد سالمؒ کی منسوبہ ہیں۔

شیخ محمد تقی سعیدیؒ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی۔ چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ

نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہزوری کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک دو شاخوں والا درخت تھا۔ جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹی تھیں۔ آپ نے دونوں شاخوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت کہانیاں ہیں۔ آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں +

میر نجیب اللہ۔ آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید ہوئے۔ اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

سلام اللہ۔ آپ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی +

محمد حسن اللہ۔ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنٰے بنا لیا تھا۔ جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لیکر اب تک آپ سے سوائے پرہیزگاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے +

عرفان اللہ و ثناء اللہ۔ آپ محمد حسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالے اُن کی عمر دراز کرے +

میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوبہ ہے دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضے اللہ تعالے عنہ کے پوتے محمد مبہج اللہ کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی فدوبہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور بہ شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے +

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے ایام زیست میں پیدا ہوئی۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ اُن کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

شیخ بدیع الدین - آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر
فرخندہ اختر صالحہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے
مرید ہوئے - اور سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ سے اور نیز قیوم ثالث رضی اللہ عنہ
سے حاصل کیا حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی
کی خدمت پر مامور رہے - آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے آپکے
دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ۔

شیخ کلیم اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت شیخ مروج الشریعت
رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے - بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا
آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے - آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی ۔

محمد یونس شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں - نہایت صالح اور متقی تھے - آپ کے
دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں - جو دونوں کے دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں
اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں ۔

علیم اللہ المشہور بہ بڈھا - بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں -
یہ لفظ دعائیہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ بڑی عمر کرے - آپ کلیم اللہ کے دوسرے
فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے - شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے
دو ہتے محمد امام کی منسوبہ تھی ۔

شہاب الدین آپ شیخ بدیع الدین رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں - بہت ہی
صالح اور متقی تھے - ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا حضرت مروج الشریعت
کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے - لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی
شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے
بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں - دوسری فخر النسا شیخ بہاؤ الدین معروف
شیخ کالا سے منسوب تھیں - تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ
کے بھتیجے شیخ عبد القادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی - حضرت خازن الرحمۃ
کی دوسری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں - اور
تیسری بیٹی شرف النسا جو مریم زمان تھیں - اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات

قیوم ثانی وثالث کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النسا زینب تھیں۔ جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں۔ تو فخر النسا کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی۔ جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں +

امیر خسرو۔ سید آگاہ۔ دونو سید اہل اللہ کے فرزند ہیں وہ دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں ایک اسداللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمۃ کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے آخیر ال احوال معہ آپ کے خلفاء فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائینگے +

خواجہ محمد فرخ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں۔ کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں دنیا سے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔ مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کیلئے آتے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے +

خواجہ محمد عیسےٰ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہئے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں ✣

چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے۔ اُن کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہو گا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت اُن کے پیش آیندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے مسجد میں دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے ✣

خواجہ محمد اشرف۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے ✣

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۲۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ن اسْمُهٗ يَحْيٰى" ہم تجھے ایک یحییٰ نام لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس اشارہ کے موجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال کے پوتے شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے التماس کی کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جاتا تھا چنانچہ اس کا مفصل حال پہلے شیخ محمدؒ کے احوال میں لکھا گیا ہے ✣

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے ۔

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لیجائینگے۔ تو عرض کیا۔ کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کیا ضرورت ہے عرض کیا۔ کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے بڑھ جائینگے آنجنابؓ نے بہت شاباش دیکر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحیےٰ کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں ایک تو اسکی عمر چھوٹی ہے۔ دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں۔ آنحضرتؓ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا ۔

میرے (مصنفؒ) جد بزرگوار نے کتاب موطیٰ (جو حدیث میں ہے) کی سند آپ سے کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبد الحق دہلویؒ سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نہایت اعلےٰ پائے کی ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے دو مرتبہ حج کیلئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے مرصع سرپیچ مرحمت کرایا ۔

اورنگزیب بادشاہ نے آپکو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے املاک ملّنۃ و املاک لیحیےٰ آپنے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے

تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبیداللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد انہی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۶ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے آپ کے مرقد پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے ✦

شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو۔ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنے ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے متعلق کر دئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل وجان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں۔ اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت وطریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آ گئی۔ تو آپ نے شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس بڑھاپے میں اب سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں ؛ اور مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں جب آپ شاہ جہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس بڑھاپے میں صرف جناب کی زیارت کیلئے آیا ہوں حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کا بہت

کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپکا وصال ہوگیا آپ نے ۱۱۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپکے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں +

حسن علی معروف بہ شاہ چراغ۔ آپ شیخ ضیاء الدین کے بڑے بیٹے ہیں بہت متقی صالح اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپکا کلیہ تھا۔ کہ ہر روز بلاناغہ خواہ کیسے ہی مواقعات کیوں نہ ہوتے بعصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے آپکے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

غلام یحییٰ المشتہر بہ محمدی۔ آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں آپ نے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کرکے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپکے جد بزرگوار کی خانقاہ آپسے منور ہے۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چھٹے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائینگے۔ مواہب احمدیہ نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپکا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

غلام نقشبند۔ آپ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ رضہ کے دوہتے نور احمد سے منسوب ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

محمد باقر مشہور بہ حاجی۔ آپ حسن علی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں نہایت قابل جوان ہے۔ آپکا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے +

سعادت اللہ۔ آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں سے ایک شیخ عبدالاحد کے محمد انوار سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے +

شاہ احمدؒ۔ آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں آپکی صرف دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے گمانی بیگم محمد باقر ولد کورے سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نورالاسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسفؒ کی بیٹیوں میں سے نجم النسا شیخ خلیل اللہؒ کے بیٹے محمد امداد اللہؒ سے منسوب ہے اور مہرالنسا خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری جیبہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النسا کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے +

شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپنے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ کے باطنی احوال بہت عمدہ پایہ کے تھے۔ ظاہری علم بھی آپنے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قبر میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

شیخ نورالاحدؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں آپنے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نورالاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ آپکے دو بیٹے ہیں +

محمد برہان اللہؒ۔ آپ نورالاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں ہی جوان صالح حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکیؒ کے مرید ہیں +

محمد محفوظ ؒ۔ آپ شیخ نورالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی، دوسری محمد راشد سے تیسری محمد برہان اللہ سے ✣

محمد روشن ضمیر ؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آپکے دو لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں۔ دونو بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک محمد ابو بکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوہتے عبدالخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازع چلا آتا ہے ✣

ایک روز میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمد ئی کو کہا کہ تمہارے بھائیوں کو سعیدیہ لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اُن کے بدلے ان سے لئے ہیں یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے دوہتے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں محمد انوار کے لڑکے بھی اُن میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اُس نے کہا کہ ہم نے جو اُن سے لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت فاسق ہیں ✣

محمد درویش ؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں حضرت حجت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے آپکے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی ✣

کمال الدین ؒ۔ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں جوان صالح اور متقی ہیں شیخ ضیاء الدین یوسف کے مرید ہیں۔ آپکے دو چھوٹے لڑکے ہیں ✣

وجیہ الدینؒ۔ آپ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپکے حالات انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا میں لکھے جائینگے۔ آپکا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے۔ اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے +

شاہ گدائےؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہ رضی کے مرید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپکا صرف ایک لڑکا ہے +

سعید احمدؒ۔ آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔ جوان صالح قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں۔ اپنے باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپکا صرف ایک لڑکا ہے +

شریف احمدؒ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں +

ضیاء احمدؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپکا شیوہ مرضیہ ہے۔ آپکے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ۔ دونو ضیاء احمد کے بیٹے ہیں۔ دونو ہی صالح اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

رضی الدینؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے۔ اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپکا صرف ایک بیٹا ہے +

غلام شرفؒ۔ آپ رضی الدینؒ کے جوان اور توانا بیٹے ہیں شیخ فقیر اللہ کی

لڑکیوں میں سے ایک خاتمی محمد یونس سے دوسری جانی محمد معظم کے چچازاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے +

محمد امامؒ - آپ حضرت شاہ جیوؒ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ دنیا سے لاولد گئے شاہ جیوؒ کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ جھی - شیخ عابد کی منسوبہ ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں - ایک رقیہ جو حالت شیر خوارگی میں فوت ہو گئیں - دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے چل بسیں - تیسری خدیجہ زمان - واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں - آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا - آنحضرتؒ نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبدالقادر کی منسوبہ تھیں - حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں +

غلام محمدؒ - آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نواسے ہیں - نہایت صالح اور متقی آدمی تھے - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی کی خدمت سے حاصل کیا - آپ کا صرف ایک بیٹا تھا - جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا +

شیخ عبداللطیفؒ - آپ حضرت خدیجہ دختر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی سے حاصل کیا - بعد ازاں حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت سے بھی استفادہ کیا - شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے - علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا - ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں +

محمد موسےؒ - آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے - آپکا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی +

سراج الدینؒ - آپ محمد موسےٰ کے فرزند ہیں آپ دنیا سے لاولد گئے - لڑکی سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی +

شیخ عبدالحق آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں - باطنی سلوک حضرت قیوم رابع رضی

کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور رفد احمد دونو نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اُن کے حالات انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں مفصل لکھے جائینگے۔ رفیع الدین کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعزالنسا شیخ عبدالحی سے منسوب ہے۔ زین الدینؒ۔ آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

حاجی فضل اللہؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نورچشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی رضؓ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع رضؓ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند۔ عمل پرہیزگار اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حسام الدینؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے لڑکے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدینؒ۔ جلالؒ اور وجیہ الدینؒ۔ تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نورالحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

میر صفر احمدؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہؒ کے مرید اور شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں مقامات معصومی نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ آپکے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

محمد معشوقؒ۔ آپ میر صفر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔

آپ کی صرف ایک لڑکی ہے ؛

نیاز احمدؒ ۔ آپ میر صفدر احمدؒ کے دوسرے لڑکے ہیں ۔ نہایت ہی صالح اور متقی ہیں ۔ آپ اپنے نانا حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں ۔ اور قابلتیں بھی آپ میں اچھی ہیں ۔ مثلاً تاریخ دانی ۔ شعر فہمی وغیرہ ۔ آپ ہر لعزیز ہیں ۔ جو شخص آپ سے ملتا ہے آپ کا شیفتہ ہو جاتا ہے ۔ آپ کا ایک بیٹا ہے ۔ اور دو بیٹیاں ؛

فدائی معصوم ۔ آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں ۔ لیکن کم سن ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے ۔ نیاز احمد کی دونو لڑکیاں روشن بیگم ۔ فہیم النسا چھوٹی ہیں ؛

میر صفدر احمد کی تین لڑکیاں ہیں ۔ معزالنسا ۔ عزیز النسا اور ہدایت النساء ۔

حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرفؒ کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے ۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدینؒ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے ۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں ۔ پہلی خاتم جیو حضرت صبغۃ اللہ کی منسوبہ تھیں ۔ دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوبہ تھیں ۔ تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے ۔ اور اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں ۔ محمد صادق سے منسوب تھیں ۔ اُن کی صرف ایک لڑکی تھی ۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی ۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی ؛

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا ۔ جو نہایت صالح مرد تھا ۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالہادی تھا ۔ جو عالم جید تھا ۔ عبدالہادی کے تین بیٹے تھے ؛

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے ؛ میں (مصنفؒ) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے ۔ فی الواقع آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی ۔ یہاں پر آنحضرت کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی وجہ ہے ۔ کہ اور لوگ بھی اپنے فخر کے لئے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں داخل ہوتے ہیں ۔ چونکہ کسی نے آنحضرت کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے ۔ اس لئے معلوم

نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مفصل حالات بیان کر دیئے ہیں تا کہ اور کوئی غیر شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنحضرت کو حق تعالےٰ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے۔ لیکن آنجناب کی اولاد میں علم فضل۔ بزرگی۔ شریعت و طریقت کی پابندی۔ ولایتی قوت۔ معرفت۔ احدیت میں ثابت قدمی حقیقت میں استقلال۔ ارشاد مستحب و غیرہ کما حقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہے۔ اور انشاء قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ چنانچہ اس بارے میں خود آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کیلئے التماس کرو۔ اور جو اُن میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کرو۔ جو اُن میں سے زندہ ہیں اُن کی خدمت کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونو جہان کی نیک بختی سمجھو۔ تا کہ اللہ تعالےٰ تمہارے دینی اور دنیاوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کرے۔ آنحضرت کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

ذکر در بیان احوال بعضے از خلفاء عظام و مریدان کرام حضرت خزینۃ الرحمۃ

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات کا ایک شمہ بھی لکھنا چاہے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفا کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آنجناب رضی کے تمام خلفا جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی۔ پانچ ہزار ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی بعض نے زیادہ۔ خلفا مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں۔ جو آنحضرت رضی کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میر محمد نعمان بدخشی رح۔ آپ فرزندوں کے بعد آنحضرت رضی کے پہلے خلیفہ ہیں آپ میر سید شمس الدین کے باپ ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشان ہے۔ آپ نے بزرگ

کے نام سے مشہور تھے۔ اور بدخشان کے بڑے مشہور مشائخ سے تھے۔ ۹۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب رضؓ نے اپنے خلفا کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان میں ایک یہ میر صاحب بھی تھے۔ میر صاحبؒ کو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ حضرت خواجہ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہے جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھا۔ آپ تجدید کے ساتویں سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال آنحضرتؓ بیمار ہوئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادقؒ اور میر محمد نعمانؒ کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجنابؓ نے میر صاحب کو خلافت دیکر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے کو وہاں چنداں رواج نہ ہوا۔ کیونکہ وہاں شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسے جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحبؒ سے حد سے زیادہ ارشاد ہوا۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحبؒ کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے۔ کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ آنحضرت نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ "آں عارف باللہ السید الکامل" حتےٰ کہ ایک دفعہ یہ مکتوب لکھا۔ کہ آج صبح خواہی نخواہی تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب

کوئی اور کسر نہیں رہی۔ حسب دلخواہ کمال حاصل ہؤا ہے ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لے سکیگا۔ دیر تک اُس کی مثالی صورت آنکھوں کے سامنے رہی۔ حتیٰ کہ پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب بیباق ہو گیا وعدہ ایفا ہؤا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہو گی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائینگے"۔ اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی +

خواجہ ہاشم کشمی فرماتے ہیں۔ کہ کسی ایک شخص نے میر صاحبؒ کی دعوت کی۔ آپ نے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد غوغا مچ گیا۔ کہ ذبح کرتے ہی برہ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ برہ حلال کی کمائی نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہؤا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم تھا رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا +

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے گاجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گذری آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی۔ آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے سرہند روانہ ہوئے چھ مہینے آنحضرتؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ برات غایب ہو گئی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور ہے۔ اٹھکر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی +

تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہؤا تھا بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے

پاس لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بیماری اپنے پر لی۔ چنانچہ اُس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے۔ آخر آپ نے اسی بیماری کو ایک دیوار پر ڈالا۔ جو اسی وقت گر گئی ؎

ایک روز جناب میر صاحبؒ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالےٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبولِ خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالےٰ کا مردود ہے ؎

ایک روز میر صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک بلند جگہ سے گرا۔ گرتا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکریہ میں میں نے حلوا بنایا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ جو شخص یہ حلوا کھائیگا۔ بہشت میں جائیگا ؎

آپ کا مزار اکبرآباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے شیخ ابو العلیؒ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا میر ابو العلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بدعتی امور زیادہ تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کے مخالف تھی اسواسطے حضرات سرہند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابو العلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالفویؒ دوسرے سید جلالؒ ؎

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانیؓ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے وسیلے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کیلئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی۔ کہ شیخ آدم بنوریؒ سے ملاقات ہوئی شیخ صاحب کی عادت

تھی۔ کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم معارف۔ بیان کرتے۔ خواجہ محمد حنیفؒ سے بھی اپنے علوم معارف کا ذکر کیا۔ پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جاتا ہوں۔ میر محمد نعمانؒ سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونو ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحبؒ نے خواجہ صاحبؒ سے پوچھا کہ پہلی منزل آپنے کہاں کی؟ کہا بنور میں پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا ہاں۔ پوچھا باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے اظہار سے شیخ صاحبؒ نے منع کیا تھا۔ میر صاحبؒ نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحبؒ نے حرف بحرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہی اُس کے معارف ہیں جن پر اُسے اتنا ناز ہے۔ اُسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانیؓ کے حضور میں کیونکر تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کرتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحبؒ نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحبؒ بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بیخود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے بیل ٹٹو وغیرہ سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے۔ کسی کو اپنے آپ کی سُدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں افاقہ ہوا۔ تو میر صاحبؒ نے وہ ذکر چھوڑا اور تذکرہ شروع کیا۔

خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ کشم بدخشان کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ آنحضرت کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات سفر و حضر میں آنجنابؓ کی خدمت میں رہتے اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ

تک پہنچایا۔ اجمیر میں جس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سر حلقہ بنایا۔ بعد از دو یار ثالث ہو ز داغ سیاہی دارد۔ میں یار ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مصنف کتاب کا قول ہے۔ کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ وہ خواجہ ہاشم ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں۔ لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول ؓ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ ؓ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہونگے۔ اور جز سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہونگے۔ اور قوسین سے او ادنےٰ تک پہنچ گئے ہونگے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہو گا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی ہاتھ مارا ہو گا۔ بلکہ المرء مع من احب، "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس سے محبت کرتا ہے" کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہونگے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہونگے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر ہمہ تن اثبات کو دیکھتے ہونگے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہونگے۔ اور وہاں قرار کیا ہو گا۔ اور خلیل سے نجیب کا رخ

کیا ہو گا۔ یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمیؑ سے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی۔

میرے مصنفؒ الدبزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس وقت وہ کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیا سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجائیں۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ معہ زمین مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتےٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحبؒ نے اسے ساکن کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیا کی کرامت کی نقل کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے آپ کا مزار برہان پور میں ہے۔

شیخ ظاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے پابند تھے۔ اس واسطے آپ پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اتباع سنت میں تمام اولیا کے سردار تھے۔ اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے ذل و انکسار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضؓ نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی خرچ ہو چکا ہے شیخ صاحبؒ آنحضرت رضؓ سے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ

آنحضرت نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا! اور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی ❖

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت نے صبح کے حلقہ سے اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے یاروں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام اصحاب ڈر گئے وہ شخص شیخ طاہر تھے۔ چنانچہ بدبختی کے آثار شیخ صاحب پر نمودار ہوئے۔ اور زنار اور تلک اختیار کیا۔ آنجناب اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لائے۔ پھر وہ اسی میں مشغول ہو گئے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ اٹل قضا ہے۔ اس واسطے آنجناب نے بارگاہ الٰہی میں خشوع وخضوع سے التجا کی۔ کہ پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت کر۔ جناب باری نے عنایت فرمایا تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ صاحب کا نام اشقیا میں درج ہے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ قصہ تواریخ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں درج ہے۔ اور ان شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات لکھے ہیں۔ شیخ صاحب کے اجازت نامہ میں بھی یہ قصہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ صاحب نے ان مصیبتوں کے بعد سلوک ختم کر کے خلافت حاصل کی کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت کی قطبیت بھی انہیں مرحمت فرمائی۔ آپ ہر سال درویشوں سمیت پا پیادہ حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلقی اور باخدا ہونے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے آشنائی نہ کرتے۔ چنانچہ والئے لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بہتیری چارہ جوئی کی لیکن آپ نے نہ مانا ❖

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب جو شیخ آدم نے تصنیف کئے ہیں۔ ان میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے! اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت

حاصل کی۔ شیخ طاہر کا مزار لاہور میں ہے ٭

شیخ بدیع الدین شہبازپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے۔ ایک روز آنحضرت رضؓ نے معلوم کیا۔ تو آپ سے وجہ پوچھی عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلوت میں لیجا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بیخود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا تو آپ نے آنحضرت کی خانقاہ میں رہکر آنحضرت سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی آنحضرت رضؓ نے آپ کو بادشاہ ہند کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحب کے سر پر بیتی۔ اور شیخ صاحب کی حرکات کے سبب آنحضرت سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہوئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ڈیڑھ صد مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی۔

کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی۔ اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا "انت سراج اللہ" تو اللہ تعالیٰ کا چراغ ہے ٭

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو ناقول ہیں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے آپ کا مزار سہارنپور میں ہے ٭

شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بڑے خلفاء میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے +

ایک دفعہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھلی میں سبق پڑھا رہے تھے کہ شیخ نور محمدؒ اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا۔ کہ جس طرح ہمیں معلوم نہیں اس طرح آنجناب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونو کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بہتیری سفارش کی۔ لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدینؒ نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ اُن کے نفس ابھی مُوئے نہیں۔ یہ دونو ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدینؒ نے پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کریں۔ اس سے اُن کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہے گی۔ اور آنحضرت کی خدمت بھی ہو جائیگی۔ آنحضرت اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونو جوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہائے دراز کا پڑا ہؤا کوڑ کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر اُن کے حال پر مہربانی کی +

چنانچہ شیخ نور محمدؒ کو خلافت دیکر ہندوستان کے مشہور شہر پٹنہ میں بھیج دیا لیکن شیخ صاحب وہاں پہنچکر جنگلوں، غاروں اور ویرانوں میں رہتے۔ لوگوں سے دور بھاگتے۔ جب آپ کی یہ کیفیت آنحضرتؓ نے سُنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم انکی طرف لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنحضرتؓ کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف گھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا اختیار کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ نور محمد بڑے اولیا میں سے ہے +

شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے اعظم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال درج ہو چکا ہے۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پیشتر وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیا کے منکر تھے۔ جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ آنحضرت رضؓ نے پہلے شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے دیکھکر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔

ملا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو اُن کا مرید ہو گیا۔ مَیں نے شیخ حمید کا قصہ سُنا دیا۔

حضرت قیوم اول رضؓ نے شیخ حمید کو انہیں کے وطن کی خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ رخصت ہونے وقت شیخ صاحبؒ نے عرض کیا۔ کہ مجھے آنحضرت رضؓ پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحبؒ نے اس پاپوش کو سرہند کی طرف نہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگالہ کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس کفش مبارک کو دھو کر وہ پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور سے رائج ہے آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلفا سے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمتگاری کی۔ اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور کو اس بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے

ہیں۔ شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسل گیا تو غار میں گر کر راہی ملک بقا ہوئے۔ کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص اُن کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا آنحضرت کو آکر خبر دی۔ آنجناب رض نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔ شیخ صاحب ورع اور تقوے سے موصوف تھے۔

شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب آنحضرت رض علوم و معارف بیان فرماتے۔ تو آپ اس طرح آمنا۔ اور نعم کہکر سر ہلاتے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنحضرت رض نے آپ کو خلافت دیکر جونپور میں بھیجا لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی اختیار کی۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہتے تھے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں اس بارے میں لکھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا عجب سادہ لوح ہے۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں آنحضرت رض نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے۔

مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ آنحضرت

کے ساتھ سرہند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے سفارش کی تھی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ آنحضرت علیؑ نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنحضرت نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی۔ اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے۔ سر قدموں پر رکھا۔ اور راہیئے ملک بقا ہوئے۔

مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک ختم کرایا گیا۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنحضرت نے آپ کی تعریف لکھی ہے۔ کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے اس ولایت کی قطبیت بھی آنحضرت رضی نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ھ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا۔

مولانا حسن برکی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا احمدؒ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہونگے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت رضی نے انہیں خلافت دیکر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے میں پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقرا کے پیچھے مارا مارا پھرتا

تھا۔ میں نے سرہند کی جامع مسجد میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو دیکھکر بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہو گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات آنحضرت رضؓ کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا۔ پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن اور رات کے مختلف ورد و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے آنحضرت رضؓ کے حوالے کیا۔ آنحضرت نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ سنہ ۱۰۳۰ھ کو حج کیلئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی میں سے ہیں ؎

نہ تنہائی چنیں منزل دلم چیست	ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من در سگی معذور باشم	بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط کردم کہ سگ داند ازیں راز	کہ خود را کردہ ام نسبت بوے باز
زننگ ایں سخن فغاں برآرد	کہ بدعہدے زما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند	بسے از ناشناسائے براسند
نہ خود را مے شناسد نے خدارا	چرا بدنام سازد خیل مارا
دریں مدت کہ عمر من بسر شد	نہ از دیں نہ از کفرم خبر شد
ندانم ہر چہ مدت زیستم من	نہ سگ نے آدمی پس کیستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شادمان اصفاہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شرائط پورا کرکے خلافت پائی۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو تلنبہ بھیجا۔ جہاں پر آپ کو

قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ آنحضرتؓ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبدالحیؒ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے پہلے مکتوب میں لکھا ہے۔ کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو۔ آنحضرت نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا ہے۔ اس میں شیخ عبدالحی کے حالات یوں تحریر فرمائے ہیں۔ کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے۔ اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کیلئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ نو وارد ہی اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ اور سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔ مکتوبات کی بابت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اولؓ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانیؓ کے حکم سے جمع کی۔

شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلےٰ درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر ہیں۔ خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ طالقان بدخشان کے علاقے میں

ایک شہر ہے مولانا آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ختم کیا اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کیلئے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہووج میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرّف ہوئے۔ جو عرفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے لایا جاتا ہے۔ بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھکر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنوں ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے ؎

گر ایں لیلےٰ از خیمہ بیروں شود بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں بود

مولانا یار محمد جدید طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رض کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنحضرت رض کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے +

شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رض کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں +

مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرت رض کے معتبر یاروں میں سے ہیں آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے آنحضرت رض

کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی۔

شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

سید محب اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمانؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجا دیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پھر آپ کو الہ آباد بھیجدیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے۔

حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقبول ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی آپ دن رات گریہ زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اُن میں سے ایک شیخ آدم بنوریؒ بھی ہیں۔ یہ ابتدا میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ سرہند کے باہر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے

ہمارے یاروں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں ✣

شیخ احمد دینیؒ۔ آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحبؒ کے ساتھ رہے۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے ✣

شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسن ابدال لاہور اور کابل کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرتؓ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس طریقہ کو بہت کچھ رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا طریقہ اب تک شائع ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ پر از بس مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب آنحضرتؓ نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدینؒ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا شیخ صاحبؒ کا مرید ہوا۔ اس واسطے اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحبؒ نے پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحبؒ نے اِس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھی۔ آنحضرتؓ نے تصدیق واقعات میں ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا ✣

مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے حوالے کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم سے پوچھا۔ کہ بہشت میں نماز ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں۔ یہ سنکر آپ نے ٹھنڈا سانس لیا۔ اور رو دئے۔ کہ وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر ہوگی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کرکے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو بخارا بھیجدیا۔ آپ وہاں جاکر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپکو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا۔ کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ عبدالاحد ہمارا مہمان ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبدالاحد کو اپنے گھر لیگئے اور مرید بن گئے۔

مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں حج کیلئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کیلئے بہت منت وساجت کرتے لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہن سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بعد ازاں حضرات انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کیلئے شام گئے۔ اور وہیں آپکا وصال ہوگیا۔

مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے۔

شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار نیستی تھے۔

شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

شیخ محمد چتری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی آنحضرتؓ کی خدمت میں

رہکر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو آنحضرت رضؓ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے ✤

شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے۔ جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی مندرج ہے ✤

صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے ✤

مولنا صادق کابلی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کامل خلفا سے تھے مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے ✤ مولنا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آنحضرتؓ کی خدمت خاص آپ کے سپرد تھی۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا آنحضرتؓ آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی ✤

مولنا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ✤

صوفی فرمان جدید۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے ✤

سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا ہوئی ✤

مولنا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم خلفا سے ہیں آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے ✤

مولنا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ۔ آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے پھر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔ اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت

پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے +

مولنا حمید احمدی علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +

حاجی حسین ؒ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ وکرامات باہرہ تھے +

شیخ عبدالرحیم پھرکی ؒ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ صاحب انکسارہ نیستی اور قوی جذبہ تھے +

خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنحضرت رض نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی مقام تک حاصل کیا +

مولنا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی مخصوص یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا +

مولنا عبدالغفور سمرقندی۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنحضرت رض سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا +

حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ۔ آپ بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی معتبر یاروں سے ہیں۔ آنحضرت رض نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی +

خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ ؒ و خواجہ خورد عبیداللہ ؒ۔ دونو صاحب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزندارجمند ہیں حضرت خواجہ صاحب ؒ ان دونو مخدومزادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ کرو۔ آنحضرت رض نے ان دونو عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی وقت اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا جضرت خواجہ صاحب ؒ کے وصال کے بعد جب دونو عزیز بالغ ہوئے۔ تو سرہند میں آنحضرت رض

کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے ۔ کہ آنحضرت ؓ نے کہلا بھیجا ۔ کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو ۔ تو آؤ ۔ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو ۔ تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجالاؤں ۔ دونو نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا ۔ اور سلوک ختم کر کے خلافت عنایت فرمائی ۔ خواجہ خورد پیر پر آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا ۔

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے تھے ۔ کہ وہ محمدی المشرب ہے ۔ محبوب ہے ۔ خواجہ خورد نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا پہلی جلد کا دوسو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مسائل اجتہادیہ مندرج ہیں ۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے ۔ خواجہ خورد علیہ اللہ کے نام لکھا گیا تھا ۔ اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب ۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے ۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں اور متکلمین زائد کہتے ہیں ۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں ۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے ۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے ۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام آنحضرت ؓ نے مکتوبات اور فنا و بقا ، ولایت ، قرب ، معرفت حضرت احدیت کی بشارات لکھی ہیں ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے ۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے آنحضرت کے تمام خلفا کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے ۔ کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں ۔

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۔ بنور ، سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا میں سے

تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے
پھر انہیں کے وسیلے حضرت مجددالف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے
ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے
سید ہے لیکن اُن کا دادا پٹھان تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں
احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ حاصل کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا۔
وہ انہوں نے القا کر دیا۔

میرے مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار کو اکبر دربار میں لکھتے ہیں۔
حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبت ہمارے علیہ عطا
فرمائیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے سب تمہیں پلا دیا۔
اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحر زخار کے پاس لے چلتا ہوں
پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ
خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ
حاجی صاحب کی خدمت میں حالات عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے
عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی کی محفل قصوے و ذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی
صاحب کی اجازت سے قبلہ دستان حضرت مجدد الف ثانی کی عرش نشان آستان
پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ
یہ شروع شروع کے حالات ہیں ابھی دہلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شائد مجھے
مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا لیکن چونکہ میرا
اعتقاد اچھا تھا۔ اس واسطے میں آنحضرت کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد
مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات و واردات
میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت
کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور ہنور جانیکے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی

تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور شیخیت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت رضؓ نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم سے ضرور پوچھے گا۔ تم نے باوجود قدرتِ ہدایت اپنے آپ کو معاف رکھا ہے جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کیا۔

شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو کم نصیب ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ تو ہم مہجوروں کے سینے پر داغ حسرت چھوڑ گئے۔ غسل کے وقت آنحضرت سے خوارق عظیمہ کا ظہور ہوا۔ اکثر یاروں نے آنحضرت کے وصال کے بعد آنجناب کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنحضرت ؓ کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی کی حالت میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنحضرت سے فیض حاصل ہوتا تھا بجنسہٖ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغانؒ) نے آنحضرت کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ و چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔"

القصہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور مشاہدات سے مشرف ہوتے۔ اور آپ کے خلیفہ بنکر مسند ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت و رع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظر میں اعلیٰ ادنیٰ چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی ✦

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے۔ اور برابر بانٹا کرتے ✦

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے۔ اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا ہوگا ✦

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکالکر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھالو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھالیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے ✦

میرے (مصنف ؒ) جد امجدؒ "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچا ہے۔ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تنزیہات کے شروع تک

پہنچ چکا ہے لیکن شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔ چنانچہ شیخ صاحب کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ آنحضرت رضؓ کے فرزندوں سے بھی وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ولیعہد اور وصی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا چنانچہ یہ باتیں آنحضرت رضؓ نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرما دی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرات القدس، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضی اللہ عنہ اور ان کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور ان کے مصنف بھی آنحضرت رضؓ کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس، تو آنجناب رضؓ کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنحضرت رضؓ کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جا بجا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمّی آدمی ہوں۔ اور مخدومزادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کیلئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے

سلسلہ عالیہ پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنحضرتؐ کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں ؎

ترسم این قوم کہ بر دردکشان میخندند — بر سرِ کارِ خرابات کنند ایمان را

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ صریحًا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنحضرتؐ کا منکر ہونا ایمان کی مضرت ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں۔ تو اس کی وہی مثال ہے۔ کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے سید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہٖ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار دینی نقصان کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے کیونکہ تمام اصحاب کمالات نبوی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہو گئے۔ ہزار سال بعد پھر ان کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں چنانچہ ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے ؛

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاہوری مخلص نے شیخ صاحب کو لاہور میں
آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی
دعوت کو قبول کر کے پانچہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب
سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کیلئے شہر میں آئے۔
جب آنجناب کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ
کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے
لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں۔ آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں
اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اسوقت اپنے بڑے بھائی سے
کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سبکی ہو گی۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب
نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔
اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں
نیت کی ہے۔ اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب
نے اس بات کا خیال نہ کیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
شیخ صاحب سے ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا۔ کہ بادشاہ ہند
کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں دوسرے اس واسطے کہ انہوں
نے آنجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت
قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے۔ مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔
اور جو کمال میرے نصیب میں تھا۔ وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کی
التجا کیوں کروں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سن کر ناراض
تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ
عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب کے پاس بھیجکر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے
یہ باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں نے نہیں کہیں جنہوں نے یہ باتیں حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کی نصیب۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش
کئے شیخ صاحب نے آکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی اور عرض
کیا۔ کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور
اپنے پیر کا قائم مقام جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر خاموشی
اختیار کی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشف پہ
پورا بھروسا تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے
آنحضرت رضی اللہ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو اُسے پوچھنا نہیں چاہتے تھا۔
اور اگر پوچھا تھا۔ تو اس پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب لاہور پہنچے
تو بہت لوگ آپکے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان
شیخ صاحب کی زیارت کیلئے آتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور
گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل تھا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور میں ایسا شیخ آیا ہے
تو اُسے دیکھنا چاہا۔ اس مطلب کیلئے پہلے ملک العلما مولوی عبدالحکیم اور اپنے
وزیر سعداللہ خاں کو بھیجا جب وہ شیخ صاحب کے پاس آئے۔ تو شیخ صاحب نے انہیں
خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے دیر بعد
جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی اُن کی چنداں پرواہ نہ کی۔ مولوی صاحب اور
وزیر دونوں جید عالم تھے جب علمی مباحثہ شروع ہوا تو شیخ صاحب اول تو ان کی باتوں
کو سنتے نہ تھے۔ اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے
شیخ صاحب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق
تھے۔ اور آنحضرت کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے شیخ صاحب نے اُن کا جواب
کسی اور وقت پر ٹال دیا۔ صرف آنحضرت کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔
بعد ازاں خود مولوی صاحب نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا۔ کہ شیخ صاحب!
جہاں سے آپکو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے
میں بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنی جنس سمجھ کر آیا تھا
ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعداللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔
دونو شیخ صاحب سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعداللہ خاں نے بادشاہ کو

کہا۔ کہ یہ جاہل ہے پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہیں فتنہ و فساد برپا کرے
لیکن مولوی صاحب نے اس بارے میں بادشاہ سے کچھ نہ کہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی وزیر نے چغلی کھائی۔ یہ باتیں سنکر بادشاہ کا
مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رض
کا مرید تھا۔ اس واسطے شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب
حج کو چلے جائیں۔ شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی سے حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج
کیلئے روانہ ہوئے۔ آپکے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیئے۔
شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا ہم پیر ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کرونگا۔ نیز اس
طریقہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ نے حضرت مجدد الف ثانی رض
کو تکلیف دی۔ تو اُس نے آنجناب کی رہائی کیلئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت
مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ ایک روز حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے
ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر
عرض کیا۔ کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا
لانے کے بعد معافی مانگی۔ کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد
ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرمادیں۔ پہلے
حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت
عروۃ الوثقیٰ رض نے بھی معاف فرمایا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب
دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عام حاصل ہوئی۔ جب آپ
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے
تو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور
فرمایا یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں ہو۔ نیز فرمایا
یَآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ اے آدم! معہ اپنی بیوی جنت میں
رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا۔ کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہوں۔ واقعی ایسا ہی ہوا

کہ شیخ صاحبؒ نے مدینہ میں وفات پائی۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحبؒ کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مزار عرب میں شیخ الہدٰی کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔ "یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لیجاتے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے۔ اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقٰے کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دو دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھیر کر فاتحہ پڑھتے شیخ صاحبؒ سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتٰے کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔ آپ بنود سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پاپیادہ آیا کرتے۔ تین کوس سے ننگے پاؤں چلکر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے۔ اور جنگل سے مٹی کے ڈھیلے لیکر انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کر کے اہل خانقاہ کے استنجے کیلئے لاتے۔

اب ہم شیخ آدم بنوریؒ کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ اگر خواجہ قطب الدینؒ اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس وقت ہوتے تو مشیخیت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے۔

میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں نہایت متشرع اور سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اُس کی مثال محال ہے۔ حتٰی کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو عرب میں جاکر تحقیق کیا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگزیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہؒ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہؤا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا +

سید محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار کی طرح سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پیرو اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج جہان میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہؤا۔ کہ آنحضرت کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہؤا۔ جب سید محمدؒ نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونیوالی ہے +

محمد صابر علیہ الرحمۃ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار کی قبر پر رہتے ہیں۔ اور اُن کے چچا سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ زینؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں۔ بعض آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپکا صرف ایک بیٹا گل محمد نام ظاہری علم میں اچھا ہے اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے +

عبد الحلیمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں +

ابو القاسمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے آپ نے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ سلطانؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے +

محمد عمرانؒ۔ آپ شیخ سلطانؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے +

شیخ الہدےؒ۔ آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیر آبادی کے مرید تھے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔

شیخ صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالےٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ یہ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اجازت دی ❖

محمد ریاضؒ۔ آپ شیخ الہداؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک باطنی شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل کیا۔ پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے ان کی زیارت کی ہے فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ کے خوب پابند ہیں ❖

حاجی عبداللہ کوہاٹیؒ۔ آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ کابل کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے حاجی بہادر شیخ آدمؒ کے معتبر یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حاجی یار محمد پائینیؒ۔ پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب شیخ آدمؒ کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے جنگل کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے ہیں ❖

دوست محمدؒ آپ حاجی یار محمد کے بھائی اور مرید ہیں واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں ❖

میر علی اکبرؒ۔ آپ دوست محمد کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں ❖

شیخ ماموںؒ۔ آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں ❖

اخون محبتؒ شیخ ماموں کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں ❖

شیخ سعدی لاہوریؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں احوال باطنی کے پکے ہیں ❖

شیخ یحییٰؒ۔ آپ شیخ سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و

کرامت تھے۔ استغراق اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

محمد عمرؒ۔ آپ شیخ یحییٰؒ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ حافظ سعد اللہ وزیر آبادیؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبویؐ کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

اخون احمدؒ۔ آپ حافظ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ اخون سعادتؒ۔ آپ اخون احمد کے خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے۔ تو آپ نے شیخ سلطان کے بیٹے محمد عمرؒ سے سلوک حاصل کیا۔

شیخ امید علیؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

شیخ نورؒ۔ آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

شیخ عربؒ۔ آپ شیخ نورؒ کے مخصوص مرید ہیں۔ شیخ عرب یار اخون عبد الحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول رہتے تھے۔

شیخ فتح محمدؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ شیخ میاں دادؒ۔ آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں صاحب استقامت و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

شیخ عبد الرسولؒ۔ آپ شیخ میاں داد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

غلام نقشبندؒ۔ آپ شیخ عبد الرسولؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔

محمد ظاہرؒ۔ آپ شیخ عبد الرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔

محمد طاہرؒ - آپ شیخ عبدالرسولؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے۔ چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیئے اور شرحیں لکھی چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے +

شیخ عثمان شاہجہان پوریؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ جب بہادر خاں نے شاہجہان پور بنانا چاہا۔ تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا۔ عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے۔ شیخ آدمؒ نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمانؒ نے شاہجہان پور میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنفؒ) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا +

شیخ حبیبؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

حافظ عبدالغفورؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں +

حافظ محمد مرادؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں +

اخون نعیم کاملؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں ورع و تقوے آپ کا شعار تھا۔ میر ویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا +

حاجی ولی خاںؒ - آپ اخون نعیمؒ کے خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی۔ تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ اخون صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خاںؒ کو اُس کے ساتھ کیا +

شیخ عبدالرحیم و شیخ محمد رضا۔ یہ دونوں شیخ آدم کے معتبر خلفا سے ہیں نہایت

مستقیم الاحوال تھے صاحب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اُن کی بہت تعریف کی ہے اب اُن کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ اُن کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اُنکی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پُرانی دلّی میں دوسرا شاہجہان آباد کے قریب پھلت نام قصبہ میں *

شیخ ولی اللہؒ۔ آپ شیخ عبدالرحیمؒ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ عموماً پھلت میں رہتے ہیں *

حاجی شریفؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع و تقوے میں مشہور تھے *

شیخ عبدالنبیؒ۔ آپ حاجی شریفؒ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے لاہور کا حاکم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں آپ کے یار بھی مستقیم الاحوال ہیں *

شیخ بایزیدؒ۔ آپ شیخ آدم کے مشہور خلفاء سے ہیں سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ رویہ تھا آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار تھا چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو کہا تو نے اپنے لڑکیوں کو کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں اُن کا نکاح نہیں کرتا۔ شائد تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اب میں ضرور ان کا نکاح کر دونگا حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد اُن کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیا مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا *

شیخ فیروز خواجہ کیؒ۔ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے *

خواجہ محمد امین کلیؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ - آنحضرتؒ کے خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف سے اصل غرض شیخ آدم کے حالات کا لکھنا تھا۔ ضمناً آنحضرت رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں اور خلفا کے بھی حالات لکھے ہیں ❖

حافظ محمد شفیعؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ محمد رحیمؒ جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے - فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحبؒ نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا۔ جب میں نے اُستاد کی خدمت میں جاکر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاص حالت طاری ہوئی۔ جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا لیکن میرے اُستاد جنہوں نے بزرگوں کی خدمت کی تھی۔ مجھ سے پوچھتے تھے۔ کہ تم پر کس بزرگ کی نظر عنایت ہے۔ جب سن تمیز کو پہنچا۔ اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی ❖

ذکر در بیان مشائخ و علما و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند

شاہ سکندر قادریؒ - آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال بھی سکتے ہیں لیکن شاہ کمالؒ کے پوتے شاہ سکندرؒ کے قلب پر بسبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جا سکتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندرؒ نے ہی آنحضرتؒ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ❖

شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ۔ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجددؒ الف ثانی کے ہمعصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال۔ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

شاہ عیسے برہانپوریؒ۔ آپ بھی حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا۔

شیخ نظام نارنولیؒ۔ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے۔

شیخ نظام تھانیسریؒ۔ آپ شیخ جلال تھانیسریؒ کے خلیفہ اور آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

شاہ قاسم سلیمانیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں خلقت کا رجوع آپ کی طرف بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

خواجہ خاوند محمودؒ لاہوریؒ۔ آپ ماوراء النہر کے بزرگ زادوں میں سے ہیں لیکن لاہور میں آ کر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمودؒ خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔

شاہ فتح اللہ سنبھلیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتیؒ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

سید میرک شاہ بلخیؒ۔ آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ جب آپ نے حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سُنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنحضرتؓ کی خدمت

میں عرضی لکھی۔ جس میں آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی۔

میر مومن بلخیؒ۔ آپ خراسان کے مشائخ اکابر سے تھے۔ آنحضرت رضہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔

مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے۔ معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشئے ہیں اور آپ نے اُن کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ آپکے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔

مولوی عبدالحق دہلویؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے مشہور اور جید عالم تھے مدارج النبوت، جذب القلوب، دیار المحبوب، تاریخ مدینہ، تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپنے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے اس میں بھید کیا تھا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھکر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں[۲۱] سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحبؒ اس جواب کو دیکھکر دنگ رہ گئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد اور آپکے کمالات کے مقر ہوئے۔

مولنا جمال لاہوری نلویؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کیلئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا۔ تو اُن میں مولنا جمالؒ اول نمبر پر تھے۔ آپکے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

مولنا حسن قبادانیؒ۔ آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ آنحضرت رضہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔

مولنا نوالکؒ۔ آپ ماوراءالنہر کے بڑے علماسے تھے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ نے جب آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات اور کلام کو سُنا۔

تو بہت معتقد ہوئے۔ اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونو عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ، طالب، کلیم، طالب املی، شوکت بخاری، اور قاسم انوری وغیرہ شعرا تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنفؒ) پسند آئے۔ قطعہ

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند　　گذر بر خیابان مسطر کند
حروف نقطہ و جملہ از بوئے ہم　　سیہ مست رفتند بر روئے ہم

قطعہ

خبر دہ زیک رنگی دوستاں　　کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن اتر و تازہ آراستند　　چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی جس کا ایک شعر یہ ہے

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ اور جہانگیر بھی آخری عمر میں آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنحضرتؓ نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران میں ان دنوں عبداللہ خاں اوزبک حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شاہ عباس کی حکومت تھی۔ جو شیعہ مذہب تھا۔ عبداللہ خاں وزبک شاہ توران نے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس والئے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اُسے مذہب سنت و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے

ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی

لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت

رسل ربنا بالحق

قصیدہ

درشان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از نتائج طبع حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حنفی قادری چشتی نظامی فخری نیازی المتخلص بہ حقیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا ہوں جب سے دیوانہ مجدد الف ثانی کا　　　میں ہوں مشہور مستانہ مجدد الف ثانی کا

چلو اے تشنگان بادۂ وحدت پیو چل کر　　　رواں ہے فیض میخانہ مجدد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب ان کا نقشبندی ہے　　　طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا

وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد نام ہے ان کا　　　دل عالم ہے پروانہ مجدد الف ثانی کا

محبت جن کو اہل اللہ سے ہو گی وہی دل سے　　　سنا کرتے ہیں افسانہ مجدد الف ثانی کا

سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں یکدل ہیں　　　نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدد الف ثانی کا

خودی سے دور ہے ہر دم رہا کرتا ہے وہ بےخود　　　پیا ہے جس نے پیمانہ مجدد الف ثانی کا

خدا اور مصطفیٰ کا اور وہ ہے اصحاب کا پیرو　　　بجا لاوے جو فرمانا مجدد الف ثانی کا

حقیر اہل قیامت سب کہیں گے دیکھ کر مجھ کو

وہ دیکھو آیا دیوانہ مجدد الف ثانی کا

تمام شد



اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ رکن دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در بیان احوال حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ذکر ولادت باسعادت آنحضرت و احوال ایام صبا و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والد بزرگوار خود و بیان بشارات کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در حق حضرت عروۃ الوثقےٰ فرمودہ اند و رسیدن آنجناب بہ منصب قطب الاقطابی و قیومیت :-

کنوں گویم از قبلۂ اولیا   امام جہاں سرور اصفیا
چو معصوم بود از خطا و خطر   بسفتند در نام او ایں گہر
نبی نیست لیکن برنگ نبی   بجو شد ز کوشش ہزاراں ولی
یزید از نگاہش شود بایزید   شقی گر در آید بر آید سعید
سرشتند از نور حق خاک او   بود چوں نبی طینت پاک او
جہاں را ازاں آتش چہ در سر بود   عرض را چہ نسبت بجوہر بود
بوے گفت آں احمد نامدار   کہ اے ثانئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی   زمن ایں بشارت بیاد آوری
دریں لوح یکحرف نگذاشتی   ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ جناب کی ولادت باسعادت بروز سوموار ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ ہجری کو ہوئی۔
واقعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں
کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔ تو مجھ پر بے خودی طاری ہوئی۔ اس بیخودی میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے اور نبی ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ تیرا فرزند ہے۔ جس کے وجود کے نور سے جہان اور اہل جہان نور روشن ہو جائینگے۔ اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے خلفا اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہیگا۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے فرزند محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کے دن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دوسرے انبیا اولیا اور اصحاب سمیت شہر سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام انبیاء اولیا اور اصحاب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہے۔ اور کمالات اور قرب الٰہی کے تمام مدارج میں تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔

ع پدر نور و پسر نور است مشہور — ازیں جا فہم کن نوراً علےٰ نور

اور میرے تمام کمالات اور اسرار کا وارث کامل اور حامل ہوگا۔ میری امت کا ارشاد۔ ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے ہوگا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اس کے فرزند بھی اس کی طرح ہادی و مہدی خلق ہونگے۔ اور میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہونگے اور اس کی آمد تمہارے حق میں بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اب عنقریب تمہیں وہ کمالات عنایت ہونگے۔ جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ اور پھر وہ کمالات اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائینگے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہمارے حق میں ازبس مبارک ہوئی۔ کہ اسکی پیدائش کے بعد انہیں دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ماوراء النہر سے ہندوستان آئے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔
چنانچہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہودہ سے مشرف ہوا۔

خلعت تجدید الف و قیومیت پہنی۔ یہ تمام کمالات محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ابتدا سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم رہیگا اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم نام ابوالخیرات کنیت اور مجدد الدین لقب مقرر فرمایا ۔

نام پاکش زد بمعصومی رقم مرشدے کز عصمتش کلک قضا
قدر او آنجا کہ افزاز د علم آنکہ در سایہ نشیند آفتاب
کاسۂ دریوزہ گرد د جام جم مے سزد ذکرے بزر احسان او

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے ! اور بول و غائط کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہو جاتے تو جھٹ پٹ اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے۔ آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے وہ خود ہی آپ کے دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت ہر گز ہر گز دودھ نہ پیتے تھے دایہ بہتیرا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے۔ نماز مغرب کے بعد پیٹ بھر دودھ پیا کرتے ! ایک دفعہ ماہ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا۔ کہ شائد چاند نکلا ہے یا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت قیوم اول نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلی ذات کی حقیقت جامعہ کی بابت خبر دیتا اور کہا کرتا تھا۔ کہ میں آسمان ہوں۔ میں زمین ہوں میں عرش ہوں۔ میں کرسی ہوں۔ میں لوح ہوں میں قلم ہوں۔ میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصوم کی عمر ابھی تین سال کی تھی۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات اسے عنایت فرمائے ! ور تجلے ذات کا مرحلے کرکے ذات بحت تک پہنچ گیا ! ور قیومیت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزند قیوم زمانہ اور پروردگار کا محبوب خاص ہوگا +

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شیر خوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے۔ "السلوک السلوک" اور جب کسی کو دیکھتے تو سلام علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی ان باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا۔ تو فرمایا کہ قرب راہ خدا میں بوڑھے، جوان، بچے اور عورتیں سب برابر ہیں۔ اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضل الہٰی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کے ظہور کا منتظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب و غریب امورات ظہور میں آتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علم ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی۔ جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی شادی کرنی چاہی۔ اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ مدت تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں۔ بہ سبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انہیں وہاں سے اٹھا کر پاک کرکے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا۔ کہ تمہیں تمہارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا۔ کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا۔ کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دنیا سے ہو۔ چونکہ اس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہ الہٰی کے مقرب ہونگے۔ اور دین و دنیا کا کارخانہ اُس کے حوالے ہوگا۔ اس واسطے نکاح کا حکم جناب الہٰی سے صادر ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کا نکاح حضرت قیوم اول کے خاص خلیفہ صغیر احمد رومی

کی دوسری بیٹی رقیہ سے ۲۷-ذوالحجہ سنہ ۱۲ ہجری کو ہوا۔ آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔

ذکر در بیان

پوشیدن خلعت قطب الاقطابی و قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقٰے قیوم ثانی امام المعصوم و بر مسند ارشاد نشاندن و قائم مقام خود کردن حضرت مجدد الف ثانی عروۃ الوثقٰے را و بیان معاملات بزرگ کلمات مدحیہ سترگ کہ حضرت قیوم اوّل در حق قیوم ثانی معصوم ربانی فرمودہ اند:-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس بندہ نے جب کہ اس کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی حضرت قیوم اول کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام جہان منور ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے۔ تو جہان تاریک ہو جائے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی- میری اس بات کو یاد رکھنا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصومؒ نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحب شرح وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرح وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے کہ جوں جوں مجھے میرے جد امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اسے حفظ کرتا گیا۔

نیز حضرت عروۃ الوثقٰے ایک سو بانویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب سرکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا سو وہ بقیہ آنحضرت کی امت کے ایک صاحب نصیب کو عطا ہوا۔ اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا۔ اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے بھی اسے حصہ ملا۔ اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ

اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا اصالت کا جو حصہ مہدیٔ موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحب دولت فرد اور اُس کے فرزند سے مراد حضرت قیوم اوّلؓ اور حضرت قیوم ثانیؓ ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزند ارجمند امام معصومؓ خود حضرت قیوم اوّل نے قیوم ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سنائی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے۔ محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے۔ یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمال انفعالی دونو قیوم ثانی میں ہیں۔ محبوبیت ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ کامل اولیائے محبوبیت افعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بسبب وراثت و پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے۔ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ سو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سوائے قیوم اربعہ رض کے اور کسی کو نصیب نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۰۳۲ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھا کر خلعت قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؓ اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کو لکھا۔ کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی وہ مجھ سے جدا کی گئی۔ اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصومؓ کو ملے ایک لحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائلہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے اس عرصہ میں ارشاد و احتیاط کا باعث وہی خلعت قیومیت تھی۔ یہ پڑھ کر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ بہت جلدی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت قیوم اوّلؓ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت عنایت فرمائی۔

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ مکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیوم اوّلؓ نے

مجھے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ تو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ میرا اس جہان سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیومیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہان فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے۔ سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعت قیومیت سے گونہ مسرت ہوئی۔ لیکن یہ بات سنکر جگر کباب ہوگیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھی۔ تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے۔

جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا تو آنحضرت کا قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جب انہیں اپنے پاس بلایا تو اُن کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ اور جب اُن کا وصال ہوا تو اُن کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور جب وہ دارالبقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر کیا۔

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج والم بھی دل میں بکثرت تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہ کہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ اُن میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کرسکا۔ جب آنحضرت نے فرمایا کہ میری قیومیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر حضرت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرت رنج والم میں اُس کی وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دنیا میں ٹھہرانا ہے۔ متوجہ ہوکر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افراد عالم کا قیام تم سے ہے۔ اس سے مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ سنہ ۱۰۳۲ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو ہوا۔

واضح رہے کہ قیوم اس جہان میں خلیفہ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب اور فرد تمام اس کے اردلی اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اُس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ اہل جہان کا قیام اُس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افراد عالم اس کے اسمار وصفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیئے تاکہ تمام اعراض و اوصاف اس سے قائم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصہ دراز کے بعد کسی عارف کو ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جو بطور خلافت و نیابت جہان کا قیوم ہوتا ہے۔ اور تمام چیزیں اسی سے قایم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم۔ نائب اتم اور خلیفہ اکبر ہوتا ہے۔ قیومیت کی خدمت ظلیت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل درج ہو چکی ہے تمام اولیاء امت میں سوائے قیوم اربعہ کے اور کسی کو یہ خدمت سپرد نہیں ہوئی۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات سرور عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اولوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں آنحضرتؐ کی تبعیت و وراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی۔ اور استحکام دین نہایت ضروری تھا۔ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں قیوم اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب و وجوہ مفصل بیان کیا گیا۔ اگر کچھ شک و شبہ ہو تو وہاں سے دیکھ لیں۔

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں "کہ قیوم ایک عارف کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اُس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہان کی تمام چیزیں اس کی مظاہر تفصیل اور اس کی ذات کی معائن ہوتی ہیں۔ تمام افراد جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے۔ اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزارہا سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو بھی غنیمت ہے"۔

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جو سابقین کے زمرے کی بابت فرمایا ہے ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو قلیل من الآخرین میں پایا۔ اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی ان میں دیکھا۔

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی کے فرزند بھی قلیل من الآخرین میں شامل ہیں۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا۔ کہ تمہارے فرزند بھی تمہاری طرح ہونگے۔ اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہونگے۔

یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح ہونگے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ ان میں ہونگی۔ حضرت قیوم اوّل کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالٰے نے آپ کے چھے فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمت محمدیؐ صلے اللہ علیہ وسلّم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمہارے وسیلہ سے نصیب ہوگی۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں آنحضرت رضؓ تشریف لائے۔ تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی کو جگانا چاہا۔ لیکن حضرت قیوم اول نے بمبالغہ دروازہ کھولنے سے منع فرمایا۔ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی بیدار ہونے کے بعد بڑی جلدی سے باہر آئے۔ اور آداب بجا لائے۔ جب حضرت قیوم اوّل اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس واسطے باہر کھڑے رہے۔ کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمد معصوم رضؓ جو پروردگار کا خاص محبوب ہے۔ جاگ نہ پڑے۔ اور حق تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسوی سے ولایت محمدیؐ میں لائے۔ اور محمد سعید کو ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی میں لانا چاہتے ہیں اپنے فرزند محمد معصوم کی نسبت کیا لکھوں وہ بالذات محمدیؐ مشرب ہے۔ حضرت قیوم اول نے جن مقامات اور کمالات کو اپنے سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام کمالات حق تعالےٰ نے محمد معصوم کو بالاصالت عنایت فرمائے ہیں اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہوا۔

حضرت قیوم اوّل رضؓ نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعات کے اسرار بیان فرمائے۔ تو تمام شیطانوں اور جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کردیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پَر پھیلائے تا کہ کوئی شیطان یا جن

وغیرہ چوری چوری سُن نہ لے تین دن اور تین رات ایک ہی جلسہ میں صرف حرف قاف کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں باقی حرف مقطعات کے اسرار حضرت قیوم ثانی کو مسند ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمہیں معلوم نہ تھے ⁂

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفر اجمیر سے واپس آکر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفا و مریدین کو آپ کے حوالے کیا حضرت قیوم اوّل کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور انہیں کی بیعت کرتے تھے۔ اور انہیں سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے۔ اور لوگ آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوتے حضرت قیوم اوّل رضؓ لوگوں کو حضرت قیوم ثانی کی اطاعت اور ادب کی سخت تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ محمد معصومؓ کو تمام اولیائے امت سے افضل جانو۔ جو استعداد حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد معصومؓ کو عنایت کی ہے اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔ اب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کے سال بسال حالات لکھے جاتے ہیں ⁂

ذکر بیان

احوال سال اول قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی، امام معصوم زمانی، تجدید بیعت نمودن جمیع مریدان و خلفا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ با نحضرت و ولادت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ :۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدین اور خلفا نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آنجناب کے حلقہ میں آئے حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ ہجری

جلوہ افروز ہوئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۷۔۱۶ء ہوتی ہے۔ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے شیخ کے خلفاء تھے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفاء جو مختلف ممالک میں تھے۔ سب کے سب حضرت عروۃ الوثقٰی کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سرہند میں حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحائف و ہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت داذعان قیومیت حضرت عروۃ الوثقٰی کی خدمت اقدس میں روانہ کئے۔ جہانگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم اوّل کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرہند میں آیا۔ روضہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ کا ولیعہد کون ہے۔ لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقٰی کی طرف اشارہ کیا بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے۔ اور عرصہ دراز تک میرے ساتھ رہے۔ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ میں ہی آنجناب کا مرید خاص ہوں۔ کیونکہ مجھے خرقہ عنایت ہؤا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا اس لئے حضرت قیوم اوّل نے ان لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لئے جو اس سے متنفر ہو گئے تھے۔ (چنانچہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے) اس کے حال پر بہت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور رخصت کے وقت اُس کے دل کی تسلی اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے تبرک کے طور پر اپنا جامہ اسے عنایت فرمایا تھا۔ بادشاہ جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمولی بات ہے۔ کیونکہ جو کسی کو مرید کرتا ہے وہ خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اسی بنا پر اس نے نہایت جہالت حماقت اور کمینہ پن سے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہونے کا دعوٰے کیا۔ اور آنحضرتؐ کا خرقہ پہنکر آنجناب کی خانقاہ میں آبیٹھا۔ اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا سب سے بڑا خلیفہ میں ہوں۔ میری بیعت کرو۔ تمام لشکر نے خوف و ڈر کے سبب اُس کی بیعت کی۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں مرید سلطان جہانگیر لکھا کریں۔ سب نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مُہر ملتی ہے اُس میں مرید سلطان جہانگیر لکھا ملتا ہے۔ پھر حضرت قیوم اوّلؓ کے تمام خلفاء کو اپنی بیعت کی تکلیف دی۔ تمام حیران ہو گئے

آخر مشورے کے بعد یہ قرار پایا کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا۔ جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں ان کی خلافت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رض کو حاصل ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو توجہ دے سکے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفائے بیعت سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعت قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانی سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ بیعت قیومیت حضرت قیوم ثانی رض سے کرو۔ چنانچہ ہندوستان کے تمام امراء معہ اپنی فوج کے علانیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ گو پہلے بھی مرید ہو چکے تھے لیکن پھر دوبارہ بادشاہ کے روبرو ہوئے۔ بادشاہ نے سرہند میں ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امراء و بادشاہ یا خلفاء وغیرہ حضرت قیوم اوّل کی ماتم پرسی کے لئے آتے تھے اُن کے لئے مہمان نوازی کا سامان مہیا کرتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی اور قیوم ثانی کی بیعت کے لئے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رض سے بیعت کی۔ اسی طرح حضرت قیوم اوّل رض کا جو خلیفہ آتا۔ پہلے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھ کر پھر بیعت ہوتا بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی رض کی بیعت سے مشرف ہوا۔ عبداللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا۔ اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدیئے دیکر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہ ہند نے اپنے امرا کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا اور اُن کی شان کے مطابق مہمانداری کا ساز و سامان کیا۔ عبداللہ خاں کا بھائی اور اُس کے اُمرا نے پہلے حضرت قیوم اوّل کے روضہ منورّہ کی زیارت کی۔ پھر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدیئے پیش کئے۔ آنحضرت رض نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعد ازاں خراسان بدخشان اور ترکستان کے بادشاہوں کے امراء معہ تحائف و ہدایا آنحضرت رض کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں بیعت کر کے مورد عنایت بنے۔ اسی طرح اور ممالک کے

اُمرا اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے تھے ؛
لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء اور دنیا بھر کے بادشاہ امرا وغیرہ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ تمام جہان کے اکثر مشائخ علما صلحا۔ فقرا۔ امرا۔ بادشاہ۔ غلام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مرید ہوئے اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ مرأت العالم۔ اور مرأت جہان میں لکھا ہے کہ آنجناب سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اس قدر معتقدوں اور مریدوں کا مجمع ہو۔ یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا اس سے ظہور ہوا ہو۔ یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا ہو؛
اسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت واقع ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہو گا۔ جو کمالات اور قرب الٰہی میں مجھ جیسا ہو گا؛
حضرت عروۃ الوثقےٰ رض اس فرزند ارجمند تاج قیومیت کے موتی۔ سپہر قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش و خرم ہوئے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور مولود مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند۔ کنیت ابو القاسم۔ اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائک اس بچے کے تولد کی مبارکبادی کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت اس فرزند سعید کو گود میں لیکر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقےٰ کو فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالات الٰہی میں میری طرح ہو گا واقعی یہ ایسا ہی ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائیگا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ منصب قیومیت تمہارے بعد اسے نصیب ہو گا؛
حضرت عروۃ الوثقےٰ رض نے یہ خوشخبری سُنکر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور حضرت خاتم الرسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقرا کو تقسیم کیا حضرات قیوم اربعہ کے طریقہ میں اس سال کو سال قیومیت مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات

پائی۔ دوسرا مسند ارشاد منصب قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رض مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے اور قیوم ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے ÷

ذکر بیان

احوال سال دوئم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم قیوم ثانی بوقوع آمد و رفتن آنحضرت ہمراہ سلطان ہند و خطاب یافتن آنجناب از حق تعالے عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ :-

جب بادشاہ ہند کو سرہند رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ تو شاہزادہ شاہجہان نے جو پہلے بھی باپ سے باغی ہو چکا تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر پھر دکن میں شورش کی۔ بادشاہ اس کے دفعیہ کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریح طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔ جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے۔ اور کمالات الٰہی سے کامل حصہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صبح شام ہزارہا آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ رشد و ارشاد کی گرم بازاری ہوئی۔ وزیر بد ضمیر بد تدبیر ابلیس نظیر نے جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ جیسا اس کتاب کے پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادت قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کی۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجناب کا اعلےٰ درجہ کا محب و مخلص تھا۔ اس واسطے اس کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اپنے پاس سے اُسے دور کر دیا ÷

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا۔ تو شاہزادہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے اسی قلعہ میں نظر بند کر کے اس ملک کا بندوبست کیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہ کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان آنحضرت رض کے حکم کے مطابق دکن میں سکونت پذیر تھے شاہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں

اُس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپ کے مرید تھے مخالفوں نے موقع پاکر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپ کے احوال کا متعرض نہ ہوا۔ صرف آپ کو بلا کر اتنا کہا۔ کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہیئے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحبؒ نے بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا میں شاہزادہ نے پوشیدہ طور پر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سنائی تھی۔ کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئیگا۔ سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں۔ اور میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اب تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانی رض کا قائم مقام اور تمام جہان اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائینگے تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے۔ اور شاہد مقصود بغل میں۔ اور شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ رونق ہو۔ اور سلسلہ علیہ احمدیہ کو مدعا کے موافق رواج ہو ✤

آنحضرت رض نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروس سلطنت بلا محنت و مشقت ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر اور صبر کرو۔ کہ ہم سرہند پہنچ جائیں ✤

شاہزادہ یہ فرحت اثر خبر سُنکر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو۔ تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں آنحضرت رض نے بادشاہ سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ شہر بھی میرے پایہ تخت کا ہم پلہ ہے۔ یہیں رہے۔ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ نے کئی ایک گاؤں بطور مدد معاش میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند آیا۔ چند مہینے یہاں ٹھہر کر لاہور روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی رض کو ساتھ لیجانا چاہا۔ لیکن آنجناب نے نہ مانا۔ اور بادشاہ پھر مرتے دم تک لاہور ہی میں رہا ✤

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو

مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالٰے نے آپ کو عروۃ الوثقٰے کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمت عظمٰے کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے تمام مقرب فرشتے انبیا اولیا نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا۔ اور کہتے ہیں السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقٰے۔ اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد "محمد معصوم عروۃ الوثقٰے" لکھا ہوا دیکھا۔ اور منادی ہو رہی ہے۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقٰے کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حکم الٰہی یوں ہے کہ جو جو شخص اس کی اطاعت کریگا۔ نجات ابدی حاصل کریگا۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا۔ عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا ۵

زہے علیا کہ نقش عروۃ الوثقٰے ماست
جنت الماوے وصلش مقصد الاقصائے ماست

اسی طرح اسی دن سات آدمیوں نے اسی قسم کا خواب دیکھا۔

ذکر و بیان

سال سوم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی وفات یافتن سلطان جہانگیر و آمدن شاہجہان از دکن و جلوس نمودن بر تخت سلطنت ہند از توجہ شریف حضرت ایشاں :۔

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوا۔ ایک مرض کا علاج دوسری مرض کے واسطے مضر پڑتا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بہت گھبرایا انہیں دنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اُخری عذاب سے بچاؤں یہ خواب دیکھکر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہوگیا۔ ارکان سلطنت کو بلا کر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے شہریار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعد از اں وفات پائی۔ اور دریائے راوی کے شمال کی جانب مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے۔ شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدرہ کے درمیان دریائے راوی ہے جہانگیر کی وفات کے بعد شہریار تخت پر بیٹھا اور سلطنت ہند پر قابض ہوا۔ جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی خبر حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰے رض

نے سنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر صاحب تاج و تخت شاہجہان ہوگا۔ جب شاہجہان نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سنی۔ تو اس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔ یہ خبر سنکر اہل قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب میں تو کوئی دم کا مہمان ہوں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں میرے باپ کی قبر ہے یہ کہکر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے۔ چنانچہ اُسے غسل دیکر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا۔ شاہجہان نے پہلے ہی سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک کوٹھے میں تابوت سے نکال لینا۔ جب شاہجہان اس حکمت سے قلعہ سے نکلا۔ تو اُس کے ہمرازوں نے کوٹھے میں لیجا کر اسے تابوت سے نکالا ہاتھی پر سوار کیا۔ لیکن ہودج کو چاروں طرف سے بند کر دیا اور تابوت میں آلات اور اور چیزیں رکھدیں تاکہ کسی کو خیال نہ گذرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔ جب شاہزادہ سرہند پہنچا۔ تو پوشیدہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں آکر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت تو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری کشفی نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے ؛

شاہزادہ یہ خوشخبری سنکر باغ باغ ہو گیا۔ آنحضرت رضہ سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہان کا تابوت آرہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو۔ کہ واقعی شاہجہان مرا ہے یا کوئی مکر و فریب بنایا ہے لوگوں نے تابوت کو دیکھکر اسے اطلاع دی شہریار نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کو کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہان کا مخلص اور مکر و فریب سے واقف تھا۔ آکر صورت حال معلوم کی اور شہریار کو کہا۔ خاطر جمع رکھو۔ شاہجہان فی الواقعہ مر گیا ہے میں اُس کی صورت دیکھکر آیا ہوں۔ پھر بھی شہریار نے اُس کی بات کا یقین نہ کیا وزیر نے قرآن شریف ہاتھ رکھکر قسم کھائی کہ شاہجہان مرا ہوا ہے تب شہریار کو پورا یقین آیا۔ بعد ازاں وزیر نے شاہجہان کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں بھیجدیا اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہان کا مال و اسباب اور اُس کی بیگمات آئی ہیں حکم ہو تاکہ محل میں داخل ہوں اور بادشاہ اُن کی تسلی کرے انہیں دلاسا دے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔ اور شاہجہان کے بعض متعلقین شاہی حرم سرائے میں داخل ہوئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کیلئے محل میں گیا اس وقت شاہجہان نے بادشاہی تمام کارخانوں۔ خزانوں اور مال و اسباب پر اپنے

آدمی مقرر کرنے تھے اور خود تخت پر جلوہ افروز تھا۔ شہریار کو محل ہی میں قید کر لیا اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور شہریار کو قید سے نکال کر قتل کیا اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو پرویز وغیرہ کو تہ تیغ کیا جب شہریار کے لڑکوں کو قتل کیا۔ تو ان لڑکوں کی ماں شہریار کی بیوی دقی ہیتی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہان نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہوگی۔ شاہجہان یہ سنکر اپنے کئے سے سخت نادم ہوا جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہان نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالٰے نے مجھ سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا +

جب شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام ممالک محروسہ پر قابض ہو گیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانی عنؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کا شکریہ ادا کیا اور بہت سے تحفے اور ہدیے آنحضرت عنؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پرفتوح کی نیاز کے طور پر ہر روز تک فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔ شاہجہان کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آنجناب سے بیعت کر کے صبح شام آنحضرت رضؓ کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے +

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا۔ شاہجہان نے آنحضرت عنؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اوّل رضؓ نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سُرخ بنوانا۔ گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے اور خیموں میں سُرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے فرمان کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سُرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی سفاہت و حماقت کے سبب باقی رہ گئی تھیں بالکل دور کر دیا چنانچہ حکم دیا کہ سُنہری اور روپہری سکے پر کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کیئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام گاؤں قصبوں اور شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں +

چنانچہ تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مسجدیں اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے اور جابجا علما فقرا اور حافظوں کے وظائف مقرر کئے۔ دین اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور حد سے زیادہ ادب و حرمت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا۔ اور ہر کام میں اُن کے مشورے کو مقدم سمجھتا پہلے ان سے اجازت حاصل کر کے پھر کوئی کام کرتا۔ جس طرح میر صاحب فرماتے اسی طرح کرتا۔ وزیر جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتش حسرت پر کالے دانے کی طرح جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں چغلی کھائی چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا۔ اس لئے چغلی سُن کر سخت ناراض ہوا۔ اور وزیر چلتا بنا۔ انہیں دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضے میں ہے۔ وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں۔ ہم نے تجھے نُہ ہزاری بنایا ہے اس لئے حساب کر کے نُہ ہزاری اُسے رہنے دیا۔ باقی ملک اس سے لے لیا۔ ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور سنیچر شکار کے لئے مقرر کئے اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر کے گھر کے پاس سے بنایا اس واسطے اسے مجبوراً جواہرات اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اُس کا خرچ بھی وزیر سے لیتا حتیٰ کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دئے۔

ایک روز وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ میں نے تمہاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اُٹھایا۔ دین کو تمہاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سُن کر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکا لیا جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی۔ لُنجا ہو گیا۔ چند روز بعد اُس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ مصرعہ

با دردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

ذکر دربیان

سال چہارم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ ولادت حضرت مروج الشریعت مربی شان خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ

اس سال جبکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر در و دیوار سے برس رہے تھے حضرت امام الطریقت

مروج الشریعت ۱۱ شعبان پیر کے روز متولد ہوئے +

حضرت قیوم رابعہؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقےٰ فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اس قدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین ان سے پُر ہو گیا ہے اور اس مولود مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحییٰ پیغمبرؑ کے حق میں فرمایا "یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا" اور مبارک دیتے ہیں۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا سمیت تشریف فرما ہو کر اس بچے کو گود میں لیا دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحب طینت اور اصالت ہو گا +

اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اور ان سے مراد یہی دو فرزند تھے یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت۔ حضرت قیوم ثانیؓ نے اس مولود مسعود کا اسم مبارک محمد عبداللہ، لقب بہاؤ الدین، اور کنیت ابو العباس مقرر فرمائی ؎

ہمہ اسرار عالم بندہ او — عبیداللہ کش فخر جہان است
ابو العباس شد خورشید ایں کاخ — رسیدہ بر فلک گلبانگ گستاخ

حضرت قیوم ثانیؓ کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے +

حضرت قیوم رابعہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی نماز کے وقت اپنے پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بیٹا! جب تک میں تمہیں نہیں دیکھ لیتا مجھے آرام و قرار نہیں آتا آپ اس فرزند کو بسبب کثرت محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ ان کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمۃ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امّت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُن کے بیچ میں ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام صف باندھے اس کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں جو قیوم وقت ہیں۔ انہیں حق تعالےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے ✤

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رحؒ کے آشنا تھے۔ صبح یہ خواب اُن سے بیان کیا میر صاحب رحؒ نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی۔ حتےٰ کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انہیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دیکر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوکر صاحب حال ہوئے ✤

ذکر دربیان

احوال سال پنجم از قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی و مرید شدن خواجہ محمد صدیق پیشاوری رحؒ و شیخ ابو المظفر برہانپوری رحؒ :۔

اِس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رحؒ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ گروہ ہزارہا آدمی ہندوستان کو آتے ہوئے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جاتے ہو وہی کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت ایشاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہگیا۔ کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے۔ جس کے پاس اس قدر ٹڈی دل اُمڈ جاتے ہیں۔ یہ دیکھ سُن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لئے مَیں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کریگا۔ مَیں اُسے قیامت کے دن دوستوں میں داخل کرونگا جب میں جاگا تو اپنے آپکو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرت کی زیارت کو جارہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے

چھوڑ سرہند میں آکر آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقےٰ کے دوسرے خلیفہ ہیں آنجناب نے انہیں خلافت دیکر پیشاور بھیجدیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی ؂

اسی سال شیخ ابوالمظفر جو دکن کے رؤسا میں سے تھے حضرت ایشان کی خدمت میں مرید ہوئے آپکے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات آپنے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت مکہ میں جمع ہوکر ایک عزیز کا انتظار کررہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوا۔ تمام مشائخ اُس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہوگئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے اُمت دروازے کے باہر کھڑے ہیں۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا۔ اور ہزارہا فرشتے اُس کے گرد ہیں۔ اور نور کے تھال اس پر نچھاور کررہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور جو بزرگ تخت پر ہے وہ ہرایک پر مہربانی کرتا ہے۔ اور تخت پر سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ عنایت کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے حیران ہوکر لوگوں سے پوچھا کہ یہ تخت پر کون شخص ہے سب نے کہا۔ کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں ؂

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آنحضرت کی خدمت میں رہکر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں۔ پھر آنحضرت نے شیخ صاحب کو حضرت مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیجدیا دکن میں شیخصاحب کو قبولیت نامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے سبب سے آج تک طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج ہے۔ یہ شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آنجناب سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں ؂

ذکر دربیان

احوال سال ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی

دوم مرید شدن اخون موسےٰ ننگرہاری خواجہ عبد الصمد:۔

اس سال ننگرہار کے بڑے سید اخون سید مو سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز اخون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں پر حضرت ایشان کے اکثر مخالف بھی موجود تھے۔ جب اتفاقیہ آنحضرتؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اُس مجلس میں ایک شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ آنحضرت کا مرید تھا۔ اُس نے کہا او منافقو! دین کے دشمنو!! اللہ تعالےٰ تمہارے منہ کو توڑے اور تمہارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمہاری زبانیں کٹ جائیں۔ یہ کمینہ پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے اور جس کے تمام افعال اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر ادھر اُدھر نہیں چلتا۔ اور دین متین کو اس سے کامل رواج ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، نے اس کی طفیل جلا پائی ہے بدعت اور گمراہی کا نام و نشان نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کے سبب سرنگوں خوار اور شرمندے ہیں۔ اس کے نور سے تمام جہان عرش کرسی تک منور ہے عنقریب تم ایسی بلا میں پھنسو گے جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔

بعد ازاں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ حق پر ہیں۔ تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا۔ اس کے اس کلام سے حاضرین پر رعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ اور بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ یہ عزیز بدستور غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ ایک گھڑی بعد ایک بگولا آیا جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی۔ اور زلزلہ اس شدت سے آیا کہ درخت جڑھ سے اُکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے۔ صبح سے عصر کی نماز تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقیناً معلوم ہو گیا۔ کہ یہ غضب الٰہی صرف اسی واسطے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے سب شرمندے اور تائب ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عجز و زاری کی۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت پر سے یہ عذاب اُٹھا لیا۔ لیکن جنہوں نے گستاخی کی تھی۔ اُسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے۔ کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ اور بہت سے پاگل ہو گئے۔ اس ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے۔

کہتے ہیں اس رمضان اسی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے جس میں سے چار ہزار آدمی دار الارشاد سرہند میں پہنچکر شرف بیعت سے مشرّف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسٰی بھی تھے جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و عنایت فرمائی۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرماکر ان لوگوں کا سردار بناکر ننگرہار کی طرف روانہ کیا ننگرہار قابل کے گردنواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ آج تک اس گردنواح میں آپکا طریقہ جاری ہے۔ آپ کے خوارقات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسٰے کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا ؛

اسی سال خواجہ عبد الصمد کابلی جو کابل کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ جب میں نے آنحضرت کا شہرہ سُنا۔ تو بے اختیار آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہوا جب اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو خواب میں دیکھا کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ میں بھی ان میں جا گھسا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقٰے کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے تمام اولیا دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمہارا مطلوب یہ ہے۔ میں بھی باادب سلام کرکے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے مجھے اپنے پاس بلاکر اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکالکر اس پر نظر عنایت کی پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دیا جب میں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے ؛

صبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضر خدمت ہوا تو دیکھا جو کچھ دیکھا۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی علانیہ دیکھا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو ازراہ عنایت خلافت عطا فرماکر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبد الصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپکے فرزندوں کو نصیب ہے ؛

ذکر دربیان

سال ہفتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقٰے امام معصوم ثانی قیوم ثانی

مرید شدن مولانا شیخ بدرالدین سلطان پوری و دیگر واقعات کہ دریں سال بوقوع آمدند :-

اس سال شیخ بدرالدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر کے دوزخ میں لیجا رہے ہیں دوزخ کے کنارہ کے قریب ایک مرد خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے ۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھوڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے ؟ فرشتوں نے کہا یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے سپرد اللہ تعالےٰ نے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے۔ اتنے میں شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو فرمایا۔ کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ ملائک نے آپ کا فرمان سُنتے ہی شیخ صاحب کو چھوڑ دیا۔

بعد ازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ۔ اور اپنے اس خواب کو آنحضرت کی خدمت میں بیان کیا ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دیکر سرہند سے اکاون میل مغرب کی طرف شہر سُلطان پور میں بھیج دیا وہاں کے اکثر لوگ آپکے مرید ہوئے ۔ اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ ہے کہ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کے اُستاد ہیں۔

اِسی سال شیخ انور لورسانی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھکر خلافت عطا فرمائی اور سرہند سے چھتیس ۳۶ میل مغرب کی طرف نور محل میں بھیج دیا۔

اِسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا ۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گرد نواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا چنانچہ چند روز کے لئے مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ مریم رضی اللہ عنہا وغیرہ جمع ہیں وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہاری والدہ کو بھی زمرہ

کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے ❖

اسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص تھے۔ اور جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جو حضرت حجت اللہ اور مروج الشریعت کی والدہ ہیں ❖

ذکر دربیان

سال ہشتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و آمدن علما و مشائخ اہل شام و ارادت آوردن ایشاں بحضرت ایشاں رضی اللہ عنہ

ملک شام کے علماء و مشائخ محض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت وارادت کے واسطے شام سے سرہند تشریف لائے۔ اور آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ان سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ میں گئے۔ عشا کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے۔ تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ نورانی چہرے والے لوگ گروہ باگروہ مسجد میں آئے۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے۔ اس کثرت سے آئے کہ مسجد پر ہو گئی۔ ایک عزیز کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا۔ بعد ازاں ایک جوان کو لا کر اس مرد بزرگ کے فرمان سے خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ اور اس بزرگ نے اپنے دست مبارک سے دستار اس جوان کے سر پر رکھی۔ شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ تخت پر کون بزرگ ہیں۔ اور یہ جوان کون ہے حاضرین نے کہا یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہل خدمت باطنی ہیں۔ اور تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہو گیا تھا۔ یہ اولیاء اللہ اس واسطے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں۔ سو اس جوان کو اس علاقے کی خلعت قطبیت پہنائی گئی ہے صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ ہندوستان لوٹ آئے۔ علے الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کے لئے مستعد ہوئے جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی

مسجد اقصلےٰ کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے واسطے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے۔ تو حیران ہوکر سقوں کو جھڑکا۔ کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا۔ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشا کے بعد پُر کیا معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی۔ جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی۔ تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا! اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی موجود پائے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عبداللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ مفصل سنا دیا۔ شیخ عبدالسلام نے یہ سُنکر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی کی زیارت کا ارادہ کیا! اور سات سو بڑے مشہور علما کو ساتھ لاکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونو کے ساتھ ہزارہا لوگ شام کے روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُن کے حال پر نہایت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے! اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ خلقت کے لئے لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں۔ تمام مشائخ و علما آنحضرت کے مرید ہوئے ٭

اہل شام نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن بسبب بعض کاوٹوں کے حاضر خدمت ہوکر مرید نہیں ہو سکے۔ اُنہوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں۔ آنحضرت نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا ٭

ذکر و بیان

سال نہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضی اللہ عنہ

عرض داشت کردن خنکار روم مرید شدن او غائبانہ بخدمت ایشان رضی اللہ عنہ۔

اس سال بادشاہوں کے بادشاہ نے جس سے مراد خنکار روم ہے ایک عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار و اعتقاد درج تھا۔ اُس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے کہ والی شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبداللہ نے مسجد اقصلےٰ میں دیکھا تھا۔ خنکار روم کو لکھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبدالسلام ہزار مشائخ و علما سمیت حضرت قیوم ثانی کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہوئے ہیں۔ خنکار شیخ عبداللہ و شیخ عبدالسلام کا بڑا معتقد تھا۔ سلطنت کا کوئی کام اُن کے مشورے بغیر نہ کرتا تھا! وہ ہمیشہ اُن سے دعا اور توجہ کی درخواست

کیا کرتا تھا۔ اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا ممد و معاون جانتا تھا۔ ان کے جانے سے حیران و متعجب ہو گیا۔ پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکان سلطنت نے کہا۔ ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند ہیں۔ پھر پوچھا کہ اُن کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے لوگوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رومی اُن کے مرید ہیں۔ خنکار نے کہا جو اُن میں سے انکے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ۔ اتفاقاً ان دنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ خاص تھے بغرض تجارت روم گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے خنکار کو کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہے۔ غالب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو۔ خنکار نے اُس کے لانے کا حکم دیا بادشاہی آدمی شیخ حامد کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اُس نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ کو جانتے ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ مَیں اُن کا کمترین مرید ہوں خنکار نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ مَیں جواب شافی دونگا خنکار نے پوچھا کہ تمہارا مقتدا خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے شیخ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب۔ خدا و سُنت نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہل حق آئمہ مجتہدین کے مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں ذکر قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے " الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکر الٰہی ہی سے اطمینان ہوتا ہے اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً روکتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ سُنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کی پوری پوری پیروی کرو۔ تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب کی پیروی کی اپنی ترقی باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہل حق علماء مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات پا سکو۔ اور جو حالت کتاب سنت اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے۔ وحدت وجود کے مطلق قائل نہیں رقص سماع اور نغمہ سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے سوائے اتباعت سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کسی اور ریاضت کو اپنے طریقہ میں جائز نہیں سمجھتے غرضیکہ آنجناب کا سلسلہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے۔

خنکگار یہ باتیں سنکر بہت خوش ہؤا۔ اور پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت ولایت اولیا کو ولایت صغرے کہتے ہیں۔ اور تمام اولیائے سلف و خلف کی اصطلاحات ولائیت صغرے میں مندرج ہیں۔ اور وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو عنایت کر رکھی ہے اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبرے ہے۔ جو ولایت انبیا ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایت ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالات نبوت حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں آنحضرت کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے حتےٰ کہ تینوں ولائیتیں نبوّت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایت صغرے کے علاوہ ہیں جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔ اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناسب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایت صغرے میں شامل ہیں سب سے بڑا منصب جو عروۃ الوثقےٰ کو حاصل ہے۔ وہ قیومیّت ہے جو کمالات نبوّت کا انتہائی مقام ہے شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے۔ اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالےٰ نے منصب قیومیّت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا۔ اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنا ولیعہد مقرر کیا خنکگار یہ سنکر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہؤا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے شیخ صاحب نے کہا سب کے سب عالم۔ صالح۔ متقی۔ عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزارہا آدمی اطراف و جوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے ملک سے بھی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ملکوں سے قیاس کرلو۔

اسی اثنا میں شام سے ایک اور قافلہ آیا جنہوں نے شب مذکور کا قصہ اور وہاں کے علما و مشائخ کا سرہند میں پہنچنا اور فیض حاصل کرنا مفصّل بیان کیا۔ ان کے کہنے سے خنکگار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اُس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش۔ قیومیّت کا اقرار تھا۔ جب خنکگار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہوگیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضہ نیازمندی معہ ہدایا و تحائف بھیجا کرتا تھا۔

ذکر در بیان

سال دہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و مرید شدن شیخ حبیب اللہ بخاری :۔

میرے (مصنفؒ) جد بزرگوارؒ کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہؤا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ اور رات کو وہیں سو رہا جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیائے امت ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدینؒ و نظام الدین اولیاؒ وغیرہ جو دہلی کے گرد نواح میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکلکر صفیں باندھے اس عزیز کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مرد خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب بھی ساتھ ہولئے۔ میں حیران رہگیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہؤا۔ کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ صبح آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہؤا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہؤا۔ اور کمالات الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں۔ یہ شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانی کے بڑے خلیفوں میں سے ہیں۔ اُن کا خلافت حاصل کرکے بخارا جانا انشاء اللہ عنقریب ہی مفصل بیان ہوگا۔

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیوم ثانیؒ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے انہیں تربیت کرکے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کیا۔ اور خود پسندی و تکبر سما گیا۔ خواجہ صاحب سے اپنے آپ کو لاپرواہ اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجالایا کرتے تھے سب کو چھوڑ دیا بلکہ ملاقات تک ترک کردی۔ خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کرلی تھی جب آپ کے مریدوں میں مشہور ہوگیا۔ کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کرلی ہے تو مولانا یہ سنکر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے بھی

ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھی آنحضرت بھی مولانا سے ناراض ہوگئے! ور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمہارا ایمان سلامت رہے مریدوں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو! ور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں۔ اس وقت ہم بھی راضی ہونگے۔ اس کے علاوہ اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں۔ تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ حتے کہ اپنا چہرہ سیاہ کرکے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے +

ذکرِ دربیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیان قضا یا کہ دریں سال واقع شدہ اند و بیان عمارات دار الخلافت شاہجہان آباد +

اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ کی خدمت میں آنحضرت ؓ کی طرف سے شکایت کی کہ آنجناب تمہاری سلطنت پر راضی نہیں! ور آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کیا۔ کہ بادشاہ آپ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونو باتیں سراپا جھوٹ تھیں! نہیں دنوں ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پر نزاکت و لطافت شہر ہے کہ اس قسم کا شہر بادشاہ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل جنت کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں۔ کہ فِیْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن پر صادق آتا ہے! ن نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑا ڈ ایک بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پر ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں۔ خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا سمجھا کہ یہ دنیا و مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا ہے پوچھا آنجناب کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا بستر میں بیٹھے ہیں بادشاہ آنحضرت کی زیارت کیلئے

گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے گرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ صف باندھیں کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے جالی دار ہے جن میں تمام لعل زمرد الماس اور یاقوت جڑے ہیں اس کی ایک طرف دریا ہے اور دوسری طرف باغ اور اس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا اور اب بھی تمہاری سلطنت کے مدد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینیوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا اور تمہاری طرف سے ہمیں۔ سو یہ وہ باتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں۔ ہم نے تمہیں بخشیں عرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا ✤

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا جاگتے ہی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا پیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو تمہاری تسلی ہوئی ہے دیکھا ہم نے کیسا جنت نشان مقامات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔ عرض کیا جہاں ارشاد ہو فرمایا وہیں کی شمال کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا جب لایا تو اسے بلا کم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی اور اس نے کاغذ پر لکھ دی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا اور عرض کیا بالکل سچ اور درست ہے اسی قسم کا شہر اور قلعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا ✤

بادشاہ نے آداب بجا لا کر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے تمام حکما نے بادشاہ کو کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھیں۔ تاکہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے ✤

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاس خاطر سلطان بنفس نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیادی پتھر رکھا۔ حق تعالے نے آنحضرت کے دست مبارک کی برکت سے اس عمارت کو اختتام تک پہنچایا اور زمانے کے حادثات سے محفوظ رکھا چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے آئے بدستور قائم ہے بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالیدار دریا کنارے

بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد۔ اور یاقوت جڑوائے۔ اس برج کے شمال کی طرف
ایک باغ لگوایا جس کی دیوار سنگ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑوا دئے
اور اُس کے اندر طرح طرح کے پھلدار اور بہار دار درخت لگوائے۔ محل بنوائے نہریں جاری کرائیں
اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔ اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس باغ کا نام خیابانِ بخت رکھا۔ اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام
ہے۔ اور جسے دیوان خاص کہتے ہیں جس میں سوائے ارکان سلطنت کے اور کسی کو آنے کی اجازت
نہیں۔ سنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربار عام جس میں چالیس ستون تھے۔ جس کے
اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا۔ بنوایا۔ اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان
رکھا۔ اس میدان کے گرداگرد دسو محراب بنوائے ہر ایک محراب میں دس گز مربع حجرہ بنوایا۔ جو
طرح طرح کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے۔ ایک دریائی طرف
دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف
ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس قلعہ کے گرد ایک اور بڑا قلعہ بنوایا جس
میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا مجموعہ اضلاع سات کوس ہے ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔
اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ
پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے
دروازے لاہوری دروازے کی دونو طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ
متفرق مقامات پر ہیں۔ اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہاں نما جامع مسجد سنگ رخام
اور سنگ موسے کی بنائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے
نام پر بنوائی جس کا نام سرہندی مسجد رکھا گیا۔ اس گرد نواح میں ایک باغ بھی آنحضرت کے
نام پر بنوایا گیا جس کا نام سرہندی باغ رکھا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت
عالیشان باغ بنوایا جس کا نام شالامار مقرر کیا۔ اور دریا سے نہر نکال کر شہر میں لائے۔
جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں جاری تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی
چھوٹی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی تر و تازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے
کے باہر چند تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عیدگاہ کی نمازوں کے لئے

بنوائی۔ لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی عیدگاہ بنوائی۔ شاہجہان آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرداگرد چھتیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور تیس ہزار تہہ خانے کی دکانیں ہیں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہوگی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر اور قلعہ پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مہر ثمن برج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما تیار ہوئی۔ شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اس نے خواب میں دیکھی تھی بنائی جائے کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہ بنوائی تھی۔ اور شاہجہان کے سوا اسے کوئی قایم نہ کر سکا۔

ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی تو اس کے کھڑا کرنے میں چار سو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا۔ اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پر رکھا۔ اور یہ بارگاہ دیار عالم کے سامنے قائم کی گئی۔ اس کے تمام محراب دیبا کے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل جواہر یاقوت اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو مع خلفا مدعو کیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تو نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالت بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرت نے بادشاہ فرمایا کہ جاؤ تخت پر بیٹھو۔ اللہ تعالے یہ تخت قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مبارک کرے۔ بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا۔ اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعوے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عظمے عطا کی ہے تو بھی اس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرتا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سر نو عمارات عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالا مار باغ بنوایا۔ تخت طاؤس نادر شاہ کے آنے تک ہندوستان میں رہا بعد ازاں اسے وہ ایران لے گیا۔

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضؓ تعمیر خانقاہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بار دوم بیان عمارات حضرات مخدوم زادہا و بیان بناہائے قصر سلطانی در سرہند بشارت یافتن آنحضرت از پروردگار بخدمت تخلیص تمام عاصیان امت از آتش دوزخ و دیگر قضائیکہ دریں سال واقع شدہ :۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی یکتفی نہ تھی۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضؓ نے ایک اور وسیع مسجد بنوانی چاہی۔ آنجناب کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا۔ کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادت عظمےٰ میں ہی حاصل کروں۔ آنحضرت نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی اور قدیمی مسجد کی علامت کی طور پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس واسطے کہ کعبہ معظمہ نے یہاں نزول کیا تھا اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فناء و بقا حاصل ہے حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی رضؓ کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا اس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح کا ایک بشار بنوایا مسجد کی جنوب کی طرف سالکان سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے صحن میں داخل کرکے روضہ متبرکہ کے گردنواح کو وسیع کردیا اس مسجد کی ایک یہ فضیلت آنحضرت پر منکشف ہوئی۔ کہ یہ مسجد الحرام، مسجد النبی، اور مسجد الاقصےٰ سے اتر کر باقی تمام جہان کی مسجدوں سے افضل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجودہ مسجد کا صحن ہے یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے مغرب اور شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا اور جو باغ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت میں بطور نذر یہ باغ پیش کیا آنجناب نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا

ہر ایک نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی اور اس باغ کے ارد گرد کی زمین بھی لیکر اس میں عالیشان مکانات بنوائے اس باغ کے شمال اور مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا جس میں ہر ولایت کی چیز موجود رہتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا مہتمم آنحضرت کا صندل نام خواجہ سرائے مہتمم تھا اس واسطے یہ بازار صندلپورہ کے نام سے مشہور ہے اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانی رضہ کے لئے محل بنائے گئے جن میں آنحضرت حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے عمر کے آٹھ سال یہیں بسر کئے ۔

اسی سال بادشاہ ہند آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند آیا اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکان سلطنت کو کہنے لگا۔ کہ یہ شہر میرے دو تودار الخلافوں کے مابین ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے اور آنحضرت کی زیارت کے لئے میں یہاں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے ؎

الا سوادئیاں شہریست در ہند — کہ اندر پائے او نہاد سرہند

بہتر ہے کہ اس شہر میں عالیشان عمارت بنوائی جاوے چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے۔ جیسے شاہجہان آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے ۔

اسی سال آنحضرت کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے امت محمدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونکدیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت رضہ کو یہ خوشخبری سنائی تھی ۔

ذکر در بیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضہ عرض داشت کردن عبدالعزیز خاں بادشاہ توران و غائبانہ مرید شدن او بجانب قیومیت مآب آنحضرت رضی اللہ عنہ ۔

اس سال عبدالعزیز خاں بادشاہ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحفہ ہدایا و نیاز ایک عرضی بھیجی جب عبداللہ اوزبک توران کا انتقال ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے

عبدالعزیز خان کے بھائی کو تخت پر بٹھایا اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ اِس بات سے واقف ہو کر سمرقند بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا۔ اِس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی اور خواجہ صاحب سے توجہ اور مدد کی درخواست کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تم بھی ہو۔ امید ہے کہ آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ عبدالعزیز خاں عشا کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا اور بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ہزارہا سوار فاخرہ لباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر کھڑے ہیں اتنے میں ایک اور بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درویشوں اور پیشروؤں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا۔ میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں جن کو صفیں دیکھتے ہی سربسجود ہو گئیں؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آنحضرتؒ نے اُس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا "خاطر جمع رکھو۔ ہمارا تمہاری طرف خیال ہے۔ انشاءاللہ عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندہار جاؤ وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری رفاقت کریں گے" خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندہار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں پر کے آنحضرت کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے۔ سو وہ اُس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا ایک لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرتؒ کے خلفاء و مرید تھے سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا۔ راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے۔ جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان سلطنت کے دل پر رعب طاری ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت کے تمام خلفا او مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مرید تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے پر راضی ہیں۔ اور جو خوشخبری آنحضرت نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی سن چکے تھے اس لئے انہوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ بلا تکلف تشریف لائیں۔ ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دینگے۔ جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے بھاگ گیا۔ عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جا کر آنحضرت کی توجہ کی برکت سے

بلا مزاحمت غیرے توران کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادت غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اسی طرح آنحضرت کی خدمت میں ہدئے اور تحفے بھیجتا رہا۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنجناب نے از راہ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا۔ اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے اُن سے عین کمال شفقت سے پیش آئے۔

ذکر و بیان

سال چہاردہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی

مرید شدن شاہزادہ محمد اورنگ زیب :-

اس سال شاہزادہ محمد اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلقت ہرج و مرج میں ہے عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچ کر لئے جاتے ہیں اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لیجانا چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پر بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے۔ تو میدان قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم آ گئے ہیں جن کے سپرد حق تعالےٰ نے گنہگاروں کو عذاب دوزخ سے چھڑانا کیا ہے۔ آنحضرت رضی نے پہلے ان آدمیوں کو چھوڑایا جنہیں عذاب کیا جا رہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعت فاخرہ دیکر بہشت میں بھیجدیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی وہ دو قسم کے تھے ایک گروہ کو تو فقط خلعت عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ جنتی براق اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جن پر اس قدر رحمت الٰہی ہوتی ہے کہا یہ گذشتہ انبیا کی اُمتیں ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ہے اس امت مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید ہیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی نے میری طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اسے بھی تخت اور نوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعد ازاں مجھے زمرد کا تخت اور نور کا لباس عنایت ہوا۔

یہ خواب دیکھکر صبح حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی

نے اس سے پہلے فرمایا تھا۔ کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا۔ ہم تاج سلطنت اس کے سر پر رکھینگے۔ چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہؤا۔ اس اسطے آنحضرتؓ نے سلطنت کی خوشخبری اُسے عنایت فرمائی۔ اور پیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو عرض خدمت کرے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ جس طرح تو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہوگا ÷

جب دوسرے شاہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اورنگزیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے۔ تو کڑھے۔ اور جو ارادہ دل میں تھا کہ آنحضرت کے مرید بنینگے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جاکر مرید ہوئے ÷

کہتے ہیں کہ جب اورنگ زیب مرید ہو چکا تو داراشکوہ بھی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہؤا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم خدا کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے۔ بلکہ سلطنت کیلئے آئے ہو۔ سو وہ اورنگ زیب ہم سے لے گیا ہے داراشکوہ مایوس ہو کر آنحضرت کی خدمت سے اُٹھا۔ اور جا کر شاہ میر لاہوری کا مرید ہو گیا۔ اُس دن سے آنحضرتؓ سے دشمنی کرنے لگا۔ ہر وقت اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا۔ حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اُسے اُس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا۔ اور اورنگ زیب کو ہند کی سلطنت عنایت کی۔ آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے ÷

اِسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ÷

ذکر بیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن روشن آرائے دختر سلطان ہند بخدمت آنحضرت رضی اللہ عنہ ÷۔

جب اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہؤا تو اُس نے اپنی بہن روشن آرا کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا دوسرے بھائی اور فقیروں کے اوصاف اُس سے بیان کرتے تھے تا کہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اُسنے استخارہ کیا کہ مجھے

کس بزرگ کی مرید ہونا چاہیئے +

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اور اس طرح چمک رہا ہے کہ دیکھکر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اُس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چاروں طرف چار سنگ خام کے برج بنے ہوئے ہیں اور ان چاروں پر گنبد ہیں اور اس محل کے اوپر ایک سنہری بڑا عظیم الشان گنبد ہے جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور محل کے نیچے تمام اولیائے امت آنحضرتؐ کے منتظر کھڑے ہیں آنحضرت خربوزہ کھاکر اُس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنہیں اولیائے اُمت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں اور ان کے لینے میں بڑی جد و جہد کرتے ہیں آپس میں جھگڑتے اور ایکدوسرے سے چھینتے ہیں اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اس اثنا میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائیگا اللہ تعالیٰ اسے صدیقوں میں داخل کرے گا۔ اور دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جائے گی +

جب صبح اُس نے یہ خواب اپنے بھائی اورنگزیب سے بیان کیا۔ تو وہ اُسے آنحضرت کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا۔ اور خواب کا واقعہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ روشن آرائے نے آنحضرت کے انتقال کے بعد اُسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا۔ جیسا کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا +

ذکر در بیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی۔ مرید شدن گوہر آرائے دختر دوم سلطان ہند :-

بادشاہ ہند کی لڑکی گوہر آرا دانائی، عقلمندی، سمجھ، اور فہم، علم، اور حلم آراستگی، اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ دن رات عبادت خدا میں مشغول رہتی اور صبح شام خوف خدا سے روتی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے سر مو تجاوز نہ کرتی +

اُس نے ایک دن اپنے بھائی اورنگزیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سرخ یاقوت کی ہیں۔ درخت زمرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے

اس باغ کے اندر مروارید کا ایک محل ہے۔ اس محل کے اوپر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ اس محل کے ایک طرف تمام اولیائے امت کے مرد ہیں۔ اور دوسری طرف تمام عورتیں مثلاً عائشہ صدیقہ رض اور فاطمۃ الزہرا رض اور خدیجۃ الکبرےٰ رض وغیرہ ہیں۔ جو عورت آتی ہے وہ عورتوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور جو مرد آتا ہے وہ مردوں میں داخل ہوتا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی محل پر کھڑا ہے۔ اور آنحضرت اس کی طرف بار بار متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کام کیلئے حکم دیتے ہیں۔ اور وہ شخص تمام جہان کے مطالب و مقاصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کبھی مردوں کی طرف جاتا ہے۔ کبھی عورتوں کی طرف۔ اور ان کی مُہمات آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق سرانجام کرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد کر رکھا ہے +

یہ خواب دیکھنے کے بعد گوہر آرا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اس کے حال پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اُس نے بھی آنحضرت کی خدمت میں سلوک انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ بلکہ آنحضرت نے اُس کے حق میں نہایت اعلے درجے کی خوشخبری دی۔ اور وہ یہ کہ جنت میں گوہر آرا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں داخل ہو گی +

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رض کے وصال کے بعد گوہر آرا نے باقی سلوک حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور ولایت ثلاثہ۔ اور کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔ نیز حضرت قیوم رابع رض فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ گوہر آرا بہشت میں جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہو گی۔ حضرت خلیفۃ اللہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد باغ کی سیر کو تشریف لے جاتے۔ تو سرہندی باغ میں گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور پھر فرماتے کہ اس قبر پر نور عظیم کا عجب ظہور ہے جو اکثر اولیا کی قبر پر بھی نہیں ہوتا +

ذکر دربیان

سال ہفتدہم از قیومیت حضرت بلند شان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رض

طلب کردن دعا سلطان ہند برائے فتح قندہار از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب بر فتح آندیار و فرستادن شاہزادہ اورنگ زیب برآں مرزبوم وظفر یافتن شاہزادہ از توجہ آنجناب رضی اللہ عنہ ✦

اس سال بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ والئے ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطان ہند میں اہل ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں تمام ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور اُن میں برادری کا سا تعلق ہے اس واسطے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی جب شاہجہان نے سُنا۔ کہ شاہ ایران کا یہ خیال ہے اور علاوہ بریں بر سرعام خلفاء ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات استعمال کرتا ہے۔ تو سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اسی وقت ایک جرار لشکر لے کر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مہم کے لئے دعا اور توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کرینگے جو کچھ معلوم ہوگا اس کے موافق جواب دینگے۔ دوسرے روز جب بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں توجہ بلیغ کی ہے فضل الہی سے امید غالب ہے کہ حق تعالے تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہوگیا۔ اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کر کے جب کابل کے گردو نواح میں پہنچا۔ تو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کو آگے بھیجا۔ شاہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت باطنی کے لئے لکھا۔ آنحضرت رضؓ نے اُس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہاد اصغر و جہاد اکبر کے فضائل اور اُن کے متعلق احادیث مندرج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو روافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں ✦

یہ مکتوب آنجناب کے مکتوب کی پہلی جلد کا چونسٹھواں مکتوب ہے۔ تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ حدیث:

اخرج ابودردا الذھبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما مرفوعا یکون فی اخر الزمان قوم یسمعون الرافضۃ یرفضون الاسلام فقتلوھم	ابودردا میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی توہین کرینگے اُن کو قتل کرنا

فانھم مشرکون ۔

حدیث واخرج الدارقطنی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیاتی من بعدی قوم یقال لھم الرافضۃ فان ادرکتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون قال قلت یارسول اللہ ما العلامۃ فیھم قال یفرطونک بما لیس فیک ویخالفون عن السلف واخرجہ عن طریق اخر نحوہ کذلک من طریق اخر وادعند ویخلون عنا اھل البیت یسوء کذلک ذالک انھم یسبون ابا بکرؓ وعمرؓ ۔

کیونکہ یہ مشرک ہونگے ۔
دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں رافضی کہا جائیگا اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مشرک ہونگے۔ آنجناب نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم (حضرت علیؓ) میں نہیں پائی جاتیں۔ انہیں اصل سے بھی بڑھا کر بیان کرینگے۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کرینگے یہی حدیث اسی مطلب کی بالفاظ دیگر بھی آئی ہے ایسے لوگ اہلبیت سے باہر نکل جائینگے لیکن وہ ایسا کرنے میں سرسبز رائی پر رہینگے۔ کیونکہ وہ حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں برا بھلا کہینگے ۔

ان احادیث کے بعد لکھا۔ "رجعنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر" ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف ہوئے ۔

حدیث قدسی میں آیا ہے "عاد نفسک فانھا اغضب بمعاد" تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے ۔

انسانی نفس امارہ باوجود تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اپنے کفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالے کے احکام پر عمل درآمد نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اس کے فرماں بردار ہوجائیں اور وہ کسی کا مطیع وماتحت نہ ہو۔ چونکہ خودی پر قائم ہے اور اَنَا رَبُّکُم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالے کی رضامندی ہے اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غرا کے مطابق ہے۔ غرض جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب اور ضروری خیال فرمایا۔ پھر حضرت قیوم ثانیؓ

نے شاہزادہ کے قاصد کو قندہار کی فتح کی خوشخبری دیکر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندہار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچکر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا وہاں کے حاکم نے حرکت مذبوحی کی۔ اور بھاگ اُٹھا۔ اور قندہار پر شاہزادہ قابض ہوگیا۔

شاہجہاں نے اس فتح سے بہت خوش ہوکر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیئے۔ شاہزادہ نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا۔

ذکر بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام ربانی قیوم ثانی رضی نہضت نمودن شاہزادہ اورنگ زیب بسوئے خراسان بموجب امر عالی و فتح کردن آں مرز و بوم از توجہ حضرت معصوم رضی اللہ عنہ :-

جب والئے ایران نے سنا کہ قندہار پر سلطان ہند قابض ہوگیا ہے اور اصفاہان کی طرف آرہا ہے تو بہت ست پٹایا۔ اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھا کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے۔ بلکہ سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہوسکا ہم نے اُس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنت ایران اس کے حوالے کی اب باعث معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کس خاطر ادھر آرہے ہیں۔ قندہار پر جو آپ قابض ہوگئے ہیں بہتر ہوا۔ آپ اسے اپنی قلمرو میں شامل کرلیں۔ کیونکہ ہم نے ابتدا ہی سے یہ ملک آپ کو دے رکھا تھا اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے۔ تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ اُس کا فکر کیا جائے۔ والئے ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران ہمایوں بادشاہ کے حوالے کیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے باپ کا دادا ہمایوں شیرخاں افغان سے شکست کھاکر ہند سے ایران پہنچا۔ تو شاہ ایران نے اُس کی بہت کچھ آؤ بھگت کی۔ حتےٰ کہ تمام ملک ایران اس کے حوالے کیا۔ اُس نے لیکر پھر اسی کے حوالے کیا۔ اور خود ہندوستان جاکر اُسے دوبارہ فتح کیا۔ جب والئے ایران کا خط شاہجہاں نے دیکھا تو اُسے رحم آیا۔ کہا کہ قندہار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شاہزادہ نے باپ کا حکم پڑھا تو بہت ناراض ہوا اور ایک عریضہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھا۔ کہ آنجناب کی توجہ مبارک سے مَیں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رافضی لوگ علانیہ شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو۔ تو اس طرف کا رُخ کروں اور انہیں ہلاک کروں آنحضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ جدہر کا رخ کروگے فتح پاؤگے۔ جہاں کہیں رافضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔ شاہزادہ نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان کا ارادہ کیا۔ اور اس تمام کے علاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ ہزارہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا۔ اور ایرانیوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ ؎

بلانہائے ایران در خون و خاک　　ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک

از ایراں سپہ مرد خستہ شد　　وزاں روئے پیکار پیوستہ شد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے بادشاہ بھی یہ دیکھکر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شاہزادہ کی طرف لکھا۔ کہ مَیں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں لیکن تمہارے دل پر کچھ اثر نہیں ہؤا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسب ذیل اشعار کے مطابق ہے۔ فساد مٹانے کی خاطر ؎ مد

بے خردے چند ز خود بے خبر　　بیشمار ند ز بھر مُنہر

باد شوند ار بہ چراغے رسند　　دود شوند ار بد ماغے رسند

سزادی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل ہند میں گئے۔ اور از راہ دشمنی خلاف واقع باتیں ہماری طرف سے تمہارے پاس بیان کیں۔ اور تمہیں ہم سے ناراض کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جب کہ اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ خلقت نے اللہ تعالٰے کو صاحب اولاد اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ البتہ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔ شاہجہان نے اورنگزیب کو لکھا۔

کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شاہزادہ بھی اِس لئے ایران کی تواضع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مجبور ہو کر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ نے تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور قید ہو گیا۔ ہندوستان کے وزیرِ اعظم کے بیٹے شہزادہ سعد اللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے واسطے بھیجدیا۔ شاہزادہ نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا۔ بلخ کے تمام علما مشائخ۔ اور چھوٹے بڑے سعد اللہ خاں کو مبارکباد دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا۔ اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے علما کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں علما سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں۔ اُنہوں نے جنونِ اسلام اور حرارتِ دین کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ جائز ہے۔ کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے اُس نے کہا۔ یہ حواس باختہ کیوں ہو گئے ہیں۔ اور اِن کے مُنہ سے اونٹ کی طرح جھاگ کیوں نکلتی ہے۔ اُنہوں نے اُس کی تکفیر کا فتوےٰ دیا۔ سعد اللہ خاں اپنے کہنے سے سخت شرمندہ ہوا۔ کہا میں تو تمہارے علم کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے آخر سعد اللہ خاں نے سر ننگا کر کے اُن کے پاؤں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا میری خطا درگذر کرو۔ میں اپنے کہے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ اِن کی نذر کیا۔ شاہزادہ اُن علما پر بہت خوش ہوا۔ اور ان کو اپنے پاس بُلا کر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی۔ اور فاخرہ خلعت عنایت کی۔ بعد ازاں شاہزادہ نے اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور وہاں کے بادشاہ عبد الرحمن کو اپنے ساتھ لیکر ہندوستان گیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ معہ اس ملک کے تحائف ہدایا بطریق ضیافت شاہزادہ کے پیش کئے۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ شاہزادہ نے اُس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا۔ اور اس کا سر مُنہ چوما۔ اور کہا واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے اور سلطان عبد الرحمن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اُسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے برابر بٹھاتا تھا۔ اور شاہزادوں کی طرح اُس سے سلوک کرتا تھا۔ امرا کو تاکید کر دی کہ جس طرح شاہزادوں کا ادب بجا لاتے ہو اسی طرح اس کا بھی ادب بجا لایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے

ملک کا بادشاہ ہے۔ جب شاہزادہ حاضر خدمت ہوگیا۔ تو بادشاہ شاہجہان آباد میں آیا لیکن پہلے سرہند حضرت قیوم ثانی کی آستان بوسی سے مشرف ہوکر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کئے۔ آنحضرت کمال لطف و کرم سے شاہزادہ اورنگ زیب سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمہیں دین و دنیا میں خوش رکھے۔ شاہزادہ بھی آداب قیومیت بجالایا۔

ذکر دربیان

سال نوزدہم حضرت قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن سلطان عبدالرحمٰن بلخی و بادشاہ خراسان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

جب بادشاہ ہند قندھار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہوکر حضرت قیوم ثانی کی آستان بوس سے مشرف ہوا۔ تو سلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا سلطان پہلے ہی سے غائبانہ معتقد تھا لیکن ان دنوں بسبب بعض اہل غرض کے کہنے کے کہ تیری سلطنت میں زوال صرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے۔ قدرے بد اعتقاد ہوگیا تھا۔

اسی اثنا میں اُس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے بعض لوگوں کو طوق و زنجیر پہنائے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہیں دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مخالف ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اُسے بھی پکڑ دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے آواز دی۔ کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا خاص مرید ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُسے دائمی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ بُرے عقیدے سے توبہ کی اور ٹھان لی کہ میں ضرور آنحضرت کا مرید ہونگا۔

دوسرے روز یہ خواب اورنگ زیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اُس کا خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن آنحضرت کا خاص الخاص مرید ہے۔ شاہ توران کی لڑکی الیو بیگم نے بھی جو سلطان عبدالرحمٰن کی منکوحہ تھی اس بارے

میں خواب دیکھا تھا۔ وہ بھی آنحضرت کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرت رضؓ کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ اُس نے آنحضرت رضؓ سے بالکل پردہ نہ کیا۔ سلطان عبدالرحمن کی قبر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ کے صفہ کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت قیوم ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتےٰ کہ سلطان ہند نے بڑے زور و شور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اُس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال تک سلطان آنحضرت کی خدمت رہا۔

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رضؓ پیدا ہوئے۔

ذکر بیان

سال بستم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم زمانی قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن بادشاہ بدخشان غائبانہ بجناب حضرت ایشان۔

جب شاہ بدخشان نے شاہزادہ اورنگزیب سے ڈر کر بہت سا روپیہ اُس کی ضیافت کے لئے بھیجکر اظہار عجز کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جاچکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پاکر اُسے کہا کہ اورنگزیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا ہے گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مرید تھا۔ فوت ہوچکا تھا اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان اور نو دولت تھا اس لئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرت رضؓ کے اُن خلفاء کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان رہتے تھے ترک کردیا۔ اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے وہ بھی بند کردئے۔ بدخشان کے رئیسوں۔ علماء اور مشائخ نے ان حالات کے سبب اس سے ناراض ہوکر اُسے وعظ و نصیحت کی کہ آنحضرت رضؓ نے اورنگزیب کو صرف ایران کے رفض کے لئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بدعقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اُٹھاؤ گے۔ کیونکہ آنحضرت قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج

وراحت، شادی غمی اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آنحضرت کے اختیار میں ہے

کارے جہاں بسر نرود بے رضائے او | در دست او ست بختئے نہ چرخ را مدار
بر جملہ خاک داں روانست حکم او | چوں جادہ صحاری چوں موج در بحار

لیکن اس نے نصیحت نہ سنی۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے اور ہزار ہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔ بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقٰی قیوم وقت ہیں بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں بعض کو انعام و اکرام دیتے ہیں اور بعض کو مار پیٹ ہوتی ہے۔ پھر جہان بھر کے بادشاہوں کو آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہو کر خلعت فاخرہ عنایت فرمائی اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سپرد کئے اور بعض پر سخت ناراض ہوئے اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت ؓ نے سخت ناراض ہو کر اُسے فرمایا کہ تو وہی ہے۔ جس نے ہمارے خلفا کی حرمت کو ترک کیا ہے اور ہم پر بد اعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے بادکیا اور تیری سلطنت کے ممد و معاون ہم ہیں اور اپنے خلفا کو ہم نے تیری حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اُس کی گدی پر مکا مارا جس پر اُس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں آئندہ آنجناب کے خلفا کی حرمت کما حقہٗ کرونگا۔ تین مرتبہ آنحضرت ؓ نے انہیں الفاظ کا اعادہ کیا اور مکا مارا اور اُس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں آنحضرت ؓ نے اُس کے کان کو زور سے اینٹھ کر فرمایا خبردار بھول نہ جانا ✦

کان اینٹھنے پر بادشاہ جاگ پڑا تو کان درد کر رہا تھا اور مکے کا نشان اور درد دونو موجود تھے۔ اُسی وقت اُٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفا مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بد عقیدے سے توبہ کی غائبانہ آنحضرت کا مرید ہوا اور ایک عرضی معہ تحفہ ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آنحضرت نے اُس کے قصور معاف فرمائے اور اُس کے ذریعے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔ اس طرح شاہ بدخشان غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اُسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشان کے بادشاہوں

کے ہاں موجود ہے ؛

ذکر بیان

بیست وپنجم سال از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن تمام ترکستان و سلاطین قبچاق وغائبانہ مرید شدن ایشاں بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ :۔

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب ترکستان میں آنحضرت کے خلفا کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی۔ اور ترکوں پر اُن کا تصرف اس قسم کا ہوگیا۔ کہ وہ اپنا کوئی کام آنحضرت کے خلفا کے اذن بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خان بھی اسی طرح محکوم تھے (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں) اگر وہاں کے خان کوئی کام آنحضرت کے خلفا کی خلاف مرضی کرنا چاہتے تو نہ کرسکتے۔ لیکن خلفا خانوں کے خلاف مرضی کرسکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان ان سے ناراض تھے۔ جو آنحضرت کے مرید تھے ؛

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے اس لئے وہ آنحضرت کے خلفا سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پاکر ان خانوں کو کہا کہ شاہزادہ اورنگزیب جو تمہارے نیست ونابود کرنے کے لئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے گیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمہارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سُنکر بے اعتقاد ہوگئے۔ اور انہوں نے آنحضرت رضی کے خلفا کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ سب سے پہلے لعل خان نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اُس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ جن کے دودھ دہی پر گذارہ کرتے ہیں اور اُن کی پشم کا لباس اور خیمہ خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں عمارت کا کہیں نام ونشان نہیں۔ ترکستان کے اکثر خان اور دشت قبچاق کے تمام سلطان صحرانشین اور خانہ بدوش ہیں۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اس واسطے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی عمارت نہیں پائی جاتی۔

تمام وضیع وشریف اعلےٰ و ادنےٰ بادشاہ اور رعایا آسمانی ستاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں اور خانہ بدوش ہیں۔ آج یہاں ہیں تو کل وہاں ✣

تاریخ شہرخی میں لکھا ہے۔ کہ دشت قبچاق کا طول وعرض اٹھارہ لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے۔ کہ وہاں صبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہوتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراءالنہر کہتے ہیں۔ کہ وہاں پر عشا کی نماز فرض نہیں۔ کیونکہ عشا کی نماز شفق کے غائب ہوجانے پر شروع ہوتی ہے اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ہند کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے۔ اس سے پہلے دشت قبچاق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مرید ہوئے تھے۔ اور ہر طرح سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتقد و مرید تھے ✣

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انہوں نے اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جن میں سے بعض تو اُن سے مل گئے لیکن توتمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیچ خاں سلطان سادوق اوذون قراتیمو والئے عرفوی والتم خاں حاکم بالغ داغ۔ اور بالیغر خاں قورق کول وغیرہ اسّی بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے اُنہیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو کیونکہ قیوم وقت کی مخالفت کرنا دین و دنیا کو برباد کرنا ہے۔ اُنہوں نے مصلحت وقت کے مطابق منافقانہ توبہ کی لیکن درپردہ اسی فکر میں رہے۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا پر ہاتھ صاف کرنا چاہیئے۔ اوغز خاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشق کے کنارے مقام عرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفائے تھے۔ سب کو مدعو کیا۔ اور نیز علاقوں کے تمام وضیع وشریف چھوٹے بڑے اور خاقان۔ خان اور سلطان وغیرہ سب کو بلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقرر کردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کر دئے۔ کہ عین عرس کے وقت آکر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کر دینا

اسی اثنا میں اللہ تعالے نے خلیفہ خواجہ یوسف اور خلیفہ عبدالرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دے دی۔ جب ان کو جب کشف تصدیق ہو چکی۔ تو انہوں نے باقی خلفا کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ خواجہ عبدالرحمٰنؒ نے اعز خاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری عوت کی ہے یا قتل کرنے کے واسطے بلایا ہے۔ اُس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے لوگوں کو کہا کہ جو قلماق کوہ سمور کی چوٹی پر ہیں انہیں بلالاؤ۔ جب وہ آئے تو خواجہ صاحب نے انہیں فرمایا۔ سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اعز خاں اور فلاں فلاں خاں نے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس بُرے کام سے شرمسار ہو کر توبہ کرتے ہیں۔ جب اُنہوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ کسی فرد بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہو گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔ وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا کے مرید ہوئے۔ اعز خاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعد ازاں تمام خلفا سخت ناراض ہوئے۔ اور خانوں کو کہا کہ تمہارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی۔ جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے۔ صبح شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں اور تمہیں ہم اپنی دعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔ اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ کیا ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے کہ تم ہمیں قتل کرو۔

چہ سود است کیں قوم ناحق شناس | کنند آفریں را بہ نفریں قیاس
بجائیکہ بدخواہ خونی بود | تواضع نمودن زبونی بود

اللہ تعالےٰ تم سے اس کا بدلہ لیگا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے۔ یہ ہمارا جوش خروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے نہ کہ اپنی خاطر۔ بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! اگر حضرت امام معصوم قیوم حق ہیں تو انہیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرتؐ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔ اس وقت خلفا مارے غصے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے۔ اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کرتے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے نے

نہ پائی۔ اور دعا کرہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑھوں سے اُکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر اور دریا میں گرنے لگے دریا اس قدر جوش میں آیا۔ کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قبچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا بعض دریا میں غرق ہو گئے۔ اور بعض پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر پٹکتی تھی۔ چنانچہ اعز خان وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے پٹکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے بجلی کی آواز ایسی خوف ناک تھی۔ کہ پتے پھٹے جاتے تھے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جو اب مرید ہو گئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشت قبچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے۔

تیر فقیراں چو کشاد از کمال بگذرد از نہ سپہر آسماں

اُن کے لشکروں کا اکثر حصہ ہلاک ہوا۔ جو باقی رہے وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں توقمش خان وغیرہ ننگے سر خلفاء کے قدموں پر آ گرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ و زاری کی۔ خلفاء کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ دعا کرتے ہی اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب کے سب مرید ہو گئے۔ اعز خاں ہوش آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دینے والا کون ہے۔ مَیں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میری توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اس بلا سے نجات بخشی۔

کہتے ہیں چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں ترکستان و دشت قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے ۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے۔ جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیں ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایک ایلچی بھیجا ۔ تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوں ۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آنحضرت نے ہر ایک پر شفقت و عنایت کی اور مرید کیا ۔ اور غائبانہ دعا و توجہ کی ۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم قیومیتِ حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۔ عرض داشت کردن از ارادت آوردن شاہ سلیمان بادشاہِ ایران بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ :-

اس سال شاہ سلیمان بادشاہ ایران کی عرضی ارادت اور نیاز مندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی ۔ اسکے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے ۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی ۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہند کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایما سے ہوا ۔ اس واسطے آنحضرت سے سخت ناراض تھا علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرات سرہند سے عداوت تھی کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے ۔ جن سے ان رافضیوں کو سخت دشمنی ہے ۔ عبداللہ خاں اوزبک نے جو ایران میں خون ریزی کی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کی ۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے علاوہ مذکورہ بالا عداوتوں کے ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا ۔ کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آ گئے ہیں ۔ وہ ہمیشہ ہمارے دکھ دینے میں درپے رہتے ہیں ۔ عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انہوں ہی نے بھیجا ۔ اب بادشاہ ہند کو بھی انہوں ہی نے ورغلایا ۔ کوئی ہے جو اُن کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے ۔ سبزوار کے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے ۔ کہ جس طرح ہو سکیگا ہم جا کر حضرت قیوم ثانی رضؓ کو قتل کر دینگے شاہ ایران نے انہیں ہزارہا تومان دئے ۔ اور وعدہ کیا کہ جب تم اس مہم میں کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تمہیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دونگا جب وہ سرہند

کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رستے میں ان سے ایک نے خواب میں دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جنگل میں کھڑے ہیں۔ میں نے وار کرنا چاہا۔ تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔ پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا قائل ومعتقد نہیں۔ اُس کا دین اور دنیا دونو خراب ہیں۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ ہزارہا فرشتے آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرداگرد صف بستہ ہوتے ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہکر فرشتوں نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کیا۔ میں نے دل سے توبہ کی۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو فرمایا کہ اسے اب چھوڑ دو۔ اُس نے توبہ کر لی ہے۔ اُس پر اُنہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جب میں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ میں نے یہ خواب اپنے ہمراہیوں کو بتایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جارہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ میں نے تو نیت کر لی ہے کہ جا کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جاؤنگا تمہیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں کیونکہ اگر باز آجاؤ گے تو دین و دنیا کی نجات تمہیں نصیب ہو گی۔ انہوں نے کہا ہم نے بھی اس بارے میں خواب دیکھے ہیں۔ اور توبہ کر لی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب بتلایا۔ جن کا یہاں لکھنا باعث طوالت ہے۔ پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

انہیں دنوں شاہ ہند کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہ ایران کے پاس آیا۔ وہ ایلچی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص مرید تھا۔ شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہو گئی حتیٰ کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا۔ ایلچی صبح شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا۔ ایک روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہمیں دکھ دینے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ آور کرتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آنحضرت میں دینی جوش وحرارت بکثرت ہے انہوں نے متواتر یہ خبر سُنیں۔ کہ تم لوگ باقی تین خلفائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے دشمنی کرتے ہو۔ اس واسطے وہ للہ تم سے ناراض ہیں۔ ورنہ ذاتی غرض کو اس میں ہرگز ہرگز دخل نہیں۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوا درخت پر آبیٹھا بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ کوّے کی

عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر وکمان ہاتھ سے پھینک دی۔ ایلچی نے بادشاہ کو کہا۔ کہ ایک کوّا جو نجاست کھاتا ہے اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار کیا ہو۔ لیکن جو لوگ صبح وشام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ رہے رفافت کی جانفشانی کی اور موت کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوئے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں۔ اُن پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمہارا مذہب بھی عجب قسم کا ہے۔ جس مذہب میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو۔ وہ مذہب ہی کیا۔ بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہوا۔

اسی اثنا میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا۔ کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ اُن کو میں نے سرہند میں دیکھا ہے کہ شیخ صاحب کے بادرچیخانے کے لئے سرپاؤں سے ننگے سروں پر ایندھن کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔ جب اظہار افسوس کرکے اُن سے احوال پوچھا۔ تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور ہم ایسے بدراہ سے تائب ہوئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہوگا۔ ہم اُسے قتل کرینگے پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انھوں نے کہا یہ ذلت اُس دولت سے بدرجہا افضل ہے۔ بادشاہ کو ہمارا اسلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ۔ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہوگی جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہوگی۔ بادشاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرد خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جا کر سلام کیا تو سلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو ہی ہے جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوب پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہوگا بہتر ہے کہ اُس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تاکہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی

مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ کہ نہ تو رہیگا! اور نہ تیری سلطنت میں نے اسی وقت رفض سے توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی نسبت جو مجھے بد اعتقادی تھی اُس سے استغفار کی! ور آنحضرت کی طرف رجوع کیا! ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آنحضرت کے کمالات آپ کی خدمت میں عرض کیئے تھے! اللہ تعالے کا شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کرلیا بادشاہ نے اُسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف وہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک عرضی دربارہ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اور تحفے پیش کیئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُس کے عریضہ کو پڑھکر اُس پر بہت بہت مہربانی کی! ور بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعد ازاں وکیل اپنے بادشاہ کی طرف سے آنحضرت کا مرید ہوا۔ ہزارہا شیعہ اس روز تائب ہوئے! ور آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف وتحائف معہ عریضہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتا رہا۔

ذکر دربیان

سال بیست و سوم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام محمد معصوم زمانی قیوم ثانی رضہ مرید شدن بادشاہ کاشغر غائبانہ بجناب حضرت ایشان رضہ:-

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید ہوا! اس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے۔ کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا۔ کاشغر گیا! اس سے پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے خلفا موجود تھے! ور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا بلکہ حضرت قیوم اول رضہ کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضہ کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دنوں بعض مخالفان دین کے بہکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آگیا تھا۔ جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لیکر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ اُس کی فصاحت وبلاغت سے خوش ہوا اور اُسے اپنے ندیموں میں شامل کرلیا! ایک روز بادشاہ اُس سے ہندوستان کے بڑے مشہور مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا! اُس نے حضرت قیوم ثانی رضہ کا ذکر خیر بھی کیا! ور آنحضرت کے کمالات کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذ اللہ آنحضرت کی طرف سے ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لاتا۔ کیونکہ آنجناب اس وقت قیوم وقت

اور ظلیفہ روزگار ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین و ایمان کا برباد کرنا ہے۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی تنبیہ ہوئی۔ اُسی وقت دو رکعت نماز ادا کرکے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ ابھی دعا ہی کر رہا تھا کہ بیہوشی سی ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ جن کے بیچ میں ایک مرو خدا تخت پر بیٹھا ہے! اور تمام اولیا اُس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہوکر پوچھا یہ بزرگ کون ہے؟ کسی نے کہا یہ شیخ محمد معصوم ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیا نے جھڑک کر کہا۔ کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہکر اُس کے کان اینٹھے۔ اُس نے توبہ کی۔ بادشاہ نے یہ خواب دیکھکر توبہ کی۔ اور ایک عرضی دربارہ تجدید بیعت بعجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ آنحضرت نے بھی اس پر بہت مہربانی کرکے اس کے حق میں دعائے خیر کی +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ متولد ہوئے +

ذکر دربیان

سال بیست و چہارم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت فرستادن امام یمن بجناب حضرت ایشان رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

اس سال امام یمن نے ایک عریضہ دربارۂ ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصّل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کچھ خاص مرید حج کے لئے گئے۔ تو اثنائے راہ میں علاقہ یمن کے شہر مخاسے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اُس نے اُن مریدوں کا ڈھنگ دیکھا! اور انہیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا

اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں
اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لاعلاج
کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہو گئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہو گئی
امام یمن نے اُن سے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ انہوں نے تھوڑا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ
مریضہ پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ بفضل خدا آرام ہو جائیگا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اُس کو
اس قسم کا افاقہ ہوا۔ کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری ہی نہ ہوئی تھی۔ یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور
کا اعتقاد پہلے سے سوگنا ہو گیا۔ اور مرید بن گیا۔ اور اُن کی تعریف والئے یمن کو لکھی والئے
یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت و سماجت سے انہیں اپنے پاس بلایا امام
یمن نے انہیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا انہوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
کا اسم شریف بتایا۔ کہ ہم آنحضرت کے مرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا کہ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ
کی پہلے ہی سے بہت کچھ تعریف سنی ہے۔ آپ لوگ بھی جناب کے حالات سے مطلع فرما دیں۔
انہوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہ قیوم وقت ہیں۔ اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کی بقیہ طینت سے ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ
کے اور کمالات بھی بیان کیئے۔ امام یمن آنحضرت کے کمالات کو سُن کر حیران رہ گیا۔ اور
کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے۔

اس اثناء میں امام مذکور نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمت
جمع ہیں۔ اس مجمع میں سنہری کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھے ہیں۔ ان کرسیوں کے بیچ میں دو تخت جواہرات اور یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔
جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور زمرد اور مرواریدکا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن
کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے۔ کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام
اولیا اور کرسی نشین بڑے ادب سے اُن دونو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور
ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا کہ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ جو کرسیوں
پر اور جو تخت پر ہیں۔ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ سب اولیائے اُمت ہیں۔ جو کرسیوں پر ہیں۔ وہ
قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے اُمت ہیں۔ اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں یہ
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ ہیں جو قیوم زمانہ ہیں۔ دونو اولیائے اُمت کے سردار ہیں۔

ایک کا اُن میں سے وصال ہو گیا ہے۔ اور ایک اس وقت موجود ہیں۔ امام نے یہ خواب آنحضرت کے خلفا سے بیان کیا اور بعد ازاں ایک عرضی در بارہ ارادت و نیاز مندی معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی اور غائبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو اُس کے حق میں دعا و توجہ باطنی فرمائی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوئی۔

ذکر دربیان

سال بیست و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰی امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ حبیب اللہ را بہ بخارا و بیان قضایا کہ شیخ را در آں ولایت دست دادہ اند:۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرت کے یار مخصوص تھے خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سُنا کہ بخارا میں مخالف علما کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہیں۔ رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں ماوراءالنہر کے علما سے کیونکر مقابلہ کرونگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے۔ مجھے یاد کرنا۔ میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا۔ پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی۔ جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اُس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے۔ تو وہاں کے اعلےٰ اور ادنےٰ اور چھوٹے بڑے عزت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے۔ اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے۔ اور بارہ ہزار کا جتھہ لیکر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید حاضر تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف

نہ ہو گی۔ شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید جو سرائے بادشاہ کا مقرب تھا اُس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اُسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا۔ جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کھسک گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہ کی۔ لیکن اخون شریف عناد سے باز نہ آئے۔ ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے اور کہتے کہ شیخ صاحب کو علم بالکل نہیں۔

ایک رات اخون شریف نے خواب میں دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں۔ اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں بھی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا۔

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں اور آنحضرت کے مرید ہوں۔ ہم میں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہونگے۔ تم مہمانی کا فکر کرو۔ چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا یقین تھا اس واسطے لوگوں سے آنحضرت کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سُنی۔ تو شیخ صاحب سے خود آکر پوچھا شیخ صاحبؒ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لائینگے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ دوسرے روز بادشاہ امرا وزرا اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے اور طرح طرح کے کھانے پکائے گئے۔ میوے لائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا اور جو اس وقت خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور بخارا کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرتؓ کی زیارت کی تھی اٹھ کر آنحضرتؓ کے قدموں پر گر پڑے اور کہنے لگے یہی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام چھوٹے بڑوں نے قدمبوسی کی۔ آنحضرتؓ کی تشریف آوری پر سبھی حیران تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے

بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا۔ کہ شیخ صاحب کی عزت و حرمت کیا کرو بعد ازاں قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا۔ کہ باقی میوے ہمارے بعض نقاہ کے یاروں کے لیئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں۔ فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انہوں نے وہیں رکھ دیئے۔ بعد ازاں عصر کی نماز باجماعت ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور جن لوگوں نے مرید ہونا تھا انہیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی پھر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنجناب ہواخوری اور تفریح طبع کے لیئے چھت پر تشریف لے گئے جب بہت دیر ہو گئی۔ تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے۔ تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہ تھے نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھکر مخالفین دل و جان سے آنحضرتؓ کے مرید و معتقد ہوئے۔ اور شیخ صاحب سے رجوع کیا۔ مخالفوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔

جب وہ میوے سرہند لائے گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کیئے۔ تو چند ایک دانے بادشاہ ہند کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھکر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آ سکتے ہیں۔ یہ کہاں سے آ گئے۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بہ سبب لطافت بخارا سے یہاں پہنچ نہیں سکتے۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو۔ تو تھوڑے دن ان کو رکھ چھوڑو۔ جب رکھے گئے تو تیسرے دن خراب ہو گئے۔ جب مدت بعد بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انہوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانیؓ کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا۔ ہند کے لوگ سنکر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اور بہت سے مخالف آنحضرت کا یہ تصرف دیکھ کر مرید ہو گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اور جس میں دو سو چالیس مکتوب ہیں۔

ذکر و بیان

سال بیست و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ انحراف مزاج مبارک آنحضرت از شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہ گفتہ بعضے مردم و عذر خواہی کردن او و عفو

نوردن آنجناب و رفتن شیخ آدم بحرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ نے اپنے حضور میں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بعد آنجناب کے تمام خلفا اور مریدوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ ان دونو بیعتوں میں شامل تھے۔ اور ہر صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے باقی خلفا مختلف ممالک میں گئے۔ اور مسند مشیخت پر بیٹھے تو حضرت قیوم ثانی رضہ کے بھی مرید و معتقد رہے شیخ آدم بنوری اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے رہنے لگے۔ ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں۔ جب شیخ صاحب کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزارہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے۔ تو آنحضرت رضہ کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا مجھے حضرت قیوم اول رضہ سے مل چکا ہے مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے۔ جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا۔ تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی۔ کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کرو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ولیعہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثنا میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتلاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہے یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضر خدمت ہوتے تو آنحضرت ذرا بھی پرواہ نہ کرتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے شیخ آدم کے

خلیفہ خواجہ محمد امین ؒ "مناقب الحضرات" میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم ربانی کو اپنے پیر کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں۔ اور حضرت معصوم ربانیؒ دونو علم کے عالم ہیں۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی۔ اُن کی خدمت میں جاؤ تاکہ دونو علوم سے مستفید ہو سکو۔ اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے۔ تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرت سے کی۔ لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک دفعہ حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے) سیر کے لئے بنور جا نکلے۔ تو شیخ آدمؒ نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل نہ کر سکے۔ اور یہ نعمت جو مجھے حاصل ہے یہ بھی انہیں کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔ اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو لکھیں۔ آنحضرت سخت ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ آنجناب کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض ناتمام اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابر کرتے ہیں لیکن برابری کہاں۔ اُن سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے۔ جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالات فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں۔ اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں۔ اُنہوں نے ضائع کیا۔ کھویا۔ اور گنوایا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے محض تواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے۔

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹ پٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ آدم کی شکایت کی کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اُس کے برخلاف

عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ یہ آنجناب کا مرید ہے ورنہ میں اس کی نسبت کو سلب کرلوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔ میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدامجدؒ کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کرکے فرمایا۔ کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں اسی اثنا میں شیخ آدمؒ کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہند اور اُس کے لشکر کو مطیع کرے۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچہزار پٹھانوں کو ساتھ لے بنوں سے روانہ ہوا۔ اور سرہند آکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ علیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کرکے حکم فرماویں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے وہاں جانے سے اس طریقہ کی سبکی ہوگی۔ دوسرے روز جب شیخ صاحبؒ نے جواب مانگا۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا بہتر یہ ہے۔ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں۔ کیونکہ سوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کرکے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ نے مُلّا بدرالدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو۔ شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا۔ کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہی کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہدیا۔ تو شیخ صاحبؒ نے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب شیخ صاحبؒ شاہی لشکر میں پہنچے۔ تو اول اوّل وہاں آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کردیا۔ جس نے آپ کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ (اس کی مفصّل کیفیت اس کتاب کے رکن اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے) ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے۔ کہ دور سے ایک ہوفوج معہ انبوہ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہوں۔ آنجناب نے اجازت دی۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنےٰ چاکر ہوں۔ اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہوگئی ہے جو آنجناب کے ملال خاطر کا باعث ہوئی ہو۔ تو معاف فرماویں پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے بھی معاف فرمایا اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجالا کر حج کو روانہ ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے محاذی میں مدفون ہوئے۔ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو (جیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت میں لکھتے ہیں) جب کبھی بقیعہ کی زیارت کو جاتے شیخ کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے مدد و معاون ہوتے۔ اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت الجھاتا ہے لیکن ہم نے اُسے بالکل معاف کیا ہے۔ اور اُس کی الجھاوٹ کو دور کر دیا ہے۔

ذکر دربیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرستادن آنحضرت خواجہ ازغون را بہ خطا و چین و قضایا کہ خواجہ را در آنجا رو دادہ اند:-

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ ازغون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ ملک خطا میں بھیجا۔

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا۔ کہ نوچین نور بخش قاآن خطا و چین کا بادشاہ جو چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اُس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔ ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور خاقان خان بالنغ میں جو قاآن کا دار الخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار

بڑے بڑے مشہور بادشاہ شریک جلسہ ہوئے۔ یقمش خاں اور اغز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں [۲۱] سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونوں آنحضرتؓ کے بعض خلفا کو اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس ملک میں بتخانے بکثرت تھے۔ اس لئے خلفاء نے اِن بتوں کو توڑا۔ اور کئی ایک بتخانوں کو ویران کر دیا۔ جب یہ خبر قاآن نے سُنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آکر شورش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو پکڑ لاؤ۔ تاکہ انہیں سزا دوں۔ جب ترکستان کے بادشاہوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم رہوگے نہ تمہارا ملک رہیگا۔ یہ لوگ اُس شخص کے خلیفے ہیں۔ جو اس وقت تمام اہل جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالےٰ نے اُس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اختیار اُسے دے رکھا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کچھ اور خیال آیا۔ تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشت قبچاق کے بادشاہوں اغز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا۔ کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدنیتی ایسی ایسی بلا میں گرفتار ہوئے تھے۔ قاآن نے پہلے بھی یہ ماجرا سنا ہوا تھا۔ ان باتوں کے سُننے سے اس کے دل پر آنحضرتؓ کا رُعب چھا گیا۔ کہا اس شخص کے خلفا کو بلاؤ۔ تاکہ اُن سے دعا کی درخواست کروں یقمش خاں آنحضرت کے خلفاء کو قاآن کی خدمت میں لے گیا۔ قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سُنہری کرسیوں پر بٹھایا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں آپ لوگوں کی دعا کا امیدوار ہوں کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے ہے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے۔ خلفائے جیسا کہ مناسب اور ضروری تھا۔ آنحضرتؓ کا ذکر خیر کیا۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُنکر قاآن آنحضرت رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اور خلفا کو ملک خطائے کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدیئے دیکر رخصت کیا۔

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے جس کے اندر ایک محل پر ایک نورانی عزیز بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو شخص دین و دنیا کی خیریت چاہتا ہے۔

وہ ان کی اطاعت کرے ورنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا +

اسی وقت اعز خاں اور لقمش خاں کو بلا کر خواب سنایا۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کو بلا کر دوبارہ تحفے اور ہدئیے دئیے۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دربارہ نیاز مندی اور التماس دعا و توجہ لکھیں۔ اور بہت سی اعلےٰ درجہ کی چیزیں جو خطا میں مہیا ہو سکتی تھیں۔ آنحضرت کے واسطے بطور تحفہ و ہدیہ خلفائے کے سپرد کیں۔ خلفا لقمش خاں اور اعز خاں وغیرہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا۔ جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے۔ ساتھ ہی ایک خلیفہ کے لئے درخواست کی۔ کہ آکر قاآن کو راہ راست پر لائے۔ اور خطا و چین میں دین اسلام کو رواج دے جب اُن کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت پہنچے تو آنحضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی۔ کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا۔ تاکہ وقت ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کر سکیں۔ جب خواجہ صاحب خطا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی لقمش خاں اور اعز خان نے قاآن کی طرف لکھا۔ کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ہر طرح سے خاطر و مدارات کرنا۔ خواجہ ارغون پہلے کشمیر میں آئے۔ جو سرہند سے بیس منزل ہے۔ پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجالایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے چلکائے یلدوز میں پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمانداری کی۔ پھر ایک مہینے میں چلکائے یلدوز سے بیابان شیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر لقمش خان وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے اور چالیس روز میں بیابان شیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خان وغیرہ نان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان مہیا کیا۔ یہاں سے بیس روز

میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قبچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے لئے آ پہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔ ختن سے خانان بالنغ تک جو قاآن کا دار الخلافہ ہے کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے۔ مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین نے خواجہ صاحب از غون کو ملک قراخواجہ تک چالیس روز میں پہنچا دیا۔ وہاں کا حاکم کما حقہ لوازمات مہمانداری بجا لایا۔ قراخواجہ سے سعاول تک جو ملک خطا کی سرحد میں واقعہ ہے ایک مہینے میں پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لیکر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کحیاتو تک جو ملک خطا میں واقعہ ہے دو مہینے میں پہنچے یہاں کے حاکم نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے۔ وہاں سے ملتائے تک جو خطا میں ایک بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور رستہ بھی ہے۔ جہاں سے ہو کر شہر خان بالنغ میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس زمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان آٹھ روزہ راہ کا فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آبحیات اور کبھی خاصیت اُس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور تین دن میں اقاقاش سے قراقالش میں۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوفی میں پہنچے۔ اسی اثنا میں لقمش خان اور اعز خان وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ کہیں خطا والے شورش کریں۔ کیونکہ وہ مخالف دین ہیں۔ وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوئی ہے۔ ایک دفعہ ایک سوار کو زین پر سے ایک ہی سینگ پر اُٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار گئی دن تک رہا۔ پھر وہاں سے پانچ روز میں شہر سوکچو میں پہنچے۔ اور یہ خطا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل خطا خواجہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سُن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے۔ اور مہمانداری کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے۔ جو نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کے گرد نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالنغ تک ایکسو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین فرسخ بہت قوی ہے۔ فرسخ سے

مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے جب کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ پر خبر پہنچ جاتی ہے۔ کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھروں میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ اور آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے زراعت کرتی ہے۔ الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکھو میں پہنچے۔ اور بعد ازاں پندرہ روز میں شہر قمحو میں پہنچے۔ یہ دونوں شہر ملک خطا کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونوں شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونوں شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کئے۔ اور اچھی طرح خدمات بجا لائے۔ شہر قمحو میں ایک کوکب آبلدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں خطا کے اچھے اچھے منظر تیار کئے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ نقش و نگار ہیں۔ اُن کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل تیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے سب کا سب سنہری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سرد آبہ بنایا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب کیا ہے۔ یہاں پر ایک اور محل بنایا ہے جو سرد آبہ کی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اسی واسطے اُسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔ یہاں سے چلکر دس روز میں شہر صدین قور میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے جس میں بہت سے بتخانے ہیں۔ ایک بتخانہ میں ایک بت اسی گز قد کا ہے۔ اس بت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بت بنایا ہوا ہے۔ اس بت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے اس بت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگ رخام کا ہے پتھر کے

ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں ملایا ہے ۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے ۔ اس بُت کی چوڑائی میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں ۔ اس بُت کے قدم سے لیکر سر تک ہال ہیں ۔ اور ہال کے ساتھ کوٹھڑیاں جو نہایت آراستہ اور منقش ہیں ۔ اس بُت کو دوپاؤں پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں ۔ اور سر میں بہت سی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں ۔ خاصہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے ۔ یہاں سے چلکر ایک ہفتے بعد شہر خان بالغ میں پہنچے ۔ اس شہر کے باہر بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے ۔ جیسا کہ شہر قمجو میں تھا ۔ جو قد میں پہلے سے بھی دُگنا ہے ۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے ۔ اس میں چار قلعے ہیں ۔ جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے ۔ چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے اس کا گرد اسّی میل ہے ۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے ۔ تین لاکھ چوبی مکانات ہیں ۔ جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں ۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے ۔ کہ اس شہر کی حفاظت کے لئے اسّی ہزار پولیس ہے ۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے جس میں پندرہ دریا آکر ملتے ہیں ۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں ۔ حالانکہ شہر اس قدر بڑا ہے ۔ پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے ۔ بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں ہوتا ۔ القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے ۔ تو قاآن نے اپنے وزیر اعظم کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ۔ جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا ۔ جب قلعہ کے قریب پہنچے ۔ تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل حلقے کا سنگِ رخام سے فرش کیا ہوا ہے ۔ اور جس میں اس وقت پانچ لاکھ آدمی لباس فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں ۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سونڈ اُٹھائے اور دس شیر کھڑے ہیں ۔ اس قلعہ کے اندر سنگ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے ۔ اس اندرونی میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے ۔ جو لباس زرین پہنے ہوئے تھے ۔ اس میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا ۔ اس پر ایک اسّی گز سُنہری محل بنا ہوا تھا ۔ جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے گز تھا ۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک اور چبوترہ تھا ۔ جس پر نقارہ طبل ۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے ۔ جب کبھی قاآن اُن کے بجانے کا حکم دیتا ہے ۔ تو ایک ہزار آدمی اُن کے بجانے کے لئے آتے ہیں ۔ اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے ۔ اس میدان کے گرد و نواح سُنہری اور

منقش کمرے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اُس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے تھے۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علے ہٰذالقیاس سب کے سب مختلف آلات حرب سے مسلح تھے۔

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھکر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور خطائی زبان میں قاآن کی ثنا و دعا کے گیت گائے قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی۔ اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آداب قیومیت بجالایا۔ اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لیئے مقرر کیا۔ اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔ جب دوسرے روز خواجہ صاحب نے قاآن کو دعوت اسلام کی۔ تو قاآن سوچ میں پڑگیا۔ دوسرے ارکان سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انہوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اُدھر لقمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لیئے تیار کھڑے تھے۔ اعز خاں نے ہر دو فریق کی تسلّی کی۔ اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دیگی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہل خطا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں چنانچہ خواجہ صاحب نے بتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیوم ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔ یہ آواز سنتے ہی سارے بت اپنی جگہ سے حرکت کرکے خواجہ صاحب کے پاس آکھڑے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہتھیار لے کر خطا والوں سے جنگ کرو۔ تمام بت ہتھیار لے کر خطا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزارہا کو قتل کیا۔ جب خطائی اُن پر وار کرتے تو اُن کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بت تو کانسی اور لوہے کے بنے ہوئے تھے۔ قاآن یہ حالت دیکھکر بہت پریشان ہوا۔ اور دوسرے خطائی بھی گھبرائے۔ سب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اُنھوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال خواجہ صاحب کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی۔ لقمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے اُن کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ

سے باز رکھا۔ بقبش خاں اور اعز خاں وغیرہ نے قاآن کو کہا۔ کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہیئے۔ نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی دل سے توبہ کرو۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان لی۔ اسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا۔ اور تو نے اس کے کہے پر عمل نہ کیا۔ قاآن نے صبح دربار عام کیا۔ اور تمام خطایوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب سب جمع ہو گئے تو انہیں مخاطب کر کے اعلان کیا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دونگا۔ خطائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مُہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہار عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی۔ تین سو یار جو خواجہ صاحب کے ساتھ آئے تھے انہیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیجدیا۔ اُن میں سے ہر ایک نے ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت عطا کی۔ چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے۔ اور اُس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک خطا و چین میں اس سلسلے کا رواج ہے۔ خواجہ ارغون نے شہر خان بالنغ میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنغ میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار خطا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد اور آپ کے مرید اب تک خان بالنغ میں موجود ہیں۔

ذکر بیان

سال بیست و ہشتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خلافت دادن آنحضرت شیخ مراد را و فرستادن او بشام شریف و قضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند :۔

اس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آنحضرت کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں۔ اور ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کریگا نجات پائیگا۔ بعد ازاں شیخ صاحب حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) والد ماجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر ملک شام میں روانہ فرمایا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپ کے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح تھے۔ اس واسطے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور بے پا آدمی ہوں۔ اور علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں۔ وہاں پر مجھ سے اس طریقہ کا رواج کیونکر ہوگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے سے تمہیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماوراء النہر جا کر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس جانا۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچکر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب آنحضرت کے حکم کے مطابق پہلے ماوراء النہر جا کر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے

جیسا کہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح شام تمام مشائخ و علما آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والئے شام نے ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم الصلوٰۃ والسلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں اور سخت ناراض ہو کر اسے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب امام محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کو تکلیف دینا چاہتا ہے حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں آئے ہیں۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر اور اُس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ کہ اُس سے تجھے رہائی نصیب نہ ہوگی۔ والئے شام یہ خواب دیکھکر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور تہِ دل سے مرید ہوا۔ جب خنکار روم نے سُنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دیکر شیخ صاحب کی مہمانداری کے لئے بھیجا۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ آپ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سُرخ دینار تھا۔ جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ جاتی۔ اور تین لاکھ خنکار روم بھیجدیتا۔ شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب کبھی آپ حج کے لئے آتے تو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ حج کو آئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آکر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئیگا۔ شریف! تم نے اُس کا استقبال کرنا۔ اور اُسے تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لانا۔ چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے اس واسطے تخت پر بیٹھکر مسجد الحرام میں آئے۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ شیخ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے۔ صرف شیخ صاحبؒ کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا۔ بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت قیوم الیہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضؓ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ دو مرتبہ حج کو گئے۔ تو ہر دفعہ شیخ مراد شام سے آکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب تک آنحضرت وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرتؒ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار

آدمی ہوتا اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج کل ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں۔ اور دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابع رضؓ کے مخصوص یار ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انہوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سُرخ جو خنکار روم نے خانقاہ کے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں۔ اور فتوح اس کے علاوہ ہے حاجی سعادت اللہؒ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں وہ ہر سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجا کرتا تھا۔

ذکر دربیان

سال بست ونہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن شیخ میر ودیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال ارکان سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دشمنان دین کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے سخت مخالف تھے ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی جس میں آنحضرتؓ کے مخالف و منافق حاضر تھے وہاں پر آنحضرتؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہو گئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اٹھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا

چھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور منہ میں گرد پڑنی شروع ہوئی جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو گئے۔ حق تعالےٰ نے اُن کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی۔ شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے لیکن آنحضرتؓ کے مخلص جناب کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ کھڑے رہے اُن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ بگولا اُن کی پیٹھ کی طرف سے اُٹھا اور مخالفوں پر چلا۔

اسی اثنا میں شیخ میر نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے۔ اور طرح طرح کی تکلیف پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرتؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے جب وہ جاگا۔ تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضا درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد بن گئے آپ کے دو بیٹے مکرم خاں اور محتشم خاں آنحضرتؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے باوجود امارت و ریاست آنحضرتؓ کی پالکی کو کندھوں پر اُٹھا شاہجہان آباد میں لے جاتے۔ آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؓ جو مؤلف کتاب کے جد شریف ہیں۔ پیدا ہوئے۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصومؓ محل کے اندر بیٹھے تھے۔ اور اہلبیت اور بہو بیٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک خربوزہ اپنے اہلبیت کو دیکر فرمایا کہ یہ ملا جیون کی والدہ کو دیدو۔ آنحضرت کی بڑی بیٹی خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں شائد اپنی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی۔ لیکن آنجناب نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النسا کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زقیہ زمان نے وہ پھانک میم مکانی کو دی اُس پھانک کے کھانے بعد حاملہ ہوگئیں۔ اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲ رمضان ۱۰۳۶ھ میں ہادی زمان پیدا ہوئے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند اعلےٰ درجے کا ولی اللہ ہوگا امید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ وہ آنجناب کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے

وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمتؒ نے محمد حسن نام مقرر کیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا۔ کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین۔ اور نام محمد ہادی رکھا جائے۔ آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے موجب مُلاجیون کے نام سے پکارا کرتے تھے جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنے ہیں جیتارہ۔ علم ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بے نظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں۔ بڑے بڑے عالم بدقت انہیں سمجھتے ہیں ؛

ذکر دربیان

سال سی ام از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان ہند شاہجہان بزیارت حضرت ایشان و تقسیم نمودن ممالک محروسہ بر اولاد خود و ولیعہد کردن دارا شکوہ و اورنگ زیب ؛

اس سال بادشاہ ہند شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آیا۔ قدمبوسی کے بعد عرض کیا۔ کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں آنجناب کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا۔ ضرور ایسا کرنا چاہئے لیکن اورنگزیب کو ولیعہد بنانا کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق ہے ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ دوسرے روز جب اورنگزیب کو ولیعہد بنانا چاہا اور ملک دکن دارا شکوہ کے حوالے کرنا چاہا۔ تو دارا شکوہ جو بڑا بیٹا تھا اُس نے دکن لینے سے انکار کیا۔ سلطان شاہجہانؒ اُس کے اختیار میں تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا اس واسطے مجبوراً دکن اورنگزیب کو دیا۔ اور ہندوستان دارا شکوہ کو۔ اورنگزیب نے انکار کیا۔ اور کہا مجھے سلطنت درکار نہیں۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں آنحضرت کی خدمت میں رہونگا۔ دکن اور ہنددونو دارا شکوہ کو دیدو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح دارا شکوہ دکن لینے پر راضی ہو۔ لیکن وہ نہیں ہوتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان

اورنگ زیب کے سپرد کیا۔ تو فساد عظیم کا اندیشہ ہے بلکہ یقین واثق ہے۔ لڑائی ہوگی اور مسلمان مارے جائینگے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائیگی۔ اورنگ زیب آنجناب کا مرید ہے۔ آنجناب کے فرمان کو قبول کرلے گا۔ اُسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آنجناب نے اورنگ زیب کو بلاکر فرمایا۔ کہ تسلی رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان دونوں کے بادشاہ ہوگے تمہاری سلطنت کا ہند میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہوجاؤ۔ اورنگ زیب آنحضرتؓ کے فرمان سے مجبور ہوکر دکن لینے پر راضی ہوا۔ بعدازاں آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کرلیا ہے لیکن داراشکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت محمدیؐ کو رواج دینے کی کماحقہٗ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر دین میں ذرا بھی سستی کی اور امور شرعی کے اجرا میں غفلت کی۔ تو نہ وہ رہیگا نہ اس کی سلطنت۔ بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور داراشکوہ کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مذکورہ بالا نصیحت کی۔ داراشکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔ بعدازاں بادشاہ نے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ شاہجہان آباد۔ اکبرآباد الٰہ آباد۔ بہار۔ اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ۔ کشمیر۔ اور کابل داراشکوہ کو دیا۔ اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک۔ اور ارکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ممالک اورنگ زیب کے سپرد کئے۔ اور انہیں دونوں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے۔ اور داراشکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونو کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ اور بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ ملک بنگالہ شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مرادبخش کو جو چوتھا بیٹا تھا۔ دیا۔ چاروں سے قسم لی۔ کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہدنامہ لکھا۔ پہلے اس پر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں اور خلفا کی گواہی لکھی۔ بعدازاں ارکان سلطنت اور ہند کے مشہور آدمیوں کی۔ دوسرے روز جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کا عرس مبارک تھا۔ اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے لوگ حاضر تھے۔ شاہجہان بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں حاضر ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد تمام امراء وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہدنامہ ایک شخص کو دیا کہ پڑھکر سنائے اُس نے شاہی حکم کے مطابق برسرعام اس عہد نامے کو پڑھا اور اس بارے میں حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اُس محل میں جو سرہند بنوایا تھا۔ ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے بھی التماس کی کہ تشریف آور ہوں آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔ آنحضرت نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آداب قبولیت بجالائے۔ بیٹھتے وقت تینوں شاہزادوں کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے صرف اورنگ زیب کے سر پر کے نہ گرے لوگوں نے اُسی وقت کہدیا۔ کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان تینوں کی سلطنت برباد ہوگئی۔ اور اورنگ زیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔ بادشاہ نے شہزادہ داراشکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ تمہاری ولایت میں ہیں۔ اس امر کو غنیمت سمجھکر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا۔ اور آنحضرت کی رضامندی کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہو جائیں ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار ہونگا۔ اس وقت پھر نہ تم رہوگے نہ تمہاری سلطنت۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں۔ اور پھر آنحضرت سے رخصت ہوکر شاہجہان آباد آیا۔ پہلے اورنگ زیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو بنگالے میں۔ اور مراد بخش کو گجرات میں۔ بعد ازاں داراشکوہ کے سر پر تاج رکھکر اُسے اپنا ولیعہد بنایا۔

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوالعلیٰؒ جو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ **قیومؒ ثالث** رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپکے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کا کامل وارث ہوگا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل نجات پر پہنچینگے۔ واقعی حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ خواجہ محمد زبیر کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بلفظ پورا ہوا۔

ذکر دربیان

سال سی ویکم وسی و دوم از قیومیت حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ارتداد تاج محمود کہ موسوم بتاج مردود شد وقتل کردن آنحضرت اورا و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند :-

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دین اسلام کی اہانت سرزد ہوئی جس سے خلقت پر واجب ہو گیا۔ کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو آنحضرت بہ سبب حمیت اسلامی سخت ناراض ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے یار اُسے پکڑ لائے۔ اور اُس کا نام تاج مردود رکھا۔ اور اُس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا۔ جس میں تمام علماء فقہاء صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں۔ صرف اِس پر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مُہر نہ لگائی۔ کیونکہ تاج مردود نے اُسے بہت سا روپیہ چڑھا دیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ یہ جرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دینا۔ اُس نے بہتیری منطق چھانٹی۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ کیونکہ اُس کی والدہ اور چچی دونو کا شاہی محل میں رسوخ زیادہ تھا۔ بلکہ اُس کی والدہ نے تو داراشکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ اس واسطے داراشکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا۔ کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو قتل سے بچانا۔ میں تم پر نہایت مہربان ہونگا۔ جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمود تاج مردود ہے اُس کا قتل کرنا ہم پر اور

تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے مخصوص مُرید عضدالدولہؒ خان دوران ؒ کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتویٰ لیکر تاج محمود کو قتل کردے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرفِ آستان بوسی سے مشرف ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ منورہ میں اجلاس کیا۔ جس میں سرہند کے تمام علماء و فقہاء کو بُلایا۔ سوائے مفتی ابوالخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتوٰے دیا۔ خان دوران نے اُس کی مہر کو لیکر اس فتوٰے پر ثبت کرلیا۔ اور فتوٰے بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ ابوالخیر نے سرہند کے حاکم کو کہا کہ خان دوراں نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے۔ اور اس محضر پر لگادی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھدیا۔ لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے تاج مردود کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ آنجناب رضؓ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حاکم سرہند نے اُسے دارا شکوہ کے پاس بھیجدیا۔ جب آنحضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بنفسِ نفیس شاہجہان آباد گئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکانِ سلطنت کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور خود بھی چھبیل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ آنحضرتؓ نے پہلی ہی ملاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ضرور سستی ہوگی۔ اب وُہی بات ہوئی۔ از روئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اسے حاضر کرکے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے۔ اِتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابوالخیر بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جرم ثابت نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ بالضرور واجب القتل ہے۔ اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔ سعد اللہ خاں

وزیر اعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت م نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیئے۔ سعد اللہ خاں دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا۔ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ایک شخص نے آنحضرت کے گوش گذار کردی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ مارے غصہ کے لال پیلے ہوگئے۔ اور سعد اللہ خاں کو فرمایا۔ کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطب وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اور ساتھ ہی بادشاہ کو فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو تاج مردود کو حاضر کر کے قتل کرو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگے۔ کہ اس سے رہائی ناممکن ہوگی۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ جو آنجناب فرماتے ہیں حق ہے۔ میں اُسے حاضر خدمت کرتا ہوں جو خاطر عاطر میں آئے۔ کیجئے گا۔ اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہو جیئے گا۔ بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ اور آنحضرت اپنی خوابگاہ میں تشریف لائے۔ جب سعد اللہ خاں وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا۔ تو اُسی وقت اُس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا۔ کہ وہ بیقرار ہوکر سواری سے گر گر پڑتا تھا۔ لوگ بار بار اُسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا۔ آخر جب گھر پہنچا۔ اور قریب المرگ ہوا۔ تو اپنے بیٹے فتح اللہ خاں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیج کر معافی مانگی۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میری خطا معاف فرمائی جائے۔ جب اُس کا بیٹا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور باپ کا پیغام عرض کیا۔ تو آنحضرت رض نے فرمایا۔ کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آج وہ زندہ نہیں رہیگا۔ چونکہ اُس نے توبہ کرلی ہے اور معافی مانگی ہے۔ اس واسطے

ہم دعا کرتے ہیں۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اگر معافی نہ مانگتا۔ تو جان اور ایمان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آنحضرت رض نے اُس کے حق دعائے شفا کرنی چاہی۔ تو زبان مبارک سے نکلا اے اللہ اُسے بخش۔ جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے۔ سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی۔ کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں کا سا ہوگا۔ نہیں تو تاج مردود کو تلاش کرکے لاؤ۔ دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اُسے قتل کیا۔ اور جو لوگ اُس کے حامی تھے۔ انہیں بھی سزا دی۔ ابوالخیر بھی انہیں میں سے تھا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا۔ ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آنحضرت نے قتل سے بچایا۔ ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا۔ اور خانقاہ میں میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو آنحضرت نے سفارش کرکے بادشاہ سے اُسے سرہند کا مفتی بنوایا۔ لیکن وہ بدطینتی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمت پر کسی طرح الزام لگا دئے۔ لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا ؎

میرے مصنف رح جد امجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رض فرماتے تھے۔ کہ ابوالخیر اُمت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مرگیا۔ تو اس کا جنازہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہوکر فرمایا۔ کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے اُس کے عذاب کی کمی کے لئے بہتیری توجہ کرتا ہوں۔ لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف

لائے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے دُوسرے فرزند خواجہ محمد پارسا پیدا ہوئے اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہو گیا۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب ؒ اس کی عزاداری پر نہ گئے۔ سنتے کہ اُس کے لڑکے نے بھی آ کر عاجزی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جب اُس کا بیٹا نا امید ہو کر واپس چلا گیا۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہُوا۔ کہ اگر تم اُس کے جنازے میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دینگے۔ آنحضرت اُس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ جاتے ہی آنجناب ؒ کو الہام ہُوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے۔ اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمۃ نے جمع کی۔

ذکر دربیان

سال سی وسوم از قیومیت حضرت ایشاں
عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ۔ تسلّب دارا شکوہ در
مملکت ہند و ضعیف شدن دین اسلام
و سوءِ مزاج شدن آنحضرت از سلطان و
دارا شکوہ و عزم نمودن آنجناب بحرمین الشریفین

اس سال ہند میں بدعت کا بہت غلبہ ہُوا۔ اور دینِ اسلام کو بہت ضعف ہُوا۔ اس واسطے کہ دارا شکوہ ولیعہد اور بادشاہ

کا وصی عصر تھا۔ وہ بدعتیوں کی صحبت میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دور دورہ تھا۔ لیکن اس بات کے سبب دارا شکوہ اورنگ زیب سے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں شورش نہ کرے۔ کیونکہ ایک تو اُس کی بہادری اور دلیری کی دھاک سارے ہند میں تھی۔ دارا شکوہ کیا سارے بھائی اُس سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ دارا شکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا جو آنحضرت کے طریقہ کے سراسر برخلاف ہے۔ اس لئے بھی ڈرتا تھا۔ کہ چونکہ اورنگ زیب آنحضرت کا مُرید ہے کہیں طیش میں آکر فساد برپا نہ کرے۔ اس لئے ایک روز باپ کو کہا کہ میرے کام کو راجگان ہند کی مدد سے مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہند کے راجاؤں کے سردار کو بلاکر داراشکوہ کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا۔ کہ اِس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اُس نے بڑی خوشی سے قبول کیا داراشکوہ نے اُس کے راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ لینا بند کر دیا۔ پھر داراشکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے ہندی کی تعلیم حاصل کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے جیساکہ دین اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ ان میں بھی ہیں اور یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس واسطے ہندوستان میں کافروں کا غلبہ ہوگیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دکھ دینے لگے۔ اہل اسلام کی جرأت نہ تھی۔ کہ کافروں کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی اُن کی فریاد نہیں سُنتا تھا۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کو نظر بند کر رکھا تھا۔ اور اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دئے تھے کہ کسی کو بادشاہ سے مُلاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات خلاف مرضی داراشکوہ بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق

لکھتا۔ اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا۔ حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر بھی نہ ہوتی۔ ہر روز ان ملحدوں اور بدعتیوں اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں جنگ ہوتی۔ کیونکہ آن کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے۔ اور انہیں منع کرتے تھے۔ اور جب وہ باز نہ آتے۔ تو اُن سے جنگ کرتے۔ اور بفضلِ خدا کامیاب ہوتے۔ داراشکوہ انہیں خون آلودہ حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہم کے مرید احکام سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس لئے بادشاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ بادشاہ داراشکوہ کی ان باتوں کی ذرہ پرواہ نہ کرتا۔ ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اور لشکر شاہی سے سارے افسر بھی اُنکے مرید ہیں جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو اس سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہند ہاتھ آئے۔ چنانچہ اُس کے آثار بھی ظاہر ہیں۔ کہ آپ کے مُرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا نہ ہو کہ فسادِ عظیم برپا ہو۔ جس کا علاج بعد از وقت محال ہو۔ اس کا بندوبست ابھی سے کرنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اُٹھا ہی دیا جائے۔ تاکہ یہ ہر روز کا فساد مٹ جائے۔ نہیں تو سلطنت ضرور اس خاندان کے ہاتھ سے نکل جائیگی۔ بادشاہ نے سخت جھنجھلا کر داراشکوہ کو کہا۔ ارے بدبخت! تو قیوم زمان اور قطب جہان کے بارے میں ایسی نیت کرتا ہے۔ تجھ پر خدا کی سزا۔ بس معلوم ہوگیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں۔ اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں۔ کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قطب وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں۔ بیشک اِس خیال کی شامت مجھ پر بھی عائد ہوگی۔ اور جو خناس تیرے دل میں سمایا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت کو اُٹھا دیا جائے یہ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنجناب کے مُرید ہیں۔ جب اُن کا پیشوا مارا جائیگا۔ تو کیا وہ انتقام کے لئے کمربستہ نہ ہونگے۔ اور

ہم سے ناراض نہ ہونگے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا ہمیں ضرور قتل کریںگے سلطنت و جان کو کھو کر ہم عذاب و غضب الہٰی میں گرفتار ہونگے۔ اس سے بچو۔ ڈرو۔ اگر تم اپنی جان ایمان کی خیریت چاہتے ہو۔ تو اس خیال بیہودہ سے توبہ کرو۔ پھر داراشکوہ نے بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ ضعف اسلام کو دیکھ کر آنحضرت کا دل بہت کڑھتا تھا۔ چنانچہ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان چھوڑ کر کسی ملک میں تشریف لیجائیں۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت احمر میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ تمام جہان اہلِ جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ اس واسطے جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے۔

یہ دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہوا۔ حتٰی کہ بے قرار ہو گئے۔ اور حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔ لیکن بے سُود۔ آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نماز ضحٰے کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ تو آنحضرت کو بہت خوشی کی حالت میں پایا۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ آج میں اس سفر کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمہیں اور تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ جو رکاوٹیں اور دقتیں اس سفر کی بیان کرتے ہیں میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی۔

اسی اثنا میں آنحضرت پر ظاہر ہوا۔ کہ آنجناب کے چلے جانے کے بعد سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سرہند سے کر چکے۔ تو ہندوستان میں جا بجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوگئی۔ وبا بھی ایسی زور سے پھوٹ پڑی۔ کہ ہزارہا آدمی روزمرہ مرنے شروع ہوئے۔ صرف شہر سرہند سے ایک ہزار آدمی ہر روز وبا سے ہلاک ہوتے۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی صعوبتیں جھیلیں۔ ملک ہند میں قتل عام مچ گیا سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی۔

سخت قحط پڑا۔ اس واسطے بے شمار لوگ بے خانمان ہو گئے۔ اور جو رہے سہے ہلاک ہوئے اور اُن کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

مختصر یہ کہ جب آنحضرتؓ نے حج کا عزم بالجزم کر لیا۔ تو رخصت ہونے کے لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گئے۔ حضرت قیوم اولؓ نے کمال بشاشت سے رخصت کر کے فرمایا کہ دارا شکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہوگا۔ اور سلطنت تمہارے مرید اورنگزیب کے ہاتھ آئے گی۔ تم اب آؤ گے تو اُس کی سلطنت میں ہو گے۔ آنحضرت نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو سب کے سب پھولے نہ سمائے حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دو نو بھائیوں حضرت خازن الرحمتؒ و حضرت شیخ محمد یحییٰ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو ہزار آنجناب کے خلفاء۔ اور سات سو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے خلیفے تھے۔ حرمین الشریفین ادہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب اکبر آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے استقبال کیا۔ لیکن آنحضرتؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ بادشاہ تاڑ گیا۔ کہ آنحضرت ناراض جاتے ہیں۔ اس لئے بہت منت و سماجت کی۔ کہ جانا ملتوی کر دیں۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا۔ جب بادشاہ مایوس ہو کر پھرا۔ تو سخت ناراض ہو کر دارا شکوہ کو کہا۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا جو ہر طرح سے لاعلاج ہو گی۔ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہیگا نہ تیری سلطنت جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں۔ ورنہ بلا کا منتظر رہو۔ دارا شکوہ نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بہتیری منت و سماجت بلکہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں مگر غایت درجہ کی کوشش کی کہ کسی طرح آنحضرت اس سے راضی ہو جائیں۔ اور اپنا جانا موقوف کر دیں۔ لیکن اس کی عاجزی اور حاضری مفید نہ پڑی۔ اس لئے جو قدر سے قلیل اخلاص تھا بھی وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں ڈوبنے جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا دیکھا جائیگا چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں۔ یا وہ۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

کہ تیرے غرق کرنے کو جاتا ہوں ۔

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور داراشکوہ دونو آنجناب کو رخصت کرنے آئے۔ اور بہت سا روپیہ بطور زادراہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت ؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت و سماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن داراشکوہ کے روپے میں سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہو گیا۔ کہ اب داراشکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور نکل جائے گی۔ اور مصیبت میں گرفتار ہوگا ۔

ذکر دربیان

سال سی و چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان وقعات کہ در اثنائے راہ حرمین الشریفین آنحضرت را روے داده اند و عنایت کردن آنجناب تاج سلطنت بادورنگ زیب :۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اکبرآباد سے دکن کا رُخ کیا۔ تو جن گاؤں یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لئے آتے اور بڑی تعظیم و تکریم اور خاطر و مدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کر آتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آنجناب کے ہمراہ ہو لیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہو کر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔ سرہند سے لیکر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہو گیا۔ چونکہ اورنگ زیب سنتے میں تھا۔ اور داراشکوہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو آنحضرت اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اُسے لکھوا دیا کہ فلاں مقام پر شورش ہے اُسے جا کر فرو کرو۔ اور وہ مقام آنحضرت کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی بابت سُنا کہ دکن تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سر کے بل دریائے نربدہ سے عبور کر کے شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنحضرت نے از راہ لطف و کرم تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی اُسے عنایت کر کے

فرمایا۔ کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے عہد لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہند میں داخل ہونگے۔ جب سارے ہند کی سلطنت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی۔ جاؤ جا کر ہند سے تاریکی اور گمراہی دور کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دیگا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئینگے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہارا امراج ہوگا۔ اورنگزیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہؤا۔ اور اداب قیومیت بجالا کر عرض کیا۔ کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرمادیں تو میری تقویت کا باعث ہوگا۔ آنحضرت نے اُس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین رضؓ کو جو حضرت قیوم رابعؒ کے نانا ہوئے ہیں۔ اُس کے پاس چھوڑا۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا کہ آنجناب کے اپنے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آنحضرت نے ازراہ لطف و کرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ دارا شکوہ پر غالب آ جانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعد ازاں آنحضرت اورنگزیب کو ہندوستان کی طرف رخصت کر کے خود جہاز پر سوار ہوئے دس جہاز اورنگزیب نے آنحضرت کے مریدوں کے لئے دیئے۔ اور پانچ خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے۔ جو غربا اور فقرا کو مفت تقسیم کئے۔ اور جو صاحب مال و دولت آنحضرت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے واسطے خود بندوبست کیا۔ کہتے ہیں ہندوستان کے امرا اور رؤسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملا کر تین ہزار آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ اُن میں سے سو ایسے تھے۔ جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ آپ کے ساتھ تھے۔ اُن سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد تھے۔ روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سورت میں تھے۔ سب آنحضرت کے ساتھ گئے۔ جب آنحضرت جہاز پر سوار ہوئے۔ تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار معلوم ہو رہے ہیں۔ آنحضرت کو جہاز میں درد مفاصل ہؤا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن جب بیماری سے افاقہ ہؤا۔ تو دیر تک مراقبہ کیا۔ اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرتؓ نے تھوڑی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایت الٰہی معلوم ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے

وہ یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا لیکن اس وقت مجھے خیال آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبتا اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت تمہیں ہماری درگاہ میں حاصل ہے اس سے پہلے سوائے تمہارے والد بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی رضہ جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج مراقبہ میں مشہود ہوا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے بڑے بھائی عارف باللہ خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق رضہ نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت رضہ نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھ دی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھولکر اوڑھی ۔

مؤلف کتاب عرض پرداز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت رضہ سے رواج ہوا کسی سے نہ ہوا۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے ہوا۔

اور جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخّہ پر پہنچا۔ تو والئے یمن نے ارکانِ سلطنت کو آنجناب کے استقبال کے لئے بھیجا۔ آنجناب مخّہ سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب فراز انوار میں مستغرق ہیں۔ اور میں بھی اس بحر پُر نور میں غرق ہوں۔ آنحضرت ۲۳ شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت عروج الشریعت، فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں اب تک یہی کیفیت ہے۔ اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے۔ ایک ساعت بعد معلوم ہوا۔ کہ کعبہ میری طرف آرہا ہے اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہوا سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت نور اسم ظاہر ہوا بلکہ بات کرتے وقت تک اسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا۔

یہ مکاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے ملتا جلتا ہے جو اِس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ جو کعبہ اور آپ کے درمیان ہوئی آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاندکی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آتے تھے۔ مَیں طواف کے لئے نکلا۔ جب حجر اسود کے پاس پہنچا۔ (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقت انسانی حقیقت حجری (پتھر) سے افضل ہے) تو اس رات مَیں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت لونڈی کی صورت میں کہ اِس سے پہلے کبھی ایسی شکل مَیں نے نہ دیکھی تھی دیکھا۔ کہ دامن چنے ہوئے ہاتھ میں آلہ حرب لیکر مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے ہوگے۔ بخدا میں تمہیں اپنا طواف نہیں کرنے دونگی۔ اگر میں حطیم میں پناہ گزین نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔ اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا +

ذکر در بیان

(واقعاتے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ را در مکہ روئے دادہ اند)

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ جہاز پر سے اُترے تو عرب و یمن کے لوگ خصوصًا کعبہ کے رہنے والے۔ شریف مکہ اور بادشاہ یمن آنجناب کے استقبال کے لئے آئے اور آنجناب کے خلفا جو گرد و نواح میں رہتے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ اور شیخ مراد جسے آنجناب نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا۔ خنگار روم جو مدت سے آنجناب کا فدوی تھا۔ معہ ارکان سلطنت اور تحفہ و ہدایا قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ صبح شام شریف مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امرا و بادشاہ یمن اور عرب یمن۔ روم۔ اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب عرفات میں پہنچے۔ تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپ کے ہمراہ تھے۔ اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔ عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کو نہیں آیا۔ جو بھیڑ بھاڑ حاجیوں کی اس سال ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی +

یاقوت احمر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب ہم نے مکہ میں آکر طواف کیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں۔ اُن کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبہ سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور چومتے ہیں اور اُن کے قدم بھی زمین سے اوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد ازاں ظاہر ہوا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں۔ اور عورتیں حوریں ÷

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کیلئے مسجد خیف میں گئے۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اُسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے۔ انہیں میں سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی ہارونؑ ہیں۔ اسی مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ مسجد مذکور میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور ابہت جلالی سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہو گئیں ÷

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری لشکر خدا کے مشاہدہ کے لئے تھی۔ اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا مکان و مرتبہ معلوم ہو جائے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں منزل منےٰ میں گئے۔ جب زیارت کے لئے شہر میں آئے تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوئے۔ تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ کچھ رسومات باقی تھیں لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے دراصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طواف کعبہ میں مشغول رہتے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادات خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ انہیں دنوں ایک دن ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے اور اُن کے مقابلے میں باقی انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اُس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار

ظاہر ہوتے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا طواف اس طرح کر رہے ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محرم کی تیسری تاریخ کو اہل معلّٰی کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے آنجناب فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ بسبب بلندی درجہ اور کثرت انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جو کہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔ بعدازاں جناب ام المومنین خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچکر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کر کے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے۔ جس کا میں بیان نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ جناب از روئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سراوقات حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام واکرام کے لئے فرماتی ہیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دو۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے۔ تو ام المومنینؓ سراوقات میں تشریف لے گئیں۔

بعدازاں فضیلؒ بن عیاضؒ، اور سفیانؒ، عتبہؒ وغیرہ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑھا۔ اور اُن کے حق میں تعریفی کلمات فرمائے بعدازاں اُس شخص کی قبر پر گئے۔ جو ہند میں آنجنابؒ کا مرید ہوا تھا۔ لیکن بعد میں شیطان نے اُسے رغلا کر آنجناب سے مردود کر دیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اس پر بہتیری توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعدازاں آنحضرت ایک شیخ کی قبر پر گئے۔ جو ہندوستان سے آکر یہاں آباد ہوا تھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص یار تھا۔ لیکن حضرت قیوم اولؓ نے اُسے خلاف شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہوا ہے۔ شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اس سے مَیں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانیؓ کی عدم توجہ سے ہوئی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس بارے

میں خوب غور فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہُوا۔ کہ
تمام چیزیں اسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتٰے کہ نبوّت اور رسالت
بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبُودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے
مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جو ان صفات سے ذات بحت پر
قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث وامکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقت کعبہ
کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقت مکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ
حقیقت کعبہ حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے
مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدیؐ کو وہ عروج ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقت
کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پہلے پہل عاشورہ کے روز بیت عتیق میں داخل
ہوئے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر وہ عجیب غریب اسرار ظاہر ہوئے
جن کا اس کے باہر نام ونشان تک نہ تھا۔ حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجّت اللہ
قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرّحمۃ مکّہ میں تھے۔ تو ایک
دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لئے
توجہ کی اور نہایت عاجزی سے دست بدعا ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت
مَیں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز خشوع وخضوع سے میرے ساتھ دست بدعا ہے۔
مختلف قسم کی اَن گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے
ہیں۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسماء۔ صفات۔ اصول۔ ظلال۔ شیونات اور اعتبارات
تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ حتیٰ کہ قبولیّت کا اثر ظاہر ہُوا۔ اور انہیں
شفا ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر مَیں نے
طواف کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں
لیکر دباتا ہے +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکن یمانی کے مقابل
اِس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھی تھی۔ وتر کی نماز

پڑھ رہے تھے۔ کہ فرمایا کہ رکن یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث بھی وارد ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے میری حقیقت لکھ کر چلے گئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی۔ تو ایک گھڑی بعد آواز آئی۔ کہ تمہارا قرب تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا سے زیادہ ہے۔ پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے۔ کہ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے۔ اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن مقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوتا ہے۔ اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم بنایا۔ آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لاانتہا عنایت میرے حق میں ہوئی۔ اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے اردگرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عموماً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور بھائی خواجہ محمد صادق کو اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں۔ ساتویں صفر کو آنجناب باب ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے۔ اور اپنے فرزندوں کو شرک خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی۔ کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے۔ گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ شرک کے دقائق سے تو نکلا ہے لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے۔ اس لئے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو۔ میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی۔ بعد ازاں ازروئے لطف و کرم مجھے یہ درجہ

عطا ہوا۔ اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذات باری تک پہنچتی ہے۔ اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نشان تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئے! اور مجھے بوسے دیئے! اور جب میں فکر کرتا مجھے بوسہ دیتا۔ چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام واجب سے ناخوشی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارھویں ربیع الاول کو آنجناب فرماتے تھے۔ کہ آج چاہ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوا۔ کہ اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ذکر و بیان

سال سی وپنجم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از مکہ معظمہ بمدینہ منورہ و واقعاتے کہ آنجناب را در آنجا رو دادہ:۔

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ماہ ربیع الاول میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادئے انوار میں پہنچے۔ تو راستے سے منحرف ہو کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اُس کی قبر کے پاس بیٹھا۔ تو اُس نے قبر سے نکلکر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے۔ تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ میں آکر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے آداب بجالائے۔ فرمایا۔ کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرت کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرت کو بپاس ادب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ میری خاص

امت تو وہی ہے جو تمہاری مرید ہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی۔ بعد ازاں حضرت شیخین رضی نے بھی بہت سی مہربانی کی۔ چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لیئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی کا مدفون بقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجرہ مبارک آپ کا گھر ہے۔ اکثر اوقات میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے ساتھ حجرہ میں دیکھا ہے۔ آنجناب نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے مدد کی درخواست کی۔ تو جنابہ سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر وہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا نے معہ تمام اہلبیت ظاہر ہو کر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ اصحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جا کر بیخودی طاری ہوئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں بکمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے اندر ملکر اپنا معراج سمجھکر باہر آگئے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے بیٹھے آپ فرماتے تھے۔ کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے۔ تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی۔ جس میں جواہرات ٹنکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ سے میں دور جاتا تھا اس خلعت کا نور زیادہ ہوتا جاتا تھا ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت الہام ہوا۔ کہ اس نسبت والے کو شایاں ہے۔ کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال کرے۔ ایک روز آنجناب رضی نے شافعی جماعت سے عشا کی نماز ادا کی۔ اسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضی نے تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشا کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام ضیع و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا۔ جیسا کہ دستور ہے۔ پھر آنحضرت رضی نے تن تنہا جا کر بالموجہ بیٹھکر مراقبہ کیا۔ آنجناب رضی فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

از راہ لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسر ہؤا جمادی الاوّل کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال ابہت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا۔ اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ دائیں طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سفیدی مائل تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بائیںؓ طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندؓ کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایات سے فرح و سرور میں ہوں۔ جمعہ کے بعد آنجناب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلام کے واسطے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہؤا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ بعد ازاں اس خلعت پر ایک نور خلعت دکھائی دی۔ ظاہر ہؤا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہؤا۔ کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ با وجود استغنائے محبوبیت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرت کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منوّرہ سے فیض پہنچتا ہے۔ منگل کی رات یکم جمادی الاوّل کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو فرمایا۔ کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے۔ البتہ بعض میں تمہیں اشارتاً بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے کمون و بروز مقرر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے۔ تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور مرید کے نقل میں ظاہر ہوتا ہے

اس وقت مرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کے دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہؤا۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ اُن میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ کیا کمون و بروز بھی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا یہ معاملہ فنا و بقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا و بقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنجناب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر روحانی اہل سموات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی۔ اور اسرار اپنے آپ میں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ان کے بارے میں طبیعت کو تردد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردد بھی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دور ہو گیا۔ معلوم ہؤا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو رستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصہ ہے۔ دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۶۔ جمادی الثانی کو اہل بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا دوسرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آکر میرے واسطے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے۔ جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ ایک غیر متوقعہ عنایت میں پاتا تھا۔ تمام صحابہ اہل قبور کہتے تھے۔ کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالیٰ کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ تو آنجناب کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد ازاں میں سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ دیکھا۔ کہ آنحضرت روضہ منورہ

سے تشریف لاکر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجناب محض نور معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو ابراہیم ہوتا۔ بعدازاں میں دوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت کو گیا تمام نے آکر مجھ پر بہت مہربانی کی جب میں اُمہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔ بعدازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرقدوں پر گیا۔ تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ پارسا کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ امام مالک کی شان نہایت اعلےٰ ہے! ور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔ بعدازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ آدم کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے رہکر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھکر اس کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آنجناب بقیع میں جاتے۔ تو شیخ آدم کی قبر پہ دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھکر فرماتے۔ کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتا ہے لیکن ہم نے شیخ کی لجھاوٹ کو توجہ باطنی سے رفع کر دیا ہے۔ اب ہم اس کے باطن کے ممد و معاون ہیں۔ جب قلعہ میں گئے۔ تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیہ فرمائے۔ بعدازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب و منزلت بارگاہ الٰہی میں ہے۔ اُس کا مشاہدہ کیا۔ معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پُر ہے اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے! ور میں اُن کا امام ہوں اور اللہ سے جو برکات و فیوض مخلوقات کو پہنچتے ہیں۔ وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ و آئندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیسا کہ بارگاہ سلطانی کے وزیر اعظم کیا کرتے ہیں۔ گویا میں بارگاہ الٰہی کا وزیر اعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ مراتب جو مجھے مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کروں۔ بعدازاں الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت ہم نے تمہیں دی ہے وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا۔ میں مسیحی ہوتا جاتا کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں۔ معلوم ہؤا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات و کمالات کا ایک شمہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر سیدان ہند حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہؤا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم دونو کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔ آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم معہ حشم و خدم روضہ منورہ سے نکل اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے ان کے سردار میرے فرزند محمد عبداللہ مروج الشریعت تھے اسی اثنا میں جناب سیدالانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ محمد معصوم! فرزند محمد عبداللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے تھے۔ کہ جب کبھی میں حضرت سیدالمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم و گریہ مجھ پر غالب آئے اسی غم میں تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضۂ مبارک سے نکلکر نہایت لطف و کرم سے ایک خلعت اور ایک شہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تاج پر ایک طرّہ ہے اور طرّہ پر ایک لعل ہے جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ خلعت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں بعد ازاں آنجناب کے دونو فرزندوں کو بھی اسی قسم کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اُس کے لئے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی۔ تو ایک سرپیچ عنایت ہؤا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ

خواب کی تعبیر تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ عین نماز میں فرماتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ ملا اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دونوں بھائی بھی کہتے ہیں کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کو یہ یہ چیز ملی۔ اسی اثنا میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرت رضؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو۔ اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے۔ اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو عطا ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں۔ اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بسبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا۔ تو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے گئے بغیر ظلماتی رہے گا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ دارا شکوہ نے اورنگزیب کو قتل کر دیا ہے اور خود سارے علاقوں کا بادشاہ ہو گیا ہے۔ یہ سنکر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ دارا شکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دست مبارک سے اس کا سر قلم کیا۔ اور فرمایا کہ محمد معصوم! میں نے تمہاری خاطر اُسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا مرید بادشاہ ہے۔ بعد ازاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر مُنہ پر بوسہ دیا۔ اور رخصت فرمایا۔

ذکر دربیان

مراجعت حضرت ایشان از مدینہ سکینہ بمکہ معظمہ و وقعاتے کہ آنجناب را روئے دادہ اند:-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز بشدت مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضرات عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں۔ جب وادی صفرا میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ ابو ذرؓ نے آپ کو خلعت دی۔ جب تخلیص میں پہنچے۔ تو فرمایا کہ یہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے۔ اور یہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کیلئے آیا ہے۔ جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرماکر نہایت مہربانی فرمائی۔ اور مجھ سے بغلگیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے۔ تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اپنے حق میں لا انتہا دیکھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعت الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعت فاخرہ عنایت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرت نور و روشنی کے باعث کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ گویا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا۔ کہ حق تعالےٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ سے جدہ میں پہنچے۔ تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں کیونکہ حضور میں غلبہ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثنا میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا۔ اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکر کھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھکر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقبہ کیا

جب وہ بعد مراقبہ سے فارغ ہؤا۔ تو آنحضرت سے رخصت ہؤا۔ فرزندوں نے آنجناب سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ کہ یہ مرد بحرین کا ولی ہے۔ وہاں کا قطب فوت ہوگیا تھا۔ اس واسطے آیا تھا۔ کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں۔ سو میں نے کردیا اور وہ مجھ سے رخصت ہؤا۔ اتنے میں امام یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہوکر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرماکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرّف فرمائینگے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز یمن میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔ اب اِن حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت کی کرامات کا اظہار رہؤا *

ذکر در بیان

توجہ اورنگ زیب از دکھن بہ ہند و جنگ کردن برادران دارا شکوہ و شجاع و فتح برآں ہردو:۔

جب دارا شکوہ ہند پر پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنے کو بند کردیا۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا۔ حتّٰی کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کردیتا۔ اُس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اسلام میں سخت ضعف آگیا۔ اورنگ زیب یہ حالت دیکھ کر سخت ناراض ہؤا۔ علاوہ ازیں حضرت قیوم ثانی رضؓ نے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اِس واسطے مراد بخش کو اپنے ساتھ ملا۔ چالیس ہزار سوار لے کر ہند کا رخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونو دریائے نربدا پار ہوگئے۔ جب اُن کی آمد کی خبر دارا شکوہ نے سُنی تو بادشاہ کی طرف سے اُن کو حکم امتناہی لکھا۔ لیکن اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو۔ اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور ولایت میں چلے جاؤ۔ دارا شکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا۔ لیکن اورنگ زیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ دارا شکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب نہیں رُکتا۔

تو مجبوراً ہند کے راجگان کے رئیس راجہ کو کہا۔ کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب کو ہندستان نہ آنے دو۔ مہاراجہ نے ایک کثیر التعداد لشکر لے کر دکن کا رخ کیا۔ دارا شکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رکن سلطنت کو ایک فوج کثیر دیکر مہاراجہ کے ساتھ کیا۔ ابھی یہ دونو مالوہ پہنچے تھے۔ کہ اورنگ زیب دکن سے آ پہنچا۔ مہاراجہ نے اُسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے۔ کہ واپس چلے جاؤ۔ ورنہ مَیں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دونگا۔ اورنگ زیب آمادہ جنگ ہوا۔ مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی۔ اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے۔ جنہیں ہندی میں رن کھمبت کہتے ہیں۔ یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدان جنگ میں کھڑے کرکے اُن کے تلے جنگ کرتے ہیں۔ جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں فتح نہ ہو۔ لڑائی بدستور جاری رہتی ہے۔ اورنگ زیب حضرت قیوم ثانی رضؓ کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت میں جنہیں آنحضرت اس کی تسلی کے لیئے اس کے ہاں چھوڑ گئے تھے۔ ملتمس توجہ ہوا۔ آپ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ فتح تمہاری ہے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک تمہاری طرف متوجہ ہے۔ اس لیئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے۔ اورنگزیب یہ خوشخبری سُن کر نہایت خوش و خورم ہوا۔ فاتحہ پڑھکر جنگ کے لیئے سوار ہوا۔ اس طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا۔ دونو طرف سے بدرجہ غایت کوشش ہوئی۔ ہنگامہ گرم ہوا۔ اور اقبال کی چنگاری بھڑک اُٹھی ؎

دہادہ خروش آمد و دادگیر	ہوا دام کرگس شدہ از بہ تیر
فسردہ زخوں پنجۂ دست تیغ	چکاں قطرۂ خوں چو ناریک میغ
تو گفتی زمیں موج خواہد زدن	دمے موج بر اوج خواہد زدن
زہر سو چکاچاک تیغ و تبر	چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر

آخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگ زیب کے پھریرے پر چلی۔ اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ ہوا۔ خود راجہ یک بینی و دو گوش میدان جنگ سے بھاگا۔ اورنگ زیب شکر الٰہی بجالایا۔ جب اورنگ زیب دکن سے آیا تھا۔ تو اس وقت شجاع بھی بنگالے سے روانہ ہوا تھا۔ دارا شکوہ نے اُس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا۔

اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا۔ اور شجاع بھاگ گیا جب اس شکست کی خبر دارا شکوہ نے سنی۔ تو باپ کو کہا کہ حکم ہو تاکہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے۔ کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا۔ تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے۔ تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے۔ میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں اتنے میں اورنگزیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی۔ تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ جب اورنگزیب اکبرآباد کے قریب آ پہنچا تو ادھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا شاہجہان نے دارا شکوہ کو کہا کہ تمہارا اورنگزیب کے مقابلے پر جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑیگا۔ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی توجہ باطنی اس کے شامل حال ہے۔ اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے۔ مجھے اُس کے مقابلے پر جانے دو۔ مجھ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور میں اسے دم دلاسا دیکر تیرا مطیع بنا دونگا۔ دارا شکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں کہ میں تمہارے بیٹے کو قتل کرونگا خاطر جمع رکھیں میں اُسے گوشہ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤنگا۔ شاہجہان نے بہتیرا منع کیا لیکن بے سود دارا شکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو لیکر مقابلہ پر آیا۔ اورنگزیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی۔ کہ خبردار جنگ کی ابتدا تمہاری طرف سے نہ ہو جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں تو تم بھی پھر کسر نہ اُٹھا رکھنا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو دارا شکوہ کی طرف سے ابتدا ہوئی۔ پھر اورنگزیب بھی لشکر مشغول جنگ ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

خروش سواران آواز کوس — ہوا قیر گوں شد زمیں آبنوس
ز دو لشکر آواز سنبور نائے — بر آمد ز دہلیز پردہ سرائے
شدہ رُوئے میداں چو باغ جناں — گل روسہ غنچۂ دہ استاں
چمنہائے او شد صف کارزار — ہمہ دار او مردم جنگ دار
ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ و تیر — بہ بر باغ بود آں بیکے رستخیز
جہاں گشتہ چوں روئے زنگی سیاہ — در آمیختہ یک بدیگر سپاہ
دو لشکر چو مور و ملخ تاختند — بتنزد جہاں در جہاں ساختند

بشمشیر وخنجر بگرز وکمند گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپاں زمین لعل رنگ زتیرہ ہوا شد چو پشت پلنگ
ز بس کشتہ افتاد برخاک راہ شدہ عرصۂ رزمگہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت خون ہوا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا اسی گھمسان میں اورنگ زیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھ پر پڑا جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیلبان کے پیچھے تھا۔ مرا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب داراشکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا جب اس کے لشکر نے اُسے ہاتھی پر نہ دیکھا تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ جب داراشکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی۔ تو خود بھی بھاگا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کیا۔ آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا۔ اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی۔ اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے داراشکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ تو شاہجہان آباد کے گرد نواح میں رہ۔ فلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئیگا۔ تو میں اُسے پکڑ کر قید کر لونگا۔ اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا اورنگ زیب نے یہ خط دیکھکر باپ کی ملاقات کو جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا۔ اور قلعہ کی آرائش کروائی۔ اور بیٹے کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب اورنگ زیب نہ گیا۔ تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہوا دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کو اُس کے پاس بھیجکر نہ آنے کی وجہ پوچھی اورنگ زیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا خط کو دیکھکر جہان آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آئی۔ اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا۔ اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالانا۔ اور اپنا بندوبست کرنا۔ تمام شہر اور قلعہ میں اپنے آدمی بٹھانا۔ وہ جاکر آداب بجالایا۔ اور شہر و قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا گو اورنگ زیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روکا۔ لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور

بڑے بڑے اُمرا آ کر اُسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کر دی اس واسطے اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اُس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیر و تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ بے شمار لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ مخالفین نے اورنگ زیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا اور بعض بھاگ بھی گئے۔ صرف گنتی کے آدمی اُس کے پاس رہ گئے۔

چو کر وند دشمن برو دست برد — رخ نامداران او گشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود — جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
نبود ہست در لشکر او شکیب — کہ دست از عنان رفت و پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے۔ اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سعد الدین کو کہا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ کے چچا صاحب نے تو فتح و سلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے تم قائم رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمہیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ۔ اورنگ زیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب کی کلاہ دشمنوں کو دکھائی دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ اُن کی شکست کا باعث بھی دارا شکوہ والا ہوا یعنی ہاتھی سے اتر جب گھوڑوں پر سوار ہوئے تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی اور آخر خود بھی بھاگ اُٹھے۔ اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو اُن کے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اُس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے کابل میں آ کر سکونت اختیار کی۔ شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید تھے۔ اورنگ زیب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا

مرید تھا۔ اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی۔ لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی۔ اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو۔ میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا۔ کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا ۔

ذکر دربیان

جنگ دوم اورنگ زیب و داراشکوہ و فتح یافتن و بر تخت نشستن اورنگ زیب :-

جب داراشکوہ اورنگ زیب سے شکست کھا کر پنجاب گیا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا۔ کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی داراشکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔ اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہو گیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس اکیلے نے سب کو شکست دی۔ اور دو دفعہ تم خود اس سے شکست کھا چکے ہو۔ اب یہ فوج جو اُس کی فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ پھر بھاگ آؤ گے۔ ادھر جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جا کر تمہیں قتل کر دینگے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرائے مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی۔ بادشاہ نے اُس کے گذشتہ قصور معاف کئے جب اورنگ زیب نے سنا۔ کہ داراشکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے۔ تو یہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ حضرت شیخ سعد الدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں سپہ سالار

پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہؤا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہؤا کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آرہا ہے۔ تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیجکر مدد کی درخواست کی۔ لیکن راجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری فوج کا اکثر حصہ قتل ہو چکا ہے۔ اور کچھ متفرق ہو گئی۔ سردست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ ناامید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہؤا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ آملا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہؤا ؎

سپہ ہر دو سو در خروش آمدند | دو دریائے آتش بجوش آمدند
ز سم ستوران ہر دو سپاہ | تزلزل در آمد بہ ناوردگاہ
رواں کرد دریائے چوں مے نہنگ | شناور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیبی لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتی کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب تیروں کے سبب قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ تو تکیہ منگا پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہؤا کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اسے کہدیا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے۔ کہ میں زندہ ہوں۔ اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا۔ سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس واسطے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے آپہنچی۔ پھر کیا تھا۔ اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ دارا شکوہ حسب عادت بھاگ کھڑا ہؤا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ دارا شکوہ شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ ملتان کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا

جا نکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آگئے ہیں۔ تو خود شاہزادہ کو اُن کے حوالے کیا۔ اور کہا کہ میں نے بڑی تلاش سے اسے پکڑا ہے۔ کہ بادشاہ کے سپرد کر دوں۔ جب تاجر خوشی خوشی انعام واکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا۔ تو بادشاہ نے سوداگر کو کہا کیا تیرے لئے مناسب تھا۔ کہ وہ تجھ پر بھروسہ کر کے تیرے پاس پناہ لے اور تو اُسے پکڑ کر میرے حوالے کر دے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا میں تجھے کچھ نہیں دونگا۔ سوداگر شرمندہ ہو کر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اسے پتھروں سے ہلاک کیا۔ دارا شکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اُسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ دارا شکوہ نے کہا میں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کرونگا۔ جن عقائد حق پر ہوں ہوں اورنگ زیب نے علما کو بلا کر اس کے عقائد باطلہ سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں واقف کیا۔ اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علما نے اُس کے قتل کا فتوے دیا۔ اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اُس کے پاس سے اُٹھا لیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں۔ بعد ازاں اُسے قتل کر کے اس کا سر اورنگزیب کے پاس لائے۔ جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرض کیا کہ دارا شکوہ مر گیا ہے آنحضرت نے فرمایا ایمان لے گیا۔ مراد بخش بھی کسی کے دھوکے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں دارا شکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دیکر اُن سے ان کے باپوں کے خون معاف کرائے۔ شاہجہاں نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سنکر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے۔

بعد ازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالے کا شکر بجا لایا۔ اور تمام ملحدوں اور بیدینوں کو جنہیں

داراشکوہ کے وقت میں رواج تھا قتل کیا۔ سرمد کو بھی قتل کیا۔ سرمد بالکل مادرزاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ ملا نے بادشاہ کو کہا کہ اُس نے کفر کا کلمہ کہا ہے اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لئے راضی ہوگیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا تھا۔ جب اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گرا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہوا۔ اورنگزیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے۔ اور بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا۔ تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا +

ذکر در بیان

سال سی و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مراجعت آنحضرت از حرمین الشریفین بہ ہندوستان :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن۔ روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفا مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے آنحضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی عنایات اس قدر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے کہ تیرے فرزند اولیائے امت سے مستثنےٰ ہیں اور تیرے خلفا ہمارے بڑے مقرب ہیں۔ آنحضرت سمندر سے عبور کرکے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہر روز ہزارہا آدمی مرید ہونے لگے صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں میں اس فکر میں تھا۔ کہ اس قدر بندگانِ خدا پر تصرف کرنا پسندیدہ حق ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتے کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا اتنے میں عنایت الٰہی سے غیب سے آواز آئی۔ اور حق تعالےٰ کا فضل و کرم ظاہر ہوا۔ الہام ہوا کہ ہم خود

اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد کا ہنگامہ ہم خود برپا کرتے ہیں تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں۔ تو اُسے بھی حق تعالیٰ سے منسوب پاتے ہیں ٭

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی۔ تو اُس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علما مشائخ اور امرا وغیرہ آنحضرت کے استقبال کے لئے جائیں۔ آنحضرت جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ ادنےٰ اور چھوٹے بڑے جناب کے استقبال کیلئے آتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد تک پہنچے۔ تو شاہجہان نے ضیافت کے لوازمات کما حقہٗ مہیا کئے۔ اور دارا شکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں۔ تو جو کچھ جناب کی مرضی ہے اسی طرح عمل میں لاؤں۔ اور جو باعث فساد ہو اس کو بیچ سے نکال دوں۔ آنحضرت ؓ نے فرمایا اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرت ؓ کے استقبال کو آیا۔ اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آنجناب نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اُس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آنحضرت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے پچاس ہزار آدمی آپ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے۔ جن میں سے تین ہزار سات سو خلفاء تھے۔ اُن کی سواری کے لئے ایک ہزار اونٹ۔ چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چند ایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔ عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب مجھے خود دست مبارک سے تخت پر بٹھائیں۔ آنحضرت بہ نفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند معہ مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا حضرت خازن الرحمت نے بھی منظور نہ فرمایا۔ آنحضرت ؓ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آنحضرت ؓ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اُس میں سے تھوڑا سا لے لیا بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شہر کے قریب پہنچے۔ تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہل شہر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے آنحضرت

پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کو گئے۔ بعد اول تھوڑی خانقاہ میں ٹھہر کر محل میں تشریف لے گئے ؛

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آسمان سے اُترے جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ نہایت لطف و کرم سے آنجناب کے سر اور چہرہ پر بوسہ دے کر پھر آسمان پر چلے گئے ؛

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرف انبیا سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالےٰ نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان پر سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے ؛

عرب ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرتؓ کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے اور اس کتاب کا نام حسنات الحرمین یاقوت احمر رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام مقرر کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں لیجاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؓ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جب یہ رسالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کمال بشاشت و عنایت ظاہر کر کے فرمایا کہ جس قسم کا فضل ربی تم پر ہوا ہے کسی پر کم ہوا ہے اور یہ مکاشفات بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اول کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں۔ بعد ازاں دو آدمی دو خوان ہاتھ میں لئے ہوئے آئے ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا جس میں نہایت آبدار جواہر اور یاقوت تھے۔ جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہو گئی۔ الہام ہوا

کہ یہ یواقیت وجواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آکر جواہرات اور یاقوت کا جڑائی تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت عروج الشریعت نے حسنات الحرمین کا نام یاقوت احمر رکھا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ملا بدالدین کے فرزند ارجمند محمد شاکر نے اس یاقوت احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت عروج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیۃ" میں ہے وہ یاقوت احمر سے لئے گئے ہیں۔

ذکر و بیان

سال سی و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ آنجناب اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجدیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا ایک خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو آپکے استقبال کے لئے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت سے شہر میں لائے آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔ بعد ازاں ایک مرض لاحق ہوا۔ جو روز بروز غالب آتا گیا۔ حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو رخصت لیکر وطن کی طرف لوٹے۔ اثنائے راہ میں سنبھالکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا حال سنکر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمت اللہ علیہ کی قبر کے برابر کدال

زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبہ کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے واسطے جگہ نکل آئی۔ حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا! انہوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اسی اثنا میں آدمیوں میں شور مچ گیا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارا کیا۔ پھر مٹی ڈال دی گئی۔

آج کل ایک روز کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن و کفن بدستور سلامت ہیں۔ گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر مراقبہ کیا۔ تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جا کر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہیں۔

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے۔ انہیں کہدو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں۔

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لا انتہا ہیں۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا تو آنجناب نے انہیں شروع سے سلوک سکھایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے کراتا ہوں۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ کہ سنا جاتا ہے۔ تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو۔ تو اُن کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں قلبی ذکر سکھاتے ہو۔

جب یہ خط آنحضرت رضی اللہ عنہ کو ملا تو سخت ناراض ہوئے چنانچہ چہرہ مبارک کا

رنگ سُرخ ہوگیا۔اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا۔کہ ہم ایسا نہیں کرتے کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔کیا خدا کے غضب سے تم نہیں ڈرتے ہم نے تمہارے واسطے کس قدر کوشش کی ہے۔حق تعالےٰ نے تمہیں سارے ہند کا بادشاہ کیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل و پائمال کیا ہے۔اسی طرح دارا شکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچ تھا تو بھی دارا شکوہ کی طرح بننا چاہتا ہے۔بادشاہ یہ خط دیکھکر بہت گھبرایا قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر بھی نہیں۔مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے جو آنحضرت کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔میں آنجناب کا سب سے ادنےٰ مرید ہوں۔میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔یہ محض افترا ہے۔برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہوجائینگے۔آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہے۔یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔بادشاہ نے ان مفتریوں کی تفتیش کرکے سزا دی۔اور خود عذر خواہی کے لیئے آنحضرت کی خدمت میں سرہند پہنچا۔اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے قصر قدیم کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بطور ورثہ ملا تھا چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپ نے بنوایا تھا۔آباد ہوئے۔اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے۔اور وہ پُرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے۔

ذکر دربیان

سال سی و ہشتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است۔

جب سلطان عالمگیر کو معلوم ہوا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں۔تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لئے سرہند میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر آداب قیومیت بجا لایا۔اور عرض کرنے لگا۔کہ میں جان و دل سے آنجناب کا مرید اور فدوی ہوں۔مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں جنہوں نے

وہ خط لکھا ہے۔ میں نے انہیں سزا دی ہے۔ آنحضرتؓ نے اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ واقعی تمہیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا۔ انہیں کیوں سزا دی ہم درویش آدمی ہیں۔ ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہاں نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آنحضرت کی خدمت حاضر ہوتا۔ طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک روز آنحضرت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف سے ہدئیے تحفے اور نذر و نیاز کی آمد تھی۔ ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آنجناب کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے اس وقت مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے۔ ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدئیے سمیٹتا گیا۔ دوسرے خالی بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اُس نے لیا کہ اس سے اُٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ آنجنابؓ نے بھی کچھ نہ فرمایا۔ لیکن وہ باوجود اتنا روپیہ لینے کے بھی سیر نہ ہوا۔ اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک سیر نہیں ہوئے اتنا لے چکے ہو۔ اب یہ روپیہ اوروں کا حق ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں کو تقسیم کیا۔

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا اس کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی۔ جس میں پہلے کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی۔ اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے سے اس زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا۔ آپ نے آدمیوں کو بھیجا۔ جو اُسے پکڑ لائے۔ اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کا مالک مار ڈالو! اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت آکر اُس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا جب کہ اُسے شاہ جیو کے آدمی اُسے پکڑ کر لیجا رہے تھے وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا۔ مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے

ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا۔ مخالفوں نے اس کے وارثوں کو بھڑکایا۔ کہ تم دعوے کرو۔ اُس کے وارث اس وقت فریاد لے کر آئے۔ جب حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ اور بادشاہ دونو اکٹھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے دعوے کیا۔ کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر حکم دیا کہ ان کو نکال دو۔ آنحضرت نے فرمایا کیوں نکالتے ہو۔ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ اس مقدمہ کیلئے ایک دن مقرر ہوگیا۔ اس روز تمام ارکان شرع۔ قاضی۔ مفتی وغیرہ جمع ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا۔ کہ اس مجلس میں بیٹھکر اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت شاہ جیو دونو وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا۔ جو مخالفوں سے ملا ہوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا۔ لیکن کسی طرح جرم ثابت نہ کرسکے۔ اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کیلئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا ؂

انہیں دنوں ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت مروج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پڑھ رہے تھے بادشاہ نے جب حضرت مروج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طرز ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہوگیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ عرض کیا کہ اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی دیکھو تو میں اُس کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ ان کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعد ازاں بادشاہ آنحضرت سے رخصت ہوکر کشمیر گیا۔ چند روز وہاں رہ کر پھر لوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند میں اترا۔ اور تا صحت وہیں رہا۔ بعد ازاں رخصت لیکر شاہجہان آباد میں گیا ؂

ذکر دربیان

سال سی و نہم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ ومناظرہ شدن معصومیاں و سعیدیاں قضایا کہ دریں سال واقع شدہ

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہؤا۔ اس قصہ کی اصل یوں ہے کہ ایک روز حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرھند میں تھے اس وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم معہ لواحقین وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ کا ذکر خیر ہؤا۔ تو اس پر شیخ ابوالقاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ ابوالقاسم نے آکر عرض کیا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر عزیز جانتے ہو۔ اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اچھا اگر یہ حالت ہے تو مجھ سے کچھ نہیں حاصل کریں گے خاصکر شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔ میرے (مؤلف رح) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہؤا۔ صرف اتنا ہؤا ہے کہ شیخ ابوالقاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں نے حضرت خازن الرحمۃ کے اوصاف بیان کئے۔ سعیدی حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے برابر جانتے ہیں۔ اس واسطے معصومی ان سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انہیں تمام کمالات الٰہی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمۃ کو بطریق ضمنیت اصالت اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانی رض کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کئی جگہ مرید ہوئے

لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرے میں شیخ ابو سعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پہلے اپنے باپ کے مرید تھے۔ بعد ازاں خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ سو آنحضرت رضؓ کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے +

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مزاج شیخ عبدالاحد سے پھر گیا۔ تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح شام آنحضرتؓ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک روز آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ شیخ عبدالاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتےٰ کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوئے۔ آنحضرت اس مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عبدالاحد بہت مقید ہے اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس نے اپنے واسطے لیا ہے۔ آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سُنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے +

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابو القاسمؒ اور شیخ سعد الدینؒ آپس میں جھگڑے حتےٰ کہ دونوں کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے۔ قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو۔ لیکن حضرت مروج الشریعت نے جا کر دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور شیخ سعد الدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی +

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرتؓ نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا تو ایلچی کے ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرتؓ نے غمگین ہو کر پوچھا کہ وہ کیونکر۔ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں علانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا +

اسی سال بادشاہ نے آنحضرتؓ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں

تا کہ اُس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرتؓ نے اپنے بڑے خلفا میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جا نکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے آپ نے یہ گلا آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرتؓ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں ملحوظ نہ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اُس کا ستانا میرا ستانا ہے حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی۔ اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔ شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے۔ اور آنحضرت کی طرف لکھا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرتؓ نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب قسم کے آدمی ہو کہ پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو۔ پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب بنوانے کے لئے کہتے ہو۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا ❖

ذکر دربیان

سال چہلم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان کثرت ارشاد و سلطنت حضرت ایشان و رجوع کردن عالم و عالمیان سلاطین تمام جہان و علمائے و مشائخ زمان و دیگر اصاغر و اکابر و وضیع و شریف کائنات بجناب قیومیت مآب ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ و مرید شدن شیخ محمد یوسف سجادہ نشین مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و شیخیت بیان سے باہر ہے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد و شیخیت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرات العالم و جہان نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ اور جن میں تمام جہان کے انبیائ۔ اولیائ بادشاہ۔ حکما اور شعرا وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لیکر عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ

حکومت تک کے مندرج ہیں۔ لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا۔ جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علما۔ مشائخ۔ چھوٹے بڑے وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آنحضرتؓ کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص و عام بندگان خدا صبح شام پروانوں کی طرح آنجناب پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان۔ توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور اس وقت کے بڑے بڑے شیخ اور علما گروہا گروہ اپنی اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصّوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر۔ اور انبیا۔ اور اولیاء سے خوشخبری پاکر حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے مختلف ملکوں میں آنجنابؓ کے خلفا کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مُرید حاضر خدمت ہوتے۔ اور فنا و بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا۔ تو کاغذ پر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی۔ اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔ امرا و سلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا جاہ و جلال اگر میں لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ سفر حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی۔ کہ امرا اور سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار دقت نصیب ہوتی۔ کیونکہ آنجنابؓ کے حضور میں اعلےٰ و ادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز ہزارہا آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ براہ راست کسی کو آپ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہوتی۔ اور وہی لاکر مرید کرواتے۔ اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا +

ایک دفعہ کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خاص ہی

لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے۔ دوسرے فرزند بالکل بیکار تھے۔ ایک دن آنحضرت نے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ محمد سیف الدین لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے ہیں اور باقی فرزند کسی کو نہیں لاتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید شہر کے باہر چاروں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آتے ہیں۔ انہیں وہ مرید کہتے ہیں۔ کہ آنجناب کی زیارت بلا وساطت جناب کے فرزندوں کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند چھ ہیں۔

(۱) حضرت صبغۃ اللہ وہ اکثر سیر میں رہتے ہیں شاذ و نادر والد بزرگوار کی خدمت میں رہتے ہیں۔ (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اکثر مریض رہتے ہیں یہ بھی والد بزرگوار کی خدمت سے مہجور رہتے ہیں (۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ معروف بہ حضرت جیو صاحب خانقاہ اور اہل و عیال کا تمام کارخانہ ان کے متعلق ہے سو اس واسطے آنحضرت ان کی طرف کم توجہ کرتے ہیں (۴) حضرت محمد اشرف یہ بہت عیاش ہیں۔ (۵) حضرت محمد صدیق ابھی خورد سال ہیں (۶) حضرت محمد سیف الدین ہیں +

جو کمال ہے وہ حضرت سیف الدین میں ہے آؤ ہم تمہیں ان کے پاس لیچلیں۔ وہ تمہیں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا دینگے۔ جو تمہارا مطلب ہے اللہ تعالےٰ پورا کریگا آنحضرت یہ سنکر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ محمد نقشبند کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ بیمار رہتے ہیں اور ان میں کمالات الٰہی کم ہیں۔ اور محمد عبید اللہ کی نسبت جو کہا ہے کہ ان سے اس واسطے توجہ کم کرتے ہیں کہ خانقاہ کا کاروبار اُن کے متعلق ہے۔ بخدا! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات ان دو نو بھائیوں میں ہیں اس بھید کے کھلنے پر حضرت شیخ سیف الدین چند روز محجوب رہے۔ آنحضرت کی خدمت میں اس قدر مرید آئے۔ کہ اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے خصوصاً اس سال تمام روئے زمیں پر کے خلفا معہ اپنے مریدوں کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امیری چھوڑ کر جناب کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانانِ توران و ترکستان و الیان دشت قبچاق و بدخشان فرمانروایان خطا و خراسان۔ تخت نشینان کاشغر و طبرستان۔ حاکمان قہستان و گرجستان سب کے سب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر

ہوئے۔ شہر کے گرد اگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہؤا۔ اور بعد میں بھی ایسا کبھی نہیں ہؤا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی ہندوستان کا وزیر اعظم جعفر خاں آنجناب کی زیارت کے لئے آیا۔ بہ سبب ادب اپنے آدمی چھوڑ آیا تھا۔ کثرت ہجوم کے باعث زیارت نہ کر سکا۔ دوسرے دن آیا تو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ تیسرے دن آیا تو بھی یہی حالت دیکھی۔ چوتھے روز زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ امراء وغیرہ کی چنداں پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ناصر علی شاعر کہتا ہے ؎

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم　　منور از فروغش ہند تا روم

رود جائے کہ جا آنجا نہ گنجد　　نظر بیکار ماند پا نہ گنجد

ردائے ماہتابی شرع بر دوش　　چو صبح از پاکئے باطن قطب پوش

دو عالم کرد خود را فرش راہش　　کہ شاید زیر پا افتد نگاہش

فقیران درش شاہاں درویش　　شکوہ مملکت را راندہ از پیش

گدائیش خندہ بر ظل ہما زد　　ہمہ روئے زمیں بر پشت پا زد

بہ بالا گر شود زیں نہ دو ایر　　کز و پایان بال نسر طایر

ہدایت کار اہل دین اکا نرا　　بود کار نہایت دیگرا نرا

سر بہ معرفت را یاد شاہی　　بفرق از فرق در پیشے کلاہی

حیات صدق را صدیق ثانی　　ز نخل باغ فاروق ارمغانی

ز علم و حلم فضل نیل عثمان　　خمیرش کاشف اسرار قرآں

ز روئے جود و احسان و کرامت　　قبائے حیدری بر قد و قامت

ستون بارگاہ شرع اسلام　　بہ افعال پیغمبر گام بر گام

زہے عزت کہ رب العرش داد　　کہ بر سر تاج قیومیش بنہاد

جہاں قائم باو او با خداوند　　ز خود بگسستہ با حق کرد پیوند

گرم شد منصب قیومی او را　　علم شد نام در معصومی او را

جہاں روشن ز رُوئے انور او | سر خورشید بکشت در راو
چو اگر دش فلک را گشت پیشہ | کہ بر گردِ سرش گردد ہمیشہ
فرو تر طلفد گان آں گذر گاہ | قدم بر مسلک پیران آگاہ
چہ گویم مدحت پیران آں در | کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں واں | کہ باخود آں بزرگی داد بزدان
علی اے بی ادبے بیں حرف بس کن | دعا را با اجابت ہم نفس کن
جہاں در سایہ احسانِ او باد | فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رویان | بخلوتگاہ عصمت پارسایاں
زصاحبزادہ ہائے پاک گوہر | چہ گویم چون گہر صف اندر نر
فلک را گرچہ در عصمت رسائی ست | از ایشاں کردہ کسب پارسائی ست

خواجہ محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد رسا اپنے والد بزرگوار کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کیا۔ جس میں اُس نے لڑکی کی شادی کا تمام ساز و سامان درج کیا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کل جو کچھ آئے وہ سب اسی کو دینا۔ عصر کے وقت وہ سائل پھر آیا۔ آنحضرت نے پوچھا تمام چیزیں مل گئیں ہیں۔ یا کچھ باقی ہے۔ عرض کیا اور تو سب کچھ مل گیا ہے۔ مہندی نہیں آئی فرمایا دیکھ بھال کرو۔ ضرور آئی ہوگی۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ مہندی بھی نیاز میں آئی تھی۔ لیکن تحویلدار اس کا دینا بھول گیا۔ وہ بھی سائل کو دی گئی۔ سائل کا بیان ہے کہ ان اشیا سے میں نے پر تکلف شادی کی۔ اور اتنی باقی بچیں کہ انہیں فروخت کر کے اس قدر روپیہ حاصل کیا کہ میری ساری عمر کے لیئے کافی تھا۔ اس سے آنحضرت کے ارشاد کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ ہر روز بطور نیاز اس قدر چیزیں آنجناب کی خدمت میں لائی جاتی تھیں۔ نقدی اس کے علاوہ تھی ۞

میرے (مؤلف کے) دادا جان کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ہم چار آدمیوں نے ٹھانی کہ آج جس قدر نیاز آئے۔ اس کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا کہ ہر نیاز کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے۔ صبح سے عصر تک اس قدر کنکروں کا ڈھیر لگ گیا جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ اور یہ معلوم تھا

کہ ہر نیاز میں سو روپیہ تھا یا ہزار۔ اکثر نیازیں سینکڑوں روپیہ کی تھیں۔ ہر صبح و شام پانچہزار آدمی آنحضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نفیس ہوا کرتا۔ چنانچہ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی۔ بکرے اور مرغ کا گوشت ملتا۔ بڑے بڑے خلفاء کیلئے دو ہزار خوان تیار ہوتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے وغیرہ ہوتے۔

کہتے ہیں کہ خلفا اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی آنحضرتؓ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت کے خلفا کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کمالات ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کا ارشاد آنجناب کی طرح روشن تھا۔ اور جن کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔

اسی سال مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسفؒ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ اپنے جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ محمد یوسف! تم قیوم وقت خواجہ محمد معصومؓ کی خدمت میں جاؤ۔ وہاں تمہیں بہت سی نعمت ملیگی۔ ہمارے حق میں بھی اُن سے دعا کے لیے التماس کرنا۔ آپ دوسرے روز اپنی مشیخیت کو ترک کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ پر بدرجہ کمال مہربانی کی۔

ذکر و بیان

سال چہل و یکم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بشارت دادن آنحضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ را منصب قیومیت و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو منصب قیومیت عنایت فرمایا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اپنے جد بزرگوار قیوم ثالث کی بابت فرماتے ہیں۔ میں (قیوم ثالثؓ) نے جب بعض علوم و معارف اور اسرار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیئے۔ تو فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو۔ وہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں فرمائے تھے۔ بعد ازاں دوسرے دن مجھے خلوت میں بلا کر

منصب قیومیت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اب وہی تاج تمہیں عنایت ہوا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ وہ تاج طینت اصالت قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا۔ فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے۔ جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب ہی تمہیں دیا گیا ہے حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کے قائل نہ ہونگے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری بھائیوں کے روبرو مجھے عنایت فرمائے ؛

اسی سال ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ حضرت سلامت آج کل مجھے عجیب و غریب الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے کبھی کہا جاتا ہے انت من اولیائی' تو میرے اولیا سے ہے کبھی انت من عبادی الصالحین' تو میرا صالح بندہ ہے۔ کبھی انت لاخوف علیھم ولاھم یحزنون'۔ تو اُن لوگوں سے ہے جنہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے اور کبھی یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ کل میں بالاخانہ پر بیٹھا تھا۔ ایک طرح کی غنودگی ہوئی کہ کعبہ مقصود پر نظر جا پڑی۔ دیکھا کہ میں جناب مقدس میں بلا واسطہ پہنچ گیا ہوں۔ اسی اثنا میں با خیر و برکت نزول ہوا معلوم ہوا کہ اجابت دعا کا وقت ہے۔ پہلے میں نے آنجناب کے لئے دعا مانگی۔ تو آنجناب کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ الہام ہوا کہ آج تجھے باپ سے ملا کر ایک کر دیا ہے۔ کل سے آج تک برابر توجہ کرتا ہوں لیکن اس واقعہ کو خلاف نہیں پاتا امیدوار ہوں کہ آنجناب اس معاملہ کی تصدیق فرمائینگے آنحضرت نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ مجھے اس واقعہ شریفہ کے مطالعہ سے جس میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کیا کچھ خوشی ہوئی۔ کام نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی۔ ہمارے دربویہ الہام ہوا ہے۔ پھر ہماری تصدیق کی کیا ضرورت ہے باوجود اس کے میں تصدیق اور تصدیق کرتا ہوں۔ یہ مکتوب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں ہے ؛

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے فرزند محمد نقشبند کو

آتے دیکھتا ہوں۔ تو اُس کی تعظیم کو دل چاہتا ہے۔ لیکن باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنا ہندوستان میں معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اس واسطے نہیں کرتا۔ محمد نقشبند وہ شخص ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ محمد معصوم! اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔

اسی سال شیخ ابوالقاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور میرے بھائی شیخ اسمٰعیل کی شادی حضرت مروج الشریعت کی لڑکی سے ہوئی۔ کہتے ہیں شیخ اسمٰعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی۔ جب برات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے۔ اگر آج شام بھی بارش ہوئی۔ تو برات کا لطف نہیں آئیگا آنحضرت رضؓ نے لوگوں کی التماس کے بموجب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک کالی گھٹا اُٹھی۔ اور اس قدر برسی جتنی ہر روز شام کو برسا کرتی تھی۔ بعد ازاں مطلع صاف ہو گیا۔ اور شام تک تمام گلی کوچے خشک ہو گئے۔ اور برات وغیرہ بفراغ خاطر روانہ ہوئی۔ اور شبِ نکاح بھی بخیریت گذری۔

اسی سال شیخ آدم بھکری رحمۃ اللہ علیہ بہت آدمیوں سمیت آکر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ ایک شخص لوگوں کو تاریکی سے نکال کر روشن پر لاتا ہے۔ آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اُس نے کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضؓ ہیں۔ دوسرے دن آپ نے یہ خواب لوگوں کو سُنایا۔ اور کہا مَیں چاہتا ہوں کہ اس بزرگ کی خدمت میں جاؤں۔ بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

اسی سال عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم سے متھرا کا بت خانہ جو کفار کا سب سے بڑا تیرتھ ہے گرایا۔ اُس کے گراتے وقت بے شمار کفار نے مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ نے سب کے قتل کا حکم دیا۔ اس واسطے کفار نے بھی تلوار اُٹھائی چنانچہ بارہ ہزار بڑے بڑے برہمن غازیوں کی تلوار کے گھاٹ جہنم میں داخل ہوئے جب کفار کو شکست ہوئی تو اہل اسلام نے مندر کو مسمار کرنا چاہا اتنے میں ایک شخص نے پانچ اکسیر

کی ڈبیا بادشاہ کے پیش کی کہ یہ لے لو اور بتخانہ کو مت گراؤ۔ بادشاہ نے وہ ڈبیا برہمن سے لیکر دریا میں پھینک دی۔ اور بت خانہ کو گرا کر عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اُس کا نام منظر اسلام آباد رکھا۔ ایک برہمن تخلص کافر شاعر نے اس مسجد اور بتخانہ کے بارے میں حسب ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامتِ بتخانۂ مرا اے شیخ — کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

روحی تخلص ایک مسلمان شاعر نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامتِ شیخِ مرا کہ بتخانہ — بیمن پیر منش خانۂ خدا گردد

ذکر و بیان

سال چہل و دوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بشارت دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد عبد اللہ مروج الشریعت را بہ طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم والقا جنت نمودن و بشارت دادن حضرت ایشان بنیرہ ہائے کبار خود را:۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت خواجہ محمد عبد اللہ مروج الشریعت کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشخبری دی چنانچہ جناب مروج الشریعت اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو جو حق تعالے نے تمام اولیائے امت پر فضیلت دی ہے اس کا سبب بھی محمدی طینت و اصالت ہے۔ کہ آنجناب کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنا۔ اسی واسطے حضرت قیوم ثانی کو مقام اصالت نصیب ہوا۔ اور تمام اولیائے امت پر فضیلت عنایت ہوئی۔ مجھے بھی طینت و اصالت سے مشرف کیا گیا۔ اب اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات تمہیں عنایت فرمائے ہیں یعنی طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عطا فرمائی ہے تمہارے بدن کے بعض اعضا طینت محمدی ص کے بنے ہوئے ہیں اس نعمت کا شکریہ بجالاؤ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا۔ القائے نسبت کے لیئے بلایا۔ سب سے پہلے حضرت حجت اللہ کے فرزند ابو العلی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؓ نے نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ جن کمالات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ وہ تمہیں مل گئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرتؓ نے سب پر مہربانی کر کے توجہ دی۔ دوسرے روز آنحضرت قصر سلطانی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں۔ کہ ہم تینوں بھائی شیخ محمد ہادی شیخ محمد سالم اور میں اور ہمارے چچوں کے بیٹے حضرت ابو العلی۔ شیخ محمد ابو القاسم۔ شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ محمد اعظم شعیب شیخ محمد قطب بن شیخ سعد الدین۔ اور علی رضا بن مولوی فرخ شاہ وغیرہ سب حاضر تھے۔ آنحضرتؓ نے ہم سب کو توجہ دی۔ اور ہر ایک کو نسبت خاص القا فرمائی۔ توجہ سے فارغ ہو کر سب کو کمال قرب حق کی خوشخبری دی۔ حضرت ابو العلی کے حق میں فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت اور کمالات مخصوصہ اس فرزند میں معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ کسی وقت اُن کا ظہور ہوگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس نسبت اور کمال کا ظہور حضرت ابو العلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ میں ہوا۔ جن کے ارشاد سے تمام جہان مغرب سے مشرق تک منور ہو گیا۔ حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ یہ ہمارے کمالات کا وارث کامل ہوگا محمد قطب کی ٹھوڈی کو پکڑ کر تین مرتبہ قطب قطب قطب فرمایا۔ مجھے کچھ فرمایا جس کو میں بیان نہیں کرتا۔ علی رضا کے حق میں فرمایا۔ کہ اس میں شورش عظیم معلوم ہوتی ہے مولوی صاحب کو فرمایا کہ بیٹے کی خبر رکھنا یہ بلائے عظیم میں گرفتار ہوگا۔ آنحضرتؓ کے وصال کے بعد علی رضا بلائے عظیم میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑ کر گمراہ ہو گیا۔ اور تمام حضرات سرہند اس سے بیزار ہو گئے۔ باپ نے اس کو عاق کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے ۔

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ (آنحضرتؓ کے پہلے خلیفہ) نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جسے پڑھتے ہی آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد حنیف کو کہہ دو کہ جو کچھ ہم سے حاصل کیا ہے۔ وہ دے دے

اور اپنا کام کسی اور جگہ سے درست کرالے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت سے پوچھا کہ اس عرضی میں کیا لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے جناب اس قدر خفا ہوئے ہیں۔ اس عرضی میں لکھا تھا کہ میں آج رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا۔ تو معلوم ہو گئے بعد ازاں خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے اسرار کی طرف متوجہ ہو۔ تو وہ بھی ظاہر ہوئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ آنحضرت کے اسرار بدرجہا افضل و اعلےٰ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا اسم مبارک ہو۔ وہاں دوسرے کی کیا گنجائش ہے اس سبب سے ناراض ہوئے۔ جب خواجہ محمد حنیف کو آنحضرت رضؓ کے عتاب کی خبر ملی۔ تو گھبرایا۔ اپنا منہ کالا کر کے سرہند آیا حضرت مروج الشریعت نے سفارش کی۔ آخر آنحضرت نے خواجہ صاحب کا قصور معاف فرمایا۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند شیخ محمد صدیق ہانسی حصار میں جہاں جمال ہانسوی کی اولاد رہتی ہے اور جو ہند میں چار قطب سے مشہور ہے منسوب ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے حضرت مروج الشریعت کو حضرت محمد صدیق کے ہمراہ شادی کے واسطے بھیجا۔ رخصت کے وقت آنحضرت رضؓ نے حضرت محمد صدیق کو فرمایا کہ میں حضرت جیو صاحب محمد عبداللہ کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ خبردار ان سے برادرانہ سلوک کرنا کیونکہ وہ بجائے باپ ہیں۔ جو ادب میرا بجالاتے ہو وہی ان کا بجالانا چاہئے۔ حضرت مروج الشریعت حضرت محمد صدیق کو ساتھ لے کر ہانسی پہنچے۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک دفعہ حضرت امام معصوم رضؓ عشا کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک نقاب پوش آکر مقتدی بنا۔ نماز سے فارغ ہو کر اُس برقعہ پوش نے جانا چاہا۔ تو آنحضرت رضؓ نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آنحضرت رضؓ آداب بجالائے۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا شوق تھا لیکن آپ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پا کر مقتدی بنا ہوں۔ ذٰلک فضل اللہ۔

ذکر و بیان

سال چہل سوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ تشریف فرمودن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال شاہجہان بادشاہ فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اسکی لڑکی جہاں آرا بیگم جو باپ کی خدمت میں رہتی تھی۔ اور دارا شکوہ دونو بہن بھائی اورنگ زیب کے جانی دشمن تھے اور آپس میں ان کی بڑی محبت تھی۔ چنانچہ دارا شکوہ کو ولیعہدی اُس کی طفیل نصیب ہوئی۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔ تو جہاں آرا نے شاہجہان کے پاس رہنا شروع کیا۔ جب شاہجہان کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو جہاں آرا نے اُسے کہا کہ اب میں تیرے بعد کیا کرونگی۔ باپ نے کہا اب میرے اختیار میں کچھ نہیں جہاں آرا نے کہا۔ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کردو تاکہ میرا احسان اس پر ثابت ہوجائے۔ شاہجہان نے عین جان کنی کے وقت کاغذ قلم دوات منگا اپنے ہاتھ سے لکھا کہ میں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام تقصیرات معاف کیں۔ اور یہ کہا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ بعد ازاں مرگیا۔ جب اورنگ زیب کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ تو ماتم پرسی کے لئے شاہجہان آباد سے اکبر آباد گیا جہاں آرا بیگم نے وہ کاغذ اورنگ زیب کو دیا۔ جس سے اورنگ زیب اس کا ممنون و احسانمند ہوا۔ اور اُسے اپنے ساتھ شاہجہان آباد لاکر بڑی عزت سے رکھا۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شاہجہان کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ تو اُس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ مجھ پر کشف ہوا۔ دیکھا کہ روز قیامت شاہجہان دارا شکوہ کے افعال شنیعہ کی حمایت کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہے۔ میں نے اُسے چھڑا کر دار الامان میں پہنچا دیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میری دستار میں چار لعل تھے۔ جن میں سے تین گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف ایک رہ گیا اُسے آنحضرت کے قدموں پر رکھ دیا۔ ان چار لعل سے مراد اُس کے چار لڑکے ہیں۔ جن میں سے تین قتل ہوئے۔ اور اورنگ زیب سلامت رہا۔

اسی اثنا میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تجارت کے لیئے گئے ہوئے تھے۔ آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی آدمیوں نے چالیس مختلف مقامات پر مجھ سے محصول لیا ہے اور ہندؤں سے جزیہ لینے میں وہ تغافل کرتے ہیں۔ بلکہ بادشاہ کا پسخوردہ جو امرا کو دیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مال سے لیا جاتا ہے۔ اس کے عوض نقد روپیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت یہ سُنکر نہایت خفا ہوئے۔ آخر جب آنحضرت شاہجہان کی ماتم پرسی اور بادشاہ کو چند نصیحتیں کرنے کے لیئے سرہند سے شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ تو بادشاہ نے مطلع ہوکر اپنے ارکان سلطنت کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ کہ ہر ایک منزل پر سامان مہیا کریں +

کہتے ہیں کہ آنحضرت چالیسویں سال قیومیّت میں جس قدر خلفا اور مرید آئے تھے۔ سب کو لے کر شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر امرا اور شاہی فوجیں استقبال کو آئیں۔ گویا شہر کے شہر آنحضرت رضؓ کے ہمراہ تھے۔ کئی کوس تک جنگل آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب شاہجہان آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر موضع سنپت میں پہنچے۔ تو بادشاہ خود بھی استقبال کیلیئے حاضر خدمت ہوا۔ روایت ہے کہ سنپت سے قلعہ تک بیس کوس کے اندر تمام آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ پانچہزار سات سو خلفا صاحب ارشاد ہمراہ تھے۔ اسی سے دوسرے مریدوں کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آنحضرت شاہجہان آباد میں خانجہان بہادر کے محل میں جو ایک نہایت وسیع عالیشان خوبصورت اور عدیم المثال عمارت ہے اُترے۔ اور خلفا اور مرید مختلف مسجدوں اور مدرسوں میں جاگزین ہوئے تمام مسجدیں اور مدرسے آنجناب کے مریدوں سے پُر ہو گئے۔ آنجناب دوسرے روز شاہجہان کے فاتحہ کے لیئے بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تعزیت کی رسومات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ بادشاہی آدمی سوداگروں سے محصول زیادہ لیتے ہیں اسے روکنا چاہیئے بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا۔ کہ جب سوداگر سے ایک جگہ محصول لیا جاوے دوسری جگہ نہیں لینا چاہیئے پھر فرمایا کہ تم میں نہ اسلامی محبّت ہے نہ شاہی کہ کفار تمہارے کھانے کو مکروہ سمجھ کر نہیں لیتے۔ تم اس کے عوض روپیہ دیتے ہو۔ عرض کیا دارا شکوہ ایسا کیا کرتا تھا۔ میں نہیں کرتا۔ پھر فرمایا جزیہ لینے میں عمال کیوں تغافل کرتے ہیں۔ تعجّب ہے کہ جو چیز واجب ہے اس کے لینے میں سُستی کرتے

ہیں۔ اور جو منع ہے وہ لیتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ میں نے جزیہ لینے کے بارے میں سخت تاکید کی ہے۔ میں نہیں جانتا کیوں اُس کے لینے میں سستی کرتے ہیں۔ اور جو چیز منع ہے وہ لیتے ہیں۔ اُسی وقت حکم کیا کہ جزیہ بڑی سختی سے وصول کیا جائے ⁂

جن دنوں آنحضرت رضؓ شاہجہان آباد میں تھے۔ ایک امیر کا بیٹا بیمار تھا۔ اس امیر کا ایک نوکر اُس بچے کو اٹھا ہر روز آنحضرت کی خدمت میں دعائے شفا کے لئے لاتا ایک روز رستے میں وہ بچہ مرگیا۔ وہ نوکر امیر کے ڈر کے مارے لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت رضؓ نے ابھی چند ایک آیتیں پڑھ کر دم کی تھیں۔ کہ بچہ زندہ ہوگیا۔ وہ شخص اُسے لیکر خوشی خوشی گھر گیا۔ اور امیر سے سارا حال بیان کیا ⁂

اِن دنوں آنحضرت رضؓ کے پاس خلقت کا اِس قدر ہجوم تھا۔ کہ شاہزادہ اعظم شاہ باریاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ وہ ازراہ ادب اپنے نوکر چاکر چھوڑ کر آتا۔ جب پہلے دن آدمیوں کی کثرت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ دوسرے روز بڑی تکلیف سے آدمیوں میں گھسا اور جاکر شرف زیارت حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ شاہجہان آباد میں گیارہ روز رہکر سرہند واپس تشریف لے آئے۔ ان گیارہ دنوں میں تین دفعہ سوار ہوئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں جاتی مرتبہ۔ اور دو دفعہ جمعہ کی نماز کے لئے۔ تین مرتبہ بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا رخصت کے وقت بارہ کوس تک آنحضرت رضؓ کے ساتھ گیا۔ آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ ہماری آخری رخصت ہے۔ پھر قیامت کو ملاقات ہوگی۔ بعدازاں کچھ وصیتیں فرمائیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت غمگین ہوا ⁂

اسی سال خواجہ محمد حنیف کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں دوبارہ حاضر خدمت ہونے کی پہنچی۔ آنحضرت رضؓ نے اُس کے جواب میں لکھا۔ کہ لوگ حاضر خدمت اس واسطے ہوتے ہیں کہ مقامات قرب الٰہی حاصل کریں۔ سو تمہیں عنایت کئے گئے ہیں ⁂

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق نے بھی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی۔ اور مقامات اصالت کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا۔ کہ تم نے کس اصالت کی بابت سوال کیا ہے آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حاصل کرنے میں خواجہ نقشبند رضؓ نے اپنی عمر صرف کردی اور جس کے لئے مولانا عارف رضؓ نے کئی دفعہ سفر حج کیا۔ تاکہ اصل کی بُو ہی حاصل کرسکے۔ سو وہ اصالت مدت سے خود تمہیں

حاصل ہے۔ اگر اس اصالت سے مراد طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ تو یہ خیال خام ہے۔ یہ اصالت تمام امت میں صرف دو تین شخصوں کو میسر ہوئی ہے۔ مہدی موعود کو اصالت عیسوی علیہ السّلام نصیب ہو گی ٭

ذکر دربیان

سال چہل و چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ توجہ دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد اشرف و حوالہ کردن و تقسیم نمودن تمام مریدان و خلفاء خود را بفرزندان بزرگوار و فرستادن آنحضرت خلفاء را باطراف و اکناف عالم :۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرف پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا یہ مطلب ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتدا سے لیکر انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد اشرف اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محل میں بیٹھے تھے مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے۔ آؤ میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آیندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القائے نسبت کیا۔ اور کامل توجہ دیکر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم خیال میں نہیں آسکتا۔ آنحضرت نے ولایت صغرےٰ۔ کبرےٰ۔ علیا۔ اور کمالات نبوّت و کمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ۔ اور صباحت و ملاحت وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کروائے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس میں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلےٰ ذٰلِکَ ٭

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دئے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجت اللہ کے سپرد بدخشان۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام۔ یمن کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی سپرد کئے۔ حسب ذیل خلفا بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری

خواجہ عبد الصمد۔ اخون موسے ننگرہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون خطائی وغیرہ۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی آنجناب کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجت اللہؒ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کو خراسان ماوراء النہر۔ توران۔ وارگنج۔ غورسد۔ اندراب۔ قہستان۔ طبرستان اور سیستان کے علاقے سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفا آپ کے ماتحت کئے۔ شیخ ابو المظفر برہان پوری شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پائندہ ملا۔ شیخ ابو القاسم بلخی وغیرہ۔ اور ہند کے اکثر امرا اور شاہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوا آخر انہوں نے بھی حضرت حجت اللہؓ سے رجوع کیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد اشرف اور دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفا کو حوالہ کیا۔ حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سلطان اورنگ زیب۔ اعظم شاہ جعفر خاں وزیر شائستہ خان۔ مکرم خاں محتشم خاں۔ سلطان عبد الرحمٰن سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفاء حوالے کئے۔ اخون میر محمد محسن سیالکوٹی۔ صوفی پائندہ ملاس۔ شیخ ابو القاسم بھکری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجت اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب۔ بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خلفا کو جہان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ چالیسویں سال قیومیت میں دنیا کے مختلف حصوں سے جو مرید خلفا حاضر خدمت ہوئے تھے سب کے سب موجود تھے تمام کو رخصت کیا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشت قبچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبد الرحمٰن کو بنایا۔ پانچسو خلیفے کاشغر اور خطا کی طرف بھیجے۔ اُن کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چارسو خلفا شام اور روم کی طرف بھیجکر اُن کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفا خراسان۔ بدخشان۔ اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے۔ ایک سو خلفا کابل میں اور ایک سو خلفا نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفا ننگرہار میں اُن سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخون موسے کو مقرر فرمایا۔ باقی خلفا کو ہندستان کے مختلف شہروں میں بھیجا اِس سال حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی شادی حضرت محمد اشرف کی بیٹی سے ہوئی۔

ذکر دربیان

سال چہل و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ صبغۃ اللہ بہ کابل حضرت شیخ محمد سیف الدین را بہ لشکر ہند و قضایا کہ در آنجا شیخ را رو دادہ اند:-

اِس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اُن کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو کابل بھیجا۔ وہاں کے تمام وضیع و شریف آپ کے مطیع و مرید ہوئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہ کر واپس سرہند حاضر خدمت ہوئے +

اسی سال آنحضرت نے اپنے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کو سلطان ہند کی تربیت کے لئے شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پا کر استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لا کر قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا۔ دارا شکوہ نے قلعہ کے اندر سنہری اور روپہری ہاتھی بنوائے ہوئے تھے اور قلعہ کے دروازے پر بھی رنگ برنگ کی تصویریں بنوا رکھی تھیں۔ جب قلعہ میں داخل ہوتے وقت شیخ صاحب کی نگاہ اُن تصویروں پر پڑی تو فرمایا کہ ہم اس بتخانے میں نہیں جاتے۔ بادشاہ نے حکم دیا تو اُسی وقت تمام تصویریں تیروں سے مٹائی گئیں۔ چنانچہ آج تک اُن کے نشان موجود ہیں۔ ان ہاتھیوں کو بھی دور کیا۔ بعد ازاں آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتا اور مریدانہ سلوک کرتا۔ توجہ باطنی حاصل کرتا +

ایک روز حضرت شیخ نے سُنا۔ کہ بادشاہ کا علم ظاہری کے استاد سید محمد قنوجی نے جو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پر مجلس قائم کی ہے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق اس مجلس میں گوئے مطرب گاتے ہیں اور چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ بجاتے ہیں۔ اور لوگ رقص و سماع کرتے ہیں اس وقت شہر کے اکثر گوئے اور قوال وہاں حاضر تھے۔ حضرت شیخ امر معروف کے اجتناب کے لئے معہ بارہ ہزار مریدوں کے اس طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں کے اجتناب کے لئے ہر روز آپ کی سواری میں

سات سو لوہے کی لاٹھیاں ہوتیں۔ جب سید محمد قنوجی نے سُنا کہ حضرت شیخ محمد سیف الدین احتساب کے لئے آرہے ہیں۔ تو خود اکیلا وہاں سے کسی طرف کو نکل گیا۔ باقی اہل مجلس بھی کھسک گئے۔ آپ کے مریدوں نے بدعت کے تمام ساز چنگ رباب ڈھولک اور طنبورہ وغیرہ توڑ ڈالے۔ اور جس کو وہاں پایا مارپیٹ کی ؎

گروہے اہل بدعت فتنہ اندیش   نشستہ ہر یکے فارغ ز تشویش
چو روئے فوج شیخ از دُور دیدند   ہمہ لاحول خواں از جا رمیدند
درآمد آں بکار شرع ممتاز   شکیبے ساز بدعت کرد آغاز

بعد ازاں جب تک حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ زندہ رہے شاہجہان آباد کے مزارات میں ایسی مجلس کبھی منعقد ہونے نہ پائی۔ بادشاہ نے سید محمد کو بہت ملامت کی۔ کہ تم نے عالم ہو کر ایسی بدعت کی اور مجھے شیخ صاحب سے شرمندہ کرایا۔ سید محمد نے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ کسی نے یونہی میرا نام لے دیا ہوگا میں تو وہاں موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ تم عالم ہو کر کیوں ایسا کرنے لگے شیخ صاحب نے بادشاہ کو حکم دیا کہ تمام قوالوں مطربوں۔ گویوں اور اہل بدعت کو اپنے ملک سے نکال دو۔ بادشاہ دین پناہ نے اُسی وقت قطعی حکم دے دیا کہ تمام گویوں مطربوں۔ گائنوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ تمام حکام نے شاہی حکم کے مطابق عمل کیا اہل بدعت کو دور کیا۔ اور ان کے ساز توڑ ڈالے۔ بغیر شرع فقرا نے توبہ کی۔ مخالف شرع آدمیوں کو ملک بدر کیا گیا۔ اور جو باقی بچے وہ شرع کے پابند ہو گئے ۔

ایک روز بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو جنگل میں تمام مطربوں اور گویوں نے مل کر یہ شعر گایا ؎

درکوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند   گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

بادشاہ نے کہا کہ حضرت شیخ سے جا کر کہو۔ انھوں نے جب شیخ صاحب کا نام سُنا تو نا امید ہو کر چلے آئے۔ ہزار ہا ڈھولک۔ طنبورہ۔ چنگ رباب وغیرہ ساز بدعت لا کر توڑے گئے۔ جب مطربوں اور گویوں کو کامل یقین ہوگیا۔ کہ اب بادشاہ بدعت کا کوئی کام نہیں کرتا۔ تو ایک جنازہ بنا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے نکالا۔ بادشاہ

نے پوچھا۔ کس کا جنازہ ہے کہا سرود اور نغمہ مرگیا ہے۔ اُسے دفن کرنے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا دفن کرنا کہ قیامت تک نہ نکلے ✤

دکن میں بادشاہ کے ایک امیر نے پوشیدہ مجلس سرود قائم کی۔ لیکن اپنے ہمنشینوں کو کہا۔ کہ اگر حضرت شیخ صاحب کو اطلاع ہوگئی۔ تو میری سخت بے عزتی ہوگی۔ یہ کہکر گویوں کو رخصت کیا ✤

انہیں دنوں اعظم شاہ کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی خلاف شرع کارروائی ہوئی۔ تو میں ناراض ہوجاؤنگا۔ شاہزادہ نے ڈر کے مارے کوئی بدعت کا کام نہ کیا۔ جتنے کہ ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے آتشبازی کا سامان تیار ہوا تھا۔ اُسے بھی استعمال نہ کیا۔ بادشاہ شاہزادہ کو لئے ایک مقام پر بیٹھا تھا۔ کہ ابھی شیخ صاحب آکر اپنے ہاتھ سے سہرہ باندھتے ہیں۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے۔ اور ایک اور جگہ ہو بیٹھے۔ تو بادشاہ اور شاہزادہ دونو وہیں حاضر خدمت ہوئے آنجناب نے خود دست مبارک سے سہرہ باندھا۔ شیخ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف ان تمام امور کی شکر گذاری لکھی۔ اور بادشاہ کے بعض باطنی امور بھی عرض کئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کی طرف لکھا جس میں بادشاہ کی حالت یوں بیان فرمائی۔ کہ بادشاہ خدا سے قلب میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے پہنچ چکا ہے بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ حق تعالےٰ کا شکر بجالایا۔ پھر شیخ صاحب سرہند تشریف لائے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے فائض الانوار سے مشرف ہوئے ✤

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کے لئے سرہند میں دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے ٹکا ہوا۔ نصب ہوتا۔ جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوتے اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے۔ اور جن کے گرداگرد نقیب اور چوبدار ہاتھوں میں سنہری اور روپہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہوتے بادشاہ۔ شاہزادے اور امرا حاضر خدمت ہوکر کھڑے رہتے۔ جب تک حکم نہ ہوتا نہ بیٹھتے ✤

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت یعنی

کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کو القائے نسبت خاص اور توجہ سے سرفراز فرما کر حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرساماں ہوگا۔ قیامت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہی اہتمام کریگا۔ اور باقی تمام اہل اہتمام اُس کے ماتحت ہونگے +

اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی۔ لوگ یہ سُنکر سخت غمگین ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کی +

ذکر دربیان

برخے کمالات وتصرفات حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی جلالت وقدرت اس قدر نہیں کہ میں چند ایک کرامتیں بیان کرکے اُسے ادا کرسکوں۔ میں نے تاریخ نویسوں کے قاعدہ کے مطابق جو اکثر اولیا۔ انبیا کے حالات لکھتے وقت ان کی کرامتوں اور معجزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی چند ایک ان کرامتوں کا ذکر لکھ دیا ہے۔ جو آنجناب کے معتبر فرزندوں سے سُنیں ہیں +

کرامت - میرے (مصنفؒ) کے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ کو اکب درّیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی۔ جہاں کوسوں تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا۔ بہت گھبرایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتنے میں ایک لشکر عظیم دکھائی دیا۔ لشکر کے دیکھنے سے قدرے تسلی ہوئی۔ جب لشکر میں آیا تو لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی۔ بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ اُٹھکر بغلگیر ہوا۔ اور خوب ضیافت کے سامان کئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کسی کام کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہوگیا۔ جسے دیکھ کر وہ شخص ڈرا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ ڈر گیا ہے تو اس سے پوچھا کیا تم ڈر گئے

ہو۔ کہا ہاں۔ بادشاہ نے کہا میں جنوں کا بادشاہ اور حضرت عروۃ الوثقےؓ کا مرید ہوں اس ملک میں رہتا ہوں۔ آنحضرتؓ نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے کہ میرا فلاں مرید جنگل میں ہے اس کی خبر گیری کرو۔ اس واسطے میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تم میرے پیر بھائی ہو۔ آج رات ہمارے پاس رہو۔ کسی قسم کا وسواس نہ کرو۔ کل جہاں جا رہے تمہیں پہنچا دینگے۔ وہ رات بھر عیش و عشرت میں رہا۔ صبح انہیں کہا کہ مجھے شہر سرونج میں کچھ کام ہے۔ مجھے وہاں پہنچا دو۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا۔ تمہاری مہمانداری میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ لو روپیہ تمہارے کام آئیگا۔ اور آنکھیں بند کرو اس نے بدرہ ہاتھ میں لے آنکھیں بند کیں۔ تو ایک گھڑی بعد جب آنکھیں کھولیں تو سرونج کے پاس تھا۔ بدرہ کھولکر جب روپیہ گنا تو پانچ ہزار اشرفی تھی۔ جس سے وہ فارغ البال ہو گیا +

کرامت ۔ طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک جناب کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے۔ لوگ حیران رہگئے۔ جب وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اُس نے میری طرف توجہ کی۔ اور اپنی نجات کے لئے مجھ سے مدد طلب کی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال ساحل پر پہنچایا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر نذر لیکر حاضر خدمت ہوا۔ تو اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا +

کرامت ۔ خواجہ عبد الرحمٰن ترمذی فرماتے ہیں کہ ترمذ کے بہت سے لوگ آنحضرتؓ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ آنحضرتؓ نے ہر ایک کے حال پر مہربانی کی۔ اور سب کو بطور تبرّک کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا۔ لیکن مجھے تبرکاً کچھ بھی نہ دیا۔ میرے دل میں تبرک کی آرزو ہی رہی۔ جب ہم وطن کو لوٹے۔ تو مجھے اس بات کا بہت قلق تھا۔ کہ اوروں کو تو تبرّک ملگیا۔ اور میں محروم رہگیا۔ شائد میں بدنصیب ہوں۔ اتنے میں شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عروۃ الوثقےؓ تشریف لائے ہیں۔ لوگ آنجنابؓ کے استقبال کے لئے جا رہے تھے۔ میں بھی اُنکے ساتھ ہو لیا۔ شہر کے باہر آکر دیکھا کہ آنحضرت ابلق گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں آنجنابؓ نے ازراہ لطف و کرم مجھ سے فرمایا کہ عبد الرحمٰن! کیوں خفا ہو۔ یہ لو کلاہ

جب میں نے کلاہ لی۔ تو آپ نظر سے غائب ہو گئے۔ اور جو آدمی ہمراہ تھے اُن میں سے بھی کوئی نظر نہ آیا ٭

کرامت - شیخ محمد شاہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضرت کی سواری کے وقت ایک سید بپاس ادب پاپیادہ جا رہا تھا۔ انبوہ کے باعث وہ سید ایک کوچے میں جا پڑا۔ اور دل میں کہا۔ کہ میں سید ہو کر آنحضرتؓ کی سواری میں ایسا ذلیل ہوں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے فرمایا۔ سیّد صاحب میں نے آپ کو کب کہا تھا کہ ضرور میری سواری میں پیدل چلو اور ذلیل ہو۔ اُس نے اپنے خیال سے توبہ کی ٭

کرامت - مقامات معصومی میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا ایک مخلص ایسا مریض ہو گیا۔ جسے تمام اطبائے ہند نے لاعلاج قرار دیا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ آخر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں اطبا کے علاج کی وجہ سے زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ اگر جناب توجہ فرماویں تو زیست کی امید قوی ہے۔ آنجنابؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو اس مرض سے شفائے کلی نصیب ہو گی۔ اپنے وضو کا پانی اسے پینے کے لئے دیا جس کے پیتے ہی کامل شفا پائی اور توانا و تندرست ہو گیا ٭

کرامت - آنجناب کا ایک خاص مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجے کا مفلس ہو گیا۔ حتیٰ کہ نان شبینہ کا محتاج ہو گیا۔ روٹی کھانے کو نہ ملتی میں نے اپنی حالت آنحضرت سے عرض کی۔ کہ مجھے اس افلاس سے بچایا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا دنیاوی جمیعت چاہتے ہو یا دینی۔ میں نے عرض کیا۔ دینی اور دنیاوی دونو۔ مسکرا کر میرے حق میں دعا کی۔ اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالےٰ نے تجھے دین و دنیا کی جمیعت عطا فرمائی ہے۔ ابھی ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا۔ کہ دنیاوی مال و اسباب بکثرت ملگیا امید ہے۔ کہ قیامت کے دن بھی مجھے جمعیّت حاصل ہو گی ٭

کرامت - آنجنابؓ کے ایک عزیز مخلص نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ بہتیرا علاج کیا لیکن بے سود۔ ایک شخص ایک دوائی لایا جس کی اُس نے بڑی تعریف کی۔ جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہو گیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں آنحضرت سفر حج سے واپس تشریف لائے۔ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور حال بیان کیا آنحضرتؓ نے سخت افسوس کیا اور اپنا

لعاب دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا۔ کہ دونو ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے گھر جا کر کھولنا حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں۔ تو دونو بالکل روشن تھیں +

کرامت حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ تو مجھے بھی حج کا حد سے زیادہ شوق ہوا۔ سفر کی تیاری کی۔ اور ضروریات سفر بہم پہنچائیں۔ اسی اثنا میں ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ حامد ہم تو حج کو جاتے ہیں لیکن تمہارا جانا نہیں معلوم ہوتا اچھا ہم حج سے ہو آئیں اتنے میں تم قرآن شریف حفظ کر لو۔ مَیں حیران رہگیا۔ کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں پھر میرا جانا کیونکر نہ ہوگا۔ چند روز بعد میں ایسا بیمار اور لاغر ہو گیا۔ کہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ آنحضرتؒ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور مَیں بسبب ضعف کے پیچھے رہگیا۔ جب اس مرض سے افاقہ ہوا تو آنحضرت سمندر پار تھے۔ مَیں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ آنجنابؒ نے فرمایا کہ ہم حج سے فارغ ہوئے اور تم قرآن شریف کے حفظ سے +

کرامت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نماز کے وقت قرأت پڑھتے تو آنجناب کے پیچھے بعض اوقات سفر یا سیر میں سو سو صف بھی ہوتی۔ لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو سُنائی دیتی۔ اُتنی ہی آخری صف والوں کو +

کرامت ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شعر کہنے کا از حد شوق تھا۔ لیکن کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنجناب وضو کر رہے تھے۔ ازراہ عنایت مجھے فرمایا کہ علی جو چاہو مانگو۔ مَیں نے عرض کیا زبان چاہتا ہوں۔ فرمایا ارے کم ہمت! اچھا یہ لو میرے وضو کا پانی پی لو۔ کافی ہوگا مَیں نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی میرا سینہ معرفت الٰہی سے منوّر اور میرا دل مظہر فیض الٰہی ہو گیا۔ میری زبان سے اس قسم کے شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم و قیاس میں بھی نہیں آ سکتے۔ میرا شعر بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نزاکت و لطافت کے تمام جہان کے شاعروں سے بڑھکر تھا ؎

باایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
بایاراں مے فرستم تاکہ مے گوید جوابش را

حسب ذیل دو شعروں میں اپنے عرفان کا اظہار کیا ہے ؎

بترس از من کہ مقبول الٰہم نیم شاعر گدائے بادشاہم
ز تیغ غیبرتم جاں را نگہدار سپر کن شرم و ایماں را نگہدار

کرامت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ بہتیرا علاج کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ ماں باپ ناامید ہو کر لڑکے کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ لڑکا مر گیا۔ اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا۔ اور قریب المرگ ہو گیا۔ جب آنحضرت رضؓ نے آکر لڑکے کو مرا ہوا۔ اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا۔ تو اس کے حال پر رحم آیا۔ اس لڑکے پر توجہ فرمائی۔ اور دیر تک کھڑے رہ کر اس لڑکے پر مراقبہ کیا۔ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھ کر دم کیں۔ اور وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اُٹھ بیٹھا۔ گویا مرض کا نام نشان تک نہ تھا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور پہلے کی نسبت اُن کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔

کرامت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجا نے جو آنجناب کا داماد بھی تھا۔ پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ آنجناب کی بیٹی ناراض تھی۔ اُس نے دوسری بہنوں کو اکٹھا کر کے آنحضرت رضؓ سے خاوند کی شکایت کی آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا ضرور مر جائیگی۔ اب اُس کے لئے دعائے خیر کرو۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اس بات کے تیسرے روز مر گئی۔

کرامت ایک دفعہ کاشغر کا بادشاہ جو آنحضرت کا مرید تھا۔ غزغز کی فوج سے سخت لڑائی لڑا۔ جس میں شاہ کاشغر مغلوب ہوا۔ فوج بھاگ گئی۔ صرف چند ایک آدمی رہ گئے۔ غنیم بہت قریب آگیا۔ اور قریب تھا کہ اُسے پکڑ کر لے جائے۔ اس وقت اُس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اور مدد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک فوج نمودار ہوئی لوگوں نے کہا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ سلطان کاشغر کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرتؓ فوج میں گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس فوج کو دیکھتے ہی دشمن بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ غزغزیوں کو قتل کیا۔ جب فتح کر کے لوٹا اور آنحضرت کی زیارت کرنے کے لئے فوج کے قریب آیا تو فوج مذکور

غائب ہو گئی +

کرامت۔ ایک دفعہ دالئے لاہور سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ داراشکوہ ولیعہد اُس پر سخت ناراض ہوا۔ شاہی آدمیوں کو بھیجا۔ کہ اسے پکڑ کر لے آؤ۔ جب آدمی اُسے لاہور سے بادشاہ کے پاس لیجا رہے تھے۔ تو اثنائے راہ سرہند پہنچکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی حالت عرض کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا خاطر جمع رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اُس نے عرض کیا کہ داراشکوہ نے میرے قتل کی ٹھان لی ہے آنحضرت نے فرمایا تمہیں ذرّہ بھر تکلیف نہیں پہنچا سکیگا۔ بلکہ تیرا قرب اور بھی زیادہ ہو جائیگا آنجناب کے فرمانے سے اس کی تسلّی ہوئی۔ جب اُسے داراشکوہ کے پاس لے گئے۔ تو داراشکوہ نے کہا گو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن اب جو میں نے اُسے دیکھا تو بے اختیار میرے دل میں اس کی محبّت پیدا ہو گئی ہے۔ اس وقت مہربان ہو کر ملتان اور لاہور کی حکومت اُسے سپرد کر کے رخصت کیا۔ جب وہ سرہند پہنچا تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کامل اعتقاد سے مرید ہوا +

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز اُس نے اس بارے میں آنحضرت سے التماس کی۔ کہ میں نے عورت بھی کی لونڈیاں بھی رکھیں لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا جاؤ اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ چوصاحب معنی ہوگا اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ سن رشد و تمیز کو پہنچا۔ تو آنحضرت کا مرید بنا۔ اور سلوک حاصل کر کے اعلےٰ مقامات حاصل کئے۔ واقعی جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا +

کرامت آنحضرت کے ایک مرید نے بیان کیا۔ کہ مجھے افلاس نے تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ افلاس کے ہاتھوں سخت لاچار ہوں۔ آنحضرت نے مجھے روپیوں کا بدرہ دیا۔ اور فرمایا کہ اسے گننا مت جس قدر چاہو خرچ کئے جاؤ۔ میں حسب ضرورت اس میں سے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا حتےٰ کہ ایک لاکھ روپیہ میں اُس میں سے صرف کر چکا لیکن وہ اتنے کا اتنا ہی تھا۔ ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا۔ تو سات سو نکلا۔ اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا۔ تو ختم ہو گیا +

کرامت ایک دفعہ آنحضرت کو مرض لاحق ہوا۔ بادشاہ نے آنحضرت کے واسطے انگور بھیجے۔ جب آنحضرت رضؓ نے انگور دیکھے۔ تو فرمایا کہ یہ انگور بارگاہ الٰہی میں عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں۔ کہ ان میں شفا رکھی جائے حقتعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دانوں میں شفا رکھ دی ہے۔ جو مریض ان دانوں کو کھائیگا شفا پائیگا۔ پہلے چند دانے آنحضرت رضؓ نے تناول فرمائے۔ بعد میں باقی اور مریضوں کو تقسیم کئے۔ جس جس نے کھائے وہی تندرست گیا +

کرامت ایک شخص نے آنحضرت کے حضور میں ایک شیعہ کے بعض بدعقیدوں کا بیان کیا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت سنکر سخت ناراض ہوئے۔ خربوزہ کھا رہے تھے۔ آپ نے چھری ہاتھ میں لیکر خربوزے پر رکھ کر فرمایا۔ کہ لو ہم اس رافضی کا سر کاٹتے ہیں۔ خربوزے کو دو ٹکڑے کیا۔ اسی روز رافضی مرگ مفاجات سے مرگیا +

کرامت۔ ایک مجلس میں آنحضرت کا ذکر خیر ہوا۔ تو آپ کا ایک دشمن جو اس مجلس میں موجود تھا۔ آپ کے حق میں نامناسب کلمات کہنے لگا۔ جنہیں آپکے ایک موجود مخلص نے سن کر سخت ناراض ہوکر کہا کیا تو اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرت امام معصوم کے حق ایسی باتیں کرتا ہے۔ اسی رات تجھ پر مصیبت نازل ہوگی۔ اسی رات اس مخالف نے گولر بکثرت کھائے جس سے اسکا پیٹ پھول گیا۔ دونو ہاتھوں سے سر پیٹنا شروع کیا۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی۔ کہ اس دنیا سے چل بسا +

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مرید نے کسی امیر کو دوائی دی۔ جو اتفاقیہ مخالف پڑی۔ وہ امیر اس کے دکھ دینے کے درپے ہوا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں طبیب ہوں۔ میں نے یہ دوا کسی شخص کی زبانی سُن کر اُسے دی۔ جو اس کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ اب مجھے وہ تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ تو پہلے طبیب نہ تھا۔ اب ہمارے کہنے سے طبیب ہوا ہے۔ اسے جا کر دوا دو۔ تندرست ہو جائیگا۔ اور جسے جو دوائی بھی دوگے شفا پائیگا۔ اُس نے بانہار سے دوائی لیکر اُسے دی۔ جس سے وہ بفضل خدا و توجہ

آنحضرت صحت یاب ہؤا۔ اس روز سے جو دوا وہ کسی مریض کو دیتا۔ شفا کامل نصیب ہوتی ؎

کرامت آنحضرت رضؓ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہندوانوران کے میوے کھا رہے تھے۔ اورنگ زیب بادشاہ ان میوؤں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے آنحضرت رضؓ کے دست مبارک میں دے رہا تھا۔ بے اختیار میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں۔ انہیں دنیاوی میوے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میوے جو بادشاہ انہیں دے رہا ہے۔ اگر مجھے عنایت کریں تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں یا پہنتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعد ازاں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنجناب کی خاطر صاف کئے تھے۔ مجھے مرحمت فرمائے۔ اور فرمایا کہ دنیاوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو۔ کوشش یہ کرو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت پاؤ ؎

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات اس قدر نہیں کہ حیطہ تحریر میں آسکیں۔ یہ چند ایک کرامتیں بطور تبرک و تیمناً لکھ دی ہیں۔ بہت سی کرامات آپ کے حالات سنوات میں لکھ دی ہیں ؎

ذکر در بیان

بعضے مکاشفات حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم نامی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس آخری زمانے میں باطنی احوال میں شریعت غرا کے تابع ہیں۔ اس بات کی کوشش کرو۔ کہ سر مو شرع کی مخالفت نہ کرو۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ جو کچھ علمائے مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ تمام علمائے مجتہدین بہر وجوہ تمام اولیا سے افضل ہیں۔ عہد نبوت کا

قرب ان کے حق میں ثابت ہے ✤

اِس بارے میں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس سے کم ان کا جو مجھ سے ملتے ہیں۔ اس سے کم ان کا جو ان سے ملتے ہیں ✤

اکثر مجتہد تابعین اور تبع تابعین میں داخل ہیں۔ اس واسطے اُن کا کہنا سند کلی اور حجت کامل ہے۔ اور اس کا قبول کرنا خلقت پر واجب ہے جس نے قیامت تک شریعت کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے مجتہدین کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ وہ گمراہ ہوئے اور باطن سے محض بے نصیب ہے۔ اگر ایسے شخصوں سے بطور خرق عادات کچھ ظاہر ہو۔ تو اُسے استدراج سمجھو ✤

مرکاشفہ ۔حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے دسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عجیب معاملہ ہے ظاہر میں باطنی خدمات کی کوشش کرتا ہے اور اس کی ترقی کے کوشاں رہتا ہے۔ لیکن باطن اس سے محض بیگانہ رہتا ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ ظاہری طاعت اور مجاہدات سے حسن وطراوت زیادہ ہوتے ہیں نہ کہ اس کی معشوقیت کا وصف جو ناز اور استغنا ہے کمال کو پہنچتا ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ انتہا میں نسبت باطنی کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک بدن عنصری موجود ہے جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو پھر باطن بڑی آب وتاب سے پردہ خلوت میں ظہور کرتا ہے اس وقت اس کا ادراک بھی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ظاہر اس کے لئے بمنزلہ حجاب ہوتا ہے چونکہ موت قیامت کے مقدمات سے ہے اس لئے مشہود وہاں پر اتم واکمل ہے۔ چونکہ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں ✤

مرکاشفہ ۔حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حق تعالے کی طرف سے فیض وانعام دائمی ہے۔ بندے پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک گھڑی یا ایک لحہ کے لئے منقطع ہوجائیں۔ تو بندے کا نام ونشان تک مٹ جائے۔ کیونکہ وجود اور کمالات اس کے وجود کی تابع ہیں۔ اس واسطے انسان کو

لازم ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ تعالےٰ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دوام حضور سے موصوف ہو نہایت نقصان اور شرمندگی ہے۔ کہ منعم حقیقی تو نعمت دینے کے درپے ہو اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بلکہ اس سے منہ پھیرلے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ عوام کا ایمان غیب ظلماتی اور نورانی پردوں کے پیچھے ہے۔ چند ایک خواص کا ایمان ظلماتی حجاب سے بالکل مبرا ہے۔ لیکن نورانی پردوں سے بالکل نہیں نکلا سو وہ اسی میں گرفتار رہتے ہیں اور وہ اس کے شہود کو شہود مطلوب تصور کر لیتے ہیں اور جو عاشقی نفس مطلوب سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اخص الخاص نے دوسرے گروہ کے مشہود کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے اور وراء الورا میں گرفتار ہیں یقین کیا ہے یقیناً انہیں اس نشہ میں مرتبہ مقدسیہ سے سوائے ایقان کے اور کچھ نصیب نہیں۔ کیونکہ رویت کا وعدہ آخرت کا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کا حجاب حائل نہیں۔ لیکن ضعف بصیرت و بصر مانع درک و شہود ہے ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جو زندگی دنیا کے متعلق ہے۔ اس کے لئے دو چیزیں مطلوب ہیں۔ حرکت اور حسن۔ اور جو برزخ کے متعلق ہے۔ حس بغیر حرکت کے ہے حق تعالےٰ نے ہر مقام کے موافق زندگی دی ہے برزخ میں حس ضروری ہے تاکہ درد اور لذت نہ ہو۔ حرکت کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن دنیاوی اور اخروی نشاء میں دونو درکار ہیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکاشفات کو کہاں تک لکھوں۔ اُن کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔ صرف اتنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مکاشفات حج کے دنوں میں زیادہ لکھے گئے ہیں۔ اگر آنحضرت کے مکاشفات دیکھنا چاہو تو آنحضرت کے مکتوبات کا مطالعہ کرو۔ آنحضرت کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں پہلی جلد کو حضرت مروج الشریعت نے جمع کیا ہے۔ دوسری جلد کو حاجی عاشور نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث کے نام سے جمع کئے ہیں۔ تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کئے ہیں +

ذکر در بیان

شب و روز و ماہ و سال و عادات و عبادات و بیان لباس وشمائل حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔ نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے۔ رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے۔ مریدوں کو بھی اس بات کی سخت تاکید کرتے تھے۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور بال بھر بھی بدعت کو دخل نہ دو۔ آنحضرت کا تقوےٰ طاقت بشری سے بڑھکر تھا +

کتاب نجم الہدٰے میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز ایک شخص نے آنجناب کی عالم پناہ خانقاہ سے استنجیٰ کیا۔ ابھی ہاتھ نہ دھو چکا تھا۔ کہ ڈول پکڑ کر کنوئیں میں ڈالا۔ اور پانی نکالکر وضو کیا۔ تین چار روز تک لوگ اس کنوئیں کا پانی استعمال کرتے رہے۔ بعد میں جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ پر بول کی چھینٹیں ہوں۔ اس واسطے ڈول اور کنواں دونوں ناپاک ہوگئے۔ جن جن لوگوں نے اس کنوئیں کا پانی استعمال کیا ہے۔ ان کے بدن برتن اور لباس ناپاک ہوگئے ہیں۔ سب غسل کریں اور برتنوں اور کپڑوں کو پاک کریں۔ ہمارے کپڑے اور برتن بھی صاف کریں آنحضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ خود آنحضرت نے غسل کیا۔ اور نیا لباس زیب تن فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس دن نصف سے زیادہ شہر نے غسل کیا۔ تمام شہر میں جابجا کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو غسل کے لئے کھڑے تھے۔ اس دن اس کنوئیں سے پانی بھرنا موقوف کیا۔ جوق در جوق بیرونی کنوؤں پر غسل کے لئے گئے۔ جہاں جہاں پانی تھا وہاں ہزاروں کا ٹھٹھ موجود تھا مشتبہ کنوئیں کی نسبت آنحضرت نے فرمایا کہ اس کنوئیں کا سارا پانی نکال دو۔ اس بات سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تقوےٰ کا اندازہ ہوسکتا ہے +

سفر وحضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ تیسرا حصہ رات لیکر بیدار

ہوتے۔ کمال احتیاط سے جس سے زیادہ ممکن نہیں وضو کرکے تہجد ادا کرتے اور اس نماز میں سورۂ یٰسٓ پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر بعد سو جاتے۔ تاکہ دو خواب کے درمیان تہجّد ہو۔ نماز تہجد میں آنحضرتؓ پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے۔

فجر کی نماز بہت سویرے ادا کرکے اصحاب سمیت حلقہ کرکے مراقبہ کرتے جب دن اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے فارغ ہوکر دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھتے بعد ازاں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ ایک ایک کو بلاکر زانو سے زانو ملاکر بٹھاتے اور مراقبہ کرتے اور مراقبہ کے بعد ہر ایک کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔ چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کرکے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت آنجناب پر عجیب ظہورات ہوتے تھے کو اکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اُس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ پر تمام قرآن شریف کے اسرار او معانی منکشف ہوتے ایک آدمی آنحضرتؓ کے سامنے تکیہ لگائے ورق گردانی کرتا رہتا اور آنجناب بڑے وقار سے تلاوت کرتے۔ اُس وقت تمام مرید آنجناب کے اردگرد مراقبہ کئے بیٹھے رہتے۔

آنحضرت کی منازل تلاوت یہ ہیں۔ منزل اوّل تا آیت کنتم خیر امۃ ۲ دوم سورہ انعام ۳ سوم تا آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ ۴ چہارم سورہ ابراھیم ۵ پنجم سورۂ انبیاء ۶ ششم سورہ قصص ۷ ہفتم سورہ ص ۸ ہشتم سورہ محمد ۹ نہم سورہ ملک ۱۰ دہم اخیر تک۔

تلاوت کے بعد تقریباً آدھا دن محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل وعیال سے مل کر کھانا تناول فرماتے۔ آنحضرتؓ کے دستر خوان پر بادشاہوں کی طرح کھانے چنے جاتے۔ آنحضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آنحضرت رضؓ کے باورچیخانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔ لوگ جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھے وہ صبح سے ظہر تک طعام تقسیم کرتے۔ رات کا کھانا شام سے آدھی رات تک تقسیم کرتے رہتے۔ کہتے ہیں۔ کہ ہر صبح وشام آپ کے باورچیخانے سے پانچ ہزار آدمی کھانا کھاتے ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی چاول اور گوشت ملتا۔ آنحضرتؓ کے

خلفا کے لئے دو ہزار دستر خوان جاتے جن میں طرح طرح کے کھانے۔ میوے اور حلویات ہوتے تھے۔ روایت ہے کہ چالیس آدمی صرف برتن جمع کرنے پر مقرر تھے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر خواب قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اٹھ کر وضو کرتے چار رکعت نماز فے الزوال ادا کر کے نماز ظہر پڑھتے۔ ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے بعد ازاں کبھی فقہ کلام۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں کا سبق پڑھاتے اور کبھی چار رکعت طویل عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر کے بعد دربار عام ہوتا۔ عصر اور مغرب کے مابین لوگوں کو عمدہ عمدہ وعظ و نصیحت فرماتے۔ پھر نماز مغرب ادا کر کے چھ رکعت نماز تین سلام سے ادا کرتے۔ اس نماز میں سورہ واقعہ بار بار پڑھتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلا کر صحبت سکوت میں ان کی احوال پرسی کرتے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشا کی نماز ادا کرتے۔ سنت کے بعد چار رکعت نماز قیام الیل ادا کرتے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ پڑھتے۔ دوسری میں سورہ حٰم، دخان تیسری میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورۃ قیامت پڑھتے۔ بعد ازاں وتر ادا کر کے پوری مد سے سبحان الملک القدوس پڑھتے پر دیر تک فاتحہ پڑھتے۔

بعد ازاں محل کے اندر تشریف لیجا کر کھانا تناول فرماتے۔ طعام کے بعد وظائف پڑھ کر آرام کرتے۔ آنحضرت کے مختلف اوقات کے وظائف مثلاً وضو کرنا۔ کھانا۔ سوتا اور اور دن رات کے ورد وظائف الگ ایک کتاب کی صورت میں لکھ کر اس کا نام "وظائف معصومی" رکھا ہے۔ جسے آنحضرت رضؓ کے وظائف دیکھنے کا شوق ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔

آنحضرت منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز فریضہ اور مغرب کی سنتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم کرتے۔ آنحضرت رضؓ نے سات درود جمع کئے ہیں۔ جسے درود ہفتہ کہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں۔ ذکر۔ وظائف اور تسبیحات کو کبھی جہر نہ کرتے۔ جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے۔ سنت احتیاط کو بھی ادا کرتے۔ نماز جمعہ کے پہلے سورہ کہف۔ سورۃ

ہود اور سورۂ آل عمران پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شہر کے باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے۔ اور وہاں پر لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے۔ باغ کی سیر کے لئے بکثرت جایا کرتے۔ دونو عیدوں کی نماز کیلئے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ عیدگاہ میں جاتے۔ عید الضحٰے کو خود دست مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری کو نہر یا ذبح کرتے۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں تین مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ پہلے دس دن اپنی مسجد میں خود پڑھتے۔ تیسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعت پڑھتے اور آنحضرت سنا کرتے۔ آنحضرت ہر نماز کے وقت خود امام بنتے اور رمضان مبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ مریض کی بیمار پرسی اور مردہ کی تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ ہر سال دو عرس کرتے۔ ایک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونو عرسوں پر حافظ لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ طرح طرح کے کھانے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں کو بانٹی جاتیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا قد خاصہ تھا۔ اور بدن مبارک پُر گوشت رنگ گندمی ابرو کشادہ۔ ناک اونچی۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ داڑھی سفید اور تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آنحضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا عمامہ سر پر ہوتا۔ کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن رات کے حالات اور اوضاع و اطوار بجنسہٖ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار کی طرح تھے۔ جو اس کتاب کے پہلے حصے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے اس حصہ میں مجملاً اور مختصراً لکھے گئے ہیں۔

ذکر و بیان

خصائص حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص بے شمار ہیں۔ یہاں پر صرف مشہور

مشہور لکھے جاتے ہیں ❖

خاصہ - آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خمیر طینت کے بقیہ سے بنایا گیا ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے عطا فرمائی ❖

خاصہ - آنحضرت کو خلعت ابراہیمی علیہ السلام مرحمت ہوئی ❖

خاصہ - آنحضرت کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کمون و بروز نصیب ہوا ❖

خاصہ - مقطعات قرآنی کے اسرار آنجناب پر منکشف ہوئے ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو "والسابقون اولئک المقربون" کے زمرہ میں داخل کیا ❖

خاصہ - باوجود ضمنیت آنحضرت کو اصالت بھی عطا ہوئی ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اس قدر مناصب اور کمالات باطنی عطا فرمائے ❖

خاصہ - سالک آنحضرت کی خدمت میں صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا ❖

خاصہ - آنحضرت کو ولایت صغرےٰ کبرےٰ علیا - کمالات نبوت و رسالت حقیقت کعبہ - حقیقت قرآن - حقیقت صلوٰت عطا ہوئیں ❖

خاصہ - تمام کمالات - مقامات اور مناصب آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئے - اب تک وہ کمالات اُن کے مریدوں میں پائے جاتے ہیں ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آپ کی دنیا کو بمنزلہ آخرت بنایا ❖

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو ولایت کے انتہائی مقام مقامِ رضا سے مشرف فرمایا ❖

خاصہ - آنحضرت کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپ خالص

محمدی المشرب ہیں *

خاصہ۔ آنحضرت کو علم لدنی حاصل ہوا *

خاصہ۔ کعبہ شریف آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند میں آیا *

خاصہ۔ کعبہ شریف آنحضرت کے استقبال کے لئے آیا *

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا *

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو قیومیت اصالت اور محبوبیت ذاتی عنایت فرمائی *

خاصہ۔ آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوا کہ اس سے پہلے کسی ولی یا بزرگ کا نہیں ہوا۔ چنانچہ سات لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور سات ہزار خلفائے صاحبِ ارشاد ہوئے *

خاصہ۔ مہدئے موعود آنجناب کے طریقہ میں مبعوث ہونگے *

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ حقائق اشیاء میری قیومیت کی نسبت آنجناب کی قیومیت پر زیادہ راضی ہیں *

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ جو استعداد میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی ہے۔ اگر مجھے مرحمت ہوتی۔ تو میں اس پر فخر کرتا *

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہونگے *

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ میرے جیسے تمہارے ہم نشین ہونگے *

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے بارے میں فرمایا۔ کہ محمد معصوم میں اس دولت کی ذاتی قابلیت ہے *

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے حق میں فرمایا۔ کہ محمد معصوم نے ہماری نسبتوں کا اس طرح اقتباس کیا۔ جیسے شرح وقایہ والے نے وقایہ کے حفظ و تعلیم میں کہ اس کے دادا تصنیف کر کے اُسے پڑھاتے تو وہ ساتھ ساتھ

حفظ کرتا جاتا۔ حتےٰ کہ اتنے میں اُنھوں نے تصنیف کیا۔ اتنے میں اُس نے حفظ کرلیا +

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا +

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا انتظار دیر تک دھوپ میں کھڑے رہ کر کیا +

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب کے بارے میں بہ سبب محبُوبیت ذاتی نکاح کا حکم نہ ہوًا +

خاصہ۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو بارہ سال کی عمر میں قطبیت کی خوشخبری دی +

خاصہ۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو خلعت قیومیت پہنائی۔ اور طینیت و اصالت اور محبوبیّت ذاتی کی خوشخبری دی۔ اور اپنے تمام یدوں اور خلفا کو آنجناب کا تابع کیا +

خاصہ۔ پہلے پہل جب آنحضرت نے بات چیت کرنی شروع کی۔ تو توحید۔ فنا۔ اور بقا کی گفتگو کی۔ اور حقیقت جامع اور تجلی ذات کی خبر دی +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تین سال کی عمر میں اولیائے امت کے تمام کمالات عنایت فرمائے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت پر ظاہر کیا کہ جہان کی قطبیت قیامت تک آنجناب کی اولاد میں رہے گی +

خاصہ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حضور میں آنجناب قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوئے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو امام معصومؓ کا خطاب اور اسم باسمٰی عنایت فرمایا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گنہگاروں کو دوزخ سے چھُڑانے کی خدمت سپُرد کی +

آنحضرت کے خصائص کہاں تک لکھوں۔ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے +

ذکر دربیان

وفات حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قدیم سے وجع المفاصل کا مرض تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ۔

قیومیت کے پینتالیسویں سال اس مرض کا بہت غلبہ ہو گیا۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ جب لوگ علاج کرتے تھے۔ تو آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض کو کوئی دوا فائدہ نہیں دیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اثر اٹھا لیا ہے۔ اور یہ میری آخری بیماری ہے۔ میں عنقریب اس جہان فانی سے عالمِ بقا کو سدھارونگا۔ کیونکہ دنیا میں میرے رہنے کی غرض صرف ارشاد تھی۔ سو اب ارشاد کا معاملہ آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جہان بھر کے سرکش اور سردار اس سلسلہ کے مطیع ہو چکے ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ مرید ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے بڑے علما مشائخ۔ وضیع وشریف بادشاہ اور اہل جہان غلام بن چکے ہیں۔ اب مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارے ارشاد کا سلسلہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس قسم کا ارشاد نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوا۔ اور نہ اس کے بعد کسی کو ہوگا۔ ہم نے تمہیں اس بات کا اختیار دیا ہے کہ اگر چاہو تو آجاؤ۔ اگر چاہو تو حسب منشا دنیا میں رہ لو۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ یہ سُن کر تمام لوگ رونے چلانے لگے۔ اور بہت پریشان ہوئے ۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات فرمانے کے بعد اپنا تمام کتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا۔ کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا۔ کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے۔ بہت غمگین ہوئے ۔

جب آنحضرت کو گھٹنے کا درد بشدت ہوا۔ تو تپ بھی ہو گیا۔ تمام طبیب حاضر خدمت ہو کر علاج کرنے لگے۔ لیکن کوئی علاج بھی مفید نہ پڑا۔ اورنگزیب نے

فرنگستانی ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ انہوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتٰے کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی۔ آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکین سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرت کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے۔ آخر آنجناب فرنگیوں کی ہمنشینی سے بیزار ہو گئے لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی اس بیزاری کو تاڑ کر فرنگیوں کو جواب دے دیا۔ کہ آئندہ علاج کے لئے نہ آنا۔ آنحضرت نے اُن کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ سوائے حضرت میانجیو صاحب کے کوئی مرض شناس اور میرا محب نہیں۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے تمام اطبا کو فرمایا کہ آنحضرت رضہ کا علاج جیسا کہ اللہ تعالٰے کو منظور رہے ہو جائیگا۔ آئندہ کوئی شخص علاج کے لئے نہ آئے ✤

عاشورہ کے دن دسویں محرّم کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شہر اور مفصلات کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خانقاہ میں جمع ہوئے۔ آنحضرت نے نہایت عمدہ وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا۔ کہ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ سو اَب میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں۔ میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ قرآن حدیث اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شرع فقرا سے بچنا کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اَوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ جو شخص بال بھر بھی شرع کے خلاف ہو۔ اسے نہ مانو۔ کیونکہ اگر اس کی پیروی کرو گے۔ تو تمہارے دین کو نقصان ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً تجدید الف۔ قیومیّت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ کے قبول کرنے کو واجب جانو۔ جو شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کو قبول نہیں کریگا۔ وہ گمراہی اور غضبِ خدا میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ حق تعالٰے نے قیامت تک دین و دنیا کا کارخانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ مہدئے موعود بھی آنحضرت کے طریقہ میں مبعوث ہونگے۔ عرفان الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اگر آنحضرت کی امداد کی ضرورت ہو تو قیوم وقت کو مانو ✤

بعد ازاں فرزندوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ قیامت تک جتنے اقطاب

ہونگے۔ سب تمہاری اولاد سے ہونگے۔

حضرت محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی اولاد سے قطب وقت ہوا کرینگے۔ بعد ازاں لوگوں کو فرمایا کہ اب میں تو تم سے جاتا ہوں لیکن اپنے چھ فرزندوں کو جن میں سے ہر ایک بزرگی اور قرب حق میں میری طرح ہے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں یہ چھیئوں تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ تم ان کی متابعت کرنا۔ تاکہ نجات پاسکو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت و حرمت کرنا۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے انہیں تمام اہل عالم پر شرف دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کاربند رہوگے۔ تو تمہیں کسی قسم کی دینی یا دنیاوی تکلیف نہ ہوگی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں بکثرت ہیں یہاں پر صرف تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ کلام طویل نہ ہوجائے۔

یہ باتیں سن کر لوگ زار و زار رونے لگے۔ اور آنحضرت محل کے اندر تشریف لیگئے۔ دوسرے دن حضرت مخدوم کی زیارت کیلئے گئے۔ دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے اور دوسرے مقبروں پر بھی متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ ان قبروں والوں کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طفیل بہت نعمت عطا فرمائی ہے۔ بعد ازاں حضرت امام رفیع الدین کے مزار مبارک پر گئے۔ وہاں بھی یہی معاملہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضہ ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ اور فرماتے کہ حضرت قیوم اول رضہ بار بار ظاہر ہوکر فرماتے ہیں۔ کہ آجاؤ۔ ان دنوں آنحضرت نے بہت سے مشائخ کو رقعے لکھے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تم لوگ میرے ایمان کے لئے دعا کرو۔ سب نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ ایک نے آنحضرت کے رقعہ کے جواب میں لکھا ؎

یقیں میداں کہ شیران شکاری — دریں رہ خواستند از موریاری

ماہ صفر کے اخیر میں جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کا موقعہ آیا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حسب سابق عرس کیا۔ طرح طرح کے کھانے میوے اور حلویات حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے لئے لوگوں کو تقسیم کئے۔

عین عرس کے موقعہ پر آنحضرت نے پھر لوگوں کو وصیت فرمائی۔ کہ ہمارا دل بے اختیار اس بات پر مائل ہے۔ کہ ربیع الاوّل کے پہلے ہفتے ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالٰے ہمارے اس مدعا کو پورا کریگا۔ عرس کے بعد آنحضرت پر مرض کا زیادہ غلبہ ہوگیا۔ اور نگ زیب صبح شام آنحضرت کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہجہان آباد سے سرہند تک ہر ایک کوس پر ایک ایک آدمی بیٹھا تھا۔ جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔ بادشاہ آنحضرت کی بیماری کے سبب سخت بے قرار تھا۔ کئی مرتبہ آنحضرت کی بیمار پرسی کے لئے آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے تمام ارکانِ سلطنت کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ تپ اور دیگر امراض کا آنحضرت پر اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی۔ لیکن آنحضرت بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے۔ کبھی اُف تک نہ کیا بلکہ بڑے وقار سے عبادات میں مشغول رہے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ آنحضرت بیمار بھی ہیں یا نہیں ۔

بیسویں ربیع الاول روز جمعہ کو مسجد میں نماز جمعہ پڑھکر فرمایا۔ کہ امید نہیں کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں۔ پھر چند ایک نصیحتیں کرکے خلوت میں تشریف لیگئے اس اثنا میں سخت آندھی آئی۔ اور اس شدت کا زلزلہ ہوا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اکثر عمارتیں گر گئیں۔ "ان زلزلۃ الساعۃ لشئ عظیم" کا ظہور ہوا لیکن یہ زلزلہ کبھی زیادہ ہوتا تھا کبھی کم۔ شام تک یہی کیفیت رہی۔ مغرب کے وقت عین زلزلہ کی شدّت کے وقت کوچہ بکوچہ اور گھر بگھر ایک شخص منادی کرتا تھا کہ لوگو خبردار ہوجاؤ۔ قطب وقت اور قیوم زمان دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اس کے جانے کے سبب زمین کانپ رہی ہے لوگوں نے اُسے پکڑنا چاہا۔ لیکن کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ جب آنحضرت نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ کیوں معترض ہوتے ہو۔ وہ فرشتہ ہے تمام رات زلزلہ رہا جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نے صبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا کی۔ بعد ازاں مراقبہ کیا۔ نماز اشراق بڑے خشوع وخضوع سے ادا کی پھر آنحضرت پر

سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ سانس اس قدر جلدی آتا تھا کہ بات بھی ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے تھے ✤

کواکب دریہ میں میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدامجد لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی جب مَیں نے کان لگا کر سُنا۔ تو آنحضرت سورۃ یٰس پڑھ رہے تھے ✤

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں "السلام علیک یانبی اللہ" فرمایا ✤

صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروج الشریعت نے اپنے وصال کے وقت یہی کہا۔ ممکن ہے کہ دونو بزرگوں سے ایک ہی بات ظہور میں آئی ہو ✤

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہؤا ہے۔ میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اس وقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی ✤

آنحضرت رضی اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹۔ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو اس جہان سے فردوس اعلےٰ میں تشریف فرما ہوئے۔ وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ و فغاں ہونے لگا ؎

فغاں افتاد در عالم ز ہر سو ۔۔۔ کہ ختم اولیا از اولیا رفت
درِ ارشاد بستہ شد ہدایت ۔۔۔ چو آں راہِ حقیقت رہنما رفت
نجاتِ طالباں چوں بود مقصود ۔۔۔ ہماناں بہرِ ایں نزد خدا رفت
دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود ۔۔۔ ز دست غم ندانم کجا رفت
زختم اولیا نہ سال افگند ۔۔۔ پس آنگہ گفت ختم اولیا رفت
مہین فرزند محمد خواجہ معصوم ۔۔۔ نسیم آسا ازاں گلشن سرا رفت
چراغ صبح قیامت بر نیاید ۔۔۔ کز یں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

بقا باللہ فانی بود فی اللہ ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت
بسال تسع تسعین ز الف ثانی چنیں فخر ز نا شاہِ اولیا رفت

لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہاں لکھی جاتی ہیں :۔

نصف شنبہ نہم ربیع الاول مسیح دنیا رحلت نمود۔ بخدا پیوست بجنت خوابید خلوت بگزید ۔ از صحبتِ مایان ملول شد ماہ باخلوت ۔ آہ بکہ شد مقام قیومیت ؞

حضرت مروج الشریعت نے یہ تاریخ کہی "ہو عند ملیک مقتدر" ؞

عالم گیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے " نور عالم برفت ۔ عالم تاریک شد " ؞

میر مفاخر حسین نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :۔

مرشدے گر عصمتش کلک قضا نام پاکش را بمعصومی رقم
اے کہ در سایہ نشیند آفتاب قد او آنجا کہ افزاز و علم
بسند ذکرے بروے احسانِ او کاسۂ دریوزہ گردد جامِ جم
چشم ہمت را ز دنیا بست و زد چوں فزائے گلبنِ رضواں قدم
خواند تاریخش ز دل ام الکتاب نو بہاری شد بہ گلزار ارم

ناصر علی شاعر نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :۔

چراغ خاندان شرع اسلام فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوئے گلشن جنت قدم زد ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
دلم ار گفتم از سالِ وصالش ندا آمد ز عالم رفت معصوم

شیخ عبد الاحد نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :۔

قیوم زماں خلیفۃ اللہ دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرہ وجود تا بود بودش بجہاں مثال معدوم
نقاش ازل بصفحۂ کون نقشے بہ از و نکردہ مرقوم
اسرار صفات ذاتِ والا حقا کہ جز او نکردہ مفہوم
خورداد بربیع اول ماہ چوں شاہ رسل رحیق مختوم
چابک قدم بکوہ وحدت ہرگز بہ از و نگشتہ معلوم

تاریخ وصال او خرد گفت رفتہ زجہاں امام معصوم

ذکر در بیان

تجہیز و تکفین حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و در بیان واقعاتے کہ بعد دفن آنحضرت روئے دادہ اند و ذکر ردِ آفتاب :-

آنحضرت کے ارتحال کے بعد موسلا دھار مینہ برسا۔ اس مینہ برستے ہی میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اسی محل میں غسل دیا گیا۔ جس کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ فوت ہوتے وقت بھی آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ غسل کے وقت بھی آنجناب کی مبارک لبوں پر تبسم تھا۔ آنحضرت کے غسل کے وقت حاجی عاشور۔ خواجہ عبدالرحمن صوفی احمد اور شیخ انور وغیرہ پانی ڈالتے تھے۔ اور بدن مبارک پر ہاتھ سے ملتے تھے لیکن بدن پر کسی قسم کا میل نہ تھا۔ کسی کی نگاہ آنحضرت کے ستر پر نہ پڑی پہلے ناف سے لیکر زانو تک چادر باندھ کر پھر لباس دور کیا۔ آنحضرت کے کفن میں تین سفید چادریں تھیں۔ لفافہ۔ تہ بند اور قمیص۔ قمیص کندھوں پر سے پھاڑی ہوئی تھی۔ پھر نعش مبارک اٹھا کر بارش میں نماز کے لئے لیگئے۔

کہتے ہیں جس وقت آنجناب کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ تمام چھوٹے بڑوں امیروں بادشاہوں اور وضیع و شریف نے گریبان چاک کئے۔ سر پاؤں سے ننگے سر پیٹتے تھے۔ بسبب کثرت گریہ وزاری اور شور و فغاں زمین و زماں میں تھلکہ مچ گیا تھا۔ بعض تو شدت غم سے بیہوش ہو گئے تھے۔ جنہیں اپنے آپ کا ہوش بھی نہ تھا۔ مردے کی طرح پڑے تھے بعض مرغ نیم بسمل کی طرح بارش کے کیچڑ میں تڑپ رہے تھے۔ بعض درد والم کی وجہ سے حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگل میں نکل گئے۔ بعض قطب عالم قیوم زمان کے حادثہ سے بنات النعش اور فرقدان کی طرح متفرق اور پراگندہ ہو گئے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے۔ شائد ایسا سخت ماتم اس سے پیشتر کبھی نہ ہوا۔ اگرچہ مشائخ کا ماتم سخت ہوتا ہے۔ لیکن خلقت کا اس قدر ہجوم اور ان کی اس قدر بے قراری کبھی نہیں ہوئی۔ ظن غالب ہے کہ آیندہ بھی کبھی ایسا نہ ہوگا۔ شیخ عبدالاحد نے اس ماتم

کے احوال کا ایک شمّہ حسب ذیل نظم میں بیان کیا ہے ؎

ازیں زندان فانی در گذشتہ
شہے کیں شد طبق را بود سرپوش

غریو از شش جہت برخاست آندم
کہ مرغ گلشن حق گشتہ خاموش

ز داغ غم بہ صحرا رو نہادہ
چو لالہ نازنیناں خانہ بر دوش

جہاں را آتش اندر خرمن افگند
خود اندر خلوت وصلش ہم آغوش

بساکیں خانماں بر باد دادہ
بساکیں رفتہ رفتہ از ہمہ ہوش

پئے تابوت آں قطب زمانہ
چو رعد نعرہ زن احباب در جوش

بنات النعش شد امروز ہیہات
ہماں مجمع کہ سرایں دید مش دوش

در پیر مغاں بستند افسوس
کنوں کو رند کو میخانہ کو نوش

کواکب دریہ میں میرے (مصنفؒ) جد امجد تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرتؒ کی نعش مبارک آدمیوں کے کندھوں کے اوپر اوپر خود بخود چلتی تھی۔ لوگ بہتیرا پکڑنا چاہتے لیکن کسی کے ہاتھ نہ آتی۔ قصر معصومی کے شمال کی طرف کے میدان میں جو نہایت وسیع تھا اور جہاں اب عمارات بکثرت ہیں۔ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ صفوں کی لمبائی قلعہ آباد شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد تک تھی۔ جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے۔ پھر بھی لوگ تنگ کھڑے تھے۔ بہت سے آنحضرت کی نماز جنازہ کے شرف سے محروم رہ گئے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اتنے میں بارش بھی تھم گئی۔ مطلع صاف ہوگیا اور سورج نکل آیا۔ ایک ٹکڑا بھی بادل کا آسمان پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جہاں پہ آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے واسطے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا۔ اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی۔ اب وہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ بعد ازاں آنحضرت کی نعش مبارک کو لاکر اس زمین میں جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت ہے۔ دفن کیا گیا۔ آنحضرتؒ کے فرزندوں نے آنجناب کے جسد مبارک کو مرقد میں رکھا۔ جب دفن کر چکے تو ناصر علی شاعر دیدار کے لئے آیا۔ شیخ عبدالاحد نے کہا

ع بے خبر دیر رسیدی در منزل

اُس نے کہا مخدوم زادہ! یہ صحیح میرا ہے۔ سو میں نے ایسے موقع پر آپ کا نیاز کیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا وصال دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ تجہیز و تکفین میں شام کا وقت ہو گیا۔ لوگوں کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ حضرت مروج الشریعت نے آسمان کی طرف رخ کر کے حسب ذیل شعر پڑھا ؎

اے فلک آہستہ رو کارے کہ بر ما کردۂ

ماہ سیمین مرا در خاک پنہاں کردۂ

یہ شعر پڑھتے ہی آفتاب پھر نکل آیا لوگوں نے نماز عصر کی ادا کی +

غروب آفتاب کے بعد دوبارہ سورج کا نکلنا اس سے پیشتر دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کہ آنحضرت گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت نے خفا ہو کر گھوڑوں کے پر کاٹ دئے۔ چنانچہ گھوڑوں کے زانوؤں پر اب تک نشان قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے پھر آفتاب نکالا +

دوسرے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے واسطے۔ امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے واسطے کوئی کام کر رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی کرم وجہہٗ نے نماز ادا کی +

تیسرے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت چونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم و وارث کامل تھے۔ اس واسطے سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مطابق آنحضرت کی وفات کے بعد آفتاب دوبارہ نکلا +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے وفات کے دوسرے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کی بابت سوال کیا۔ کہ اُن سے کیونکر معاملہ ہوا۔ فرمایا نہائیت خوبصورت فرشتے جو خوبصورتی اور رعنائی میں عدیم المثال تھے۔ نہایت پرتکلف لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے۔ لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد چلے گئے۔ پھر حضرت مروج الشریعت نے پوچھا کہ کیا پہلی رات

اولیائے اکمل کو قبر میں خفگی ہوتی ہے۔ فرمایا مجھے تو سوائے رحمت اور خوشی کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب میں دنیا سے دار البقا میں آیا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھے اختیار دیا گیا۔ کہ چاہو تو گھر چلے جاؤ۔ سو اگر میں چاہوں تو تمہارے ساتھ اس طرح گھر چلا جاؤں جیسا بحالت زندگی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فتنہ عظیم پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا +

حضرت قیوم ثالث رحمت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا۔ کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہیں ملا! ایک روز حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے فراق میں آنحضرت کے روضہ منورہ میں جا کر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ		دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

بعد ازاں روضہ مبارک کو کھولکر اندر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کی قبر شق ہو گئی ہے اور قبر سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدیؐ میں فساد برپا ہوگا اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی۔ یہ واقعہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے حضرت مروج الشریعت فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ قبر پر سوار ہیں اور فرماتے ہیں "الانبیاء یمیلون الیّ والاولیاء یقبلون اقدامی" انبیا میری طرف مائل ہیں اور اولیا میرے قدم چومتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے +

حضرت محمد اشرف فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے روضہ مبارک سے نکل کر روضہ مبارک کے محراب میں پڑے ہوئے کوزوں کے پانی پر دم کر کے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں مریض کو

دے دو۔ اگر پئیں گے تو شفا پائیں گے۔ صبح میں نے وہ کوزے مریضوں کو بھیجے۔ اور خوشخبری سنائی۔ انہوں نے پانی پیا۔ تو پیتے ہی انہوں نے کامل شفا پائی۔ اُس روز سے لوگ پانی کے کوزے بھر کر روضہ مبارک کے محراب میں رات کے وقت رکھ دیتے۔ صبح وہ پانی مریضوں کو پلاتے۔ مشہور ہے کہ آنحضرت ہر رات ان کوزوں پر دم کرتے ہیں +

شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اپنے بیاض میں دس سوال لکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے آنحضرت رضؓ نے اُن میں سے نو کا جواب لکھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے نو سوالوں کا جواب لکھا ایک کا نہیں لکھا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ غلطی سے رہ گیا ہے۔ بیاض بھیج دینا اُسے بھی لکھ دونگا۔ بیاض کے بھیجنے کا اتفاق نہ ہوا۔ کہ اتنے میں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو شیخ صاحب مُنہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ سخت افسوس ہوا۔ آنحضرت کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی۔ کہ اس دسویں سوال کا جواب مطلوب ہے ایک رات آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ عبدالاحد! میں نے اب تمہارے دسویں سوال کا جواب لکھ دیا ہے۔ اپنے بیاض میں دیکھو۔ جب صبح کو دیکھا تو بیاض میں دسویں سوال کا جواب بھی اسی قلم سے لکھا تھا۔ جس سے پہلے نو کے جواب لکھے تھے شیخ صاحب دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لوگوں میں یہ واقعہ عام طور پر مشہور ہو گیا۔ آنحضرت کے ایک امیر مخصوص مرید کئی ہزار اشرفیاں بطور نیاز شیخ صاحب کی خدمت میں لایا کہ وہ بیاض جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں مجھے عنایت فرما دیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا مجھے دو گے تو بھی میں آنحضرت کے دستخط نہیں دونگا۔ پھر وہ حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں گیا۔ جو آنحضرت کے ہمراہیوں میں سے تھے حضرت شیخ نے خود آ کر بیاض شیخ صاحب کے حوالے کیا +

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شاہجہان آباد میں بادشاہ کے پاس سے اُٹھ کر ابھی آیا ہی ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت قیوم ثانی رضؓ کا وصال ہو گیا ہے۔ اور وہی وقت تھا جب سرہند میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خبر دینے والا شخص فرشتہ تھا۔ بس یہ خبر سُن کر گھبرایا ہوا

بادشاہ کے پاس گیا۔ اور اطلاع دی۔ بادشاہ نے کہا میرے آدمی کوس بکوس بیٹھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی۔ رات کے وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "نور عالم برفت" جہان کا نور جاتا رہا۔ "عالم تاریک شد" جہان سیاہ ہوگیا۔ دونوں ہی سے آنحضرت کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ بادشاہ آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے سرہند آیا۔ پہلے آنحضرت کے روضہ مبارک پر فاتحہ پڑھا۔ بعد ازاں آنحضرت کے فرزندوں کے پاس جُدا جُدا ماتم پرسی کی۔ فرزندوں نے قطب الاقطابی اور ولیعہدی کا دعوےٰ کیا۔ کیونکہ آنحضرت نے حضرت حجت اللہ کو خلوت میں قیومیت اور قطبیت کی خوشخبری دی تھی۔ اس واسطے بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ مناظرہ اور مذاکرہ کی نوبت پہنچی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو جو آدمی اپنی زندگی میں اپنے فرزندوں کو سپرد کئے تھے۔ وہ انہیں قطب الاقطاب اور آنحضرت کا قائم مقام مانتے تھے۔ آنحضرت کے مرید اور خلفا جو جہان کے اطراف و جوانب میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب آنحضرت کے فاتحہ اور ماتم پرسی کے لئے تمام ملکوں کے بادشاہوں نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک جو آنحضرت کے مرید تھے اپنے اپنے وکلاء کو معہ تحف و ہدایا نیاز تعزیت اور فاتحہ کے واسطے سرہند بھیجے۔ ہزار ہا امیر بادشاہ خان۔ بادشاہوں کے وکیل چھوٹے بڑے۔ بوڑھے۔ جوان فاتحہ کے واسطے آتے تھے۔ جس جس فرزند کے ماتحت تھے اُسی سے تجدید بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ کئی سال تک آنحضرت کے مرید اور خلفا بادشاہ اور ان کے وکلا آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے آتے رہے۔

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں اختلاف ہوا۔ اور مناظرہ عظیم ہوا۔ تو آنحضرت کے خلیفہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے سرہند جانا ترک کیا لوگوں نے اخون صاحب سے وجہ پوچھی کہ آپ سرہند کیوں نہیں جاتے۔ تو فرمایا وہاں شیروں کی لڑائی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کسی شیر سے مجھے تکلیف نہ پہنچ جائے۔ آنحضرت کے فرزند حضرت حجت اللہ اور حضرت مروج الشریعت دونو اپنے آپ کو قیوم اور قطب کہتے تھے دوسرے چاروں قیومیت کا انکار کرتے تھے لیکن اپنے آپ کو قطب بتلاتے تھے۔ آخر حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد اشرف نے حضرت

حجت اللہ کی قیومیت کا اقرار کرلیا - ان دونوں بزرگوں کی اولاد حضرت حجت اللہؓ کی مرید ہوئی - اب بھی وہ آنجناب ہی کے مرید ہیں - لیکن باقی تین بزرگ تادم مرگ اپنے آپ کو قطب کہتے رہے - ان کی اولاد اوران کے مرید تادم حال اسی اعتقاد پر ہیں - لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے چھیوں فرزند تمام اولیائے امت سے افضل ہیں - انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے تیسرے حصہ میں اس کا حال لکھا جائیگا ÷

ذکر دربیان

بنائے روضۂ منورہ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

جہاں پر اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے وہ جگہ حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی - جب آنحضرت کا وصال ہوا تو حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کو اپنی جگہ میں دفن کرکے نہایت عالیشان روضہ بنانا چاہا - شاہجہان کی لڑکی روشن آرا نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظےٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں آنجناب نے اُسے منظور فرمایا اور تعمیر روضہ کا اذن دیا - اس پردہ بیگم نے ایران سے نہایت اعلےٰ درجے کے معمار اور اُستاد منگائے - اس خاتون نے مرید ہونے سے پہلے عجیب قسم کا محل خواب میں دیکھا تھا - جس پر آنحضرت کھڑے تھے وہ محل اسے بڑا دلچسپ معلوم ہوا - اسی کا نقشہ کاغذ پر بناکر معماروں کو دیا - کہ اس قسم کا محل بناؤ - پہلے پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ قد آدم کے برابر اونچا بنایا مرقد شریف پر جو چبوترہ میں تھا مٹی ڈالکر چبوترہ کے برابر کردیا - آنحضرت ؓ نے حضرت مروج الشریعت پر ظاہر ہوکر فرمایا کہ اس قدر مٹی تم نے میرے سینے پر کیوں رکھی ہے اس کو دور کردو - اسی وقت حضرت مروج الشریعت ؓ نے حسب الارشاد صفہ کے درمیان سے جگہ خالی کرائی - اور تہ خانہ میں مرقد اعلےٰ بنایا - اس کے مقابلہ میں چبوترے پر بھی ایک مرقد بنایا پھر اس چبوترے پر نہایت عالیشان محل بنایا - جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا چین و فرنگ کے نقوش سے آراستہ تھا -

اس محل پر سنگِ خام کا نہایت اونچا گنبد بنوایا۔ اس محل کے چاروں کونوں میں چار برج بنائے۔ یہ گنبد اور چاروں برج سنہری بنوائے۔ اس محل کے گرداگرد اونچا چبوترہ بنوایا اس محل کی چاروں طرف چار بڑے محراب بنوائے۔ ہر محراب میں دو حجرے بنوائے۔ محل کے اندر نقاشی کا کام بکثرت کیا۔ دیبا کی قسم کے فرش بنوائے۔ بعض نے وعدہ کیا کہ ہم نوبت بنوبت مہیا کرائینگے۔ دروازوں کے پردے شامیانے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ شامیانہ کے لئے اور سامان۔ قبر کے فرش کے لئے پتھر اور عود جلانے کے لئے۔ سونے چاندی کی انگیٹھیاں غرضیکہ ہر قسم کا اعلےٰ سے اعلےٰ شاہانہ سامان وہاں چھوڑا۔ اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان عمارت سارے ہندوستان میں نہیں ناصر علی سرہندی رح نے ایک قصیدہ میں اس روضہ کی بابت لکھا ہے ؎

اے زمیں مولد قدسی لنسب وہفت سما — رفعت بام تو از عالم ایجاد دورا

مغربی روضۂ تو ہست چوں بیت المعمور — گشت فردوس بریں مرفرش دہر آرا

مظہر نور خدا ہست مزار ملکوت — مرقد خواجہ کنم نام تو با عرش خدا

اپنے دیوان میں جو غزل اس روضہ کی شان میں لکھی ہے اس کا مطلع یہ ہے ؎

در فیض ہست منشیں از کشاکش نا امید اینجا
برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

اس روضہ کی تاریخ بنا جو دیوار روضہ پر لکھی ہے یہ ہے "مرقد محبوب حق قطب زماں" ایک اور شخص نے یوں تاریخ بنا رکھی ہے "بہشتنے بنا شد" ؛

آنحضرت رض کے خلیفہ شیخ عطاء اللہ نے اپنے ہاتھ سے نہایت جلی قلم سے جس کا خط تقریباً دو انگل چوڑا ہے قرآن شریف لکھ کر روضہ مبارک میں رکھا ہوا ہے اس قرآن شریف کی جلد کا طول دو گز اور عرض ایک گز ہے ؛

آنحضرت کے فرزندوں نے اپنے حلقہ اور مراقبہ کے لئے روضہ مبارک کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے واسطے مغرب کی طرف روضہ مبارک کے بالمقابل ایک چھوٹا سا محل بنوایا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو دے دیا۔ اور حضرت شیخ سیف الدین نے حضرت مروج الشریعت سے اجازت لیکر مشرق کی طرف محل بنوایا۔ دوسرے فرزندوں نے بھی اپنے اپنے لئے عمارتیں بنوائیں

حضرت مروج الشریعت نے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اُسی مسجد پر اُونچے مینار بنوائے۔ ایک بڑا وسیع حوض لوگوں کے وضو کے واسطے بنوایا۔ روضہ مبارک اور مسجد کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی ہے کہ کئی مرتبہ روضہ مبارک کے گنبد پر بجلی گری لیکن نقصان نہ پہنچا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر کافر غالب آئے۔ تو کئی ہزار بدکار کافر آنحضرت کے روضہ مبارک پر چڑھ گئے اور گنبد کو گرانا چاہا لیکن نہ گرا سکے۔ تین سو کافر گنبد سے گر کر ہلاک ہوئے۔ مجبور ہو کر روضہ سے بھاگ گئے ✣

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ (۱) آنحضرت رضی اللہ عنہ کی (۲) حضرت مروج الشریعت کی (۳) حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابوالعلی کی (۴) حضرت محمد اشرف کی (۵) حضرت محمد صبغۃ اللہ کی (۶) میرے (مصنف) دادا حضرت شیخ محمد ہادی کی (۷) حضرت محمد پارسا کے فرزند شیخ الاسلام کی (۸) حضرت محمد پارسا کے پوتے نور معصوم کی۔ یہ تینوں قبریں پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔ روضہ مبارک کے باہر چبوترہ کے ایک کونے میں حضرت محمد پارسا کا گنبد ہے۔ حضرت محمد صدیق کا روضہ مبارک آنحضرت کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف ہے۔ مسجد کے مقابل حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے نظر آتا ہے ✣

کہتے ہیں کہ اس روضہ منورہ کی عمارت اور سامان فرش فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ پانچہزار اشرفی گنبدوں پر صرف ہوئیں۔ چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا ✣

ذکر و بیان

اولاد امجاد حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد بے واسطہ میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندان نرینہ کے اسما یہ ہیں :۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہ مروج الشریعت۔ حضرت محمد اشرف۔ حضرت شیخ سیف الدین حضرت شیخ محمد صدیق رضوان اللہ تعالےٰ اعنہم۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان چھ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیاے امت سے افضل ہیں۔ آنجناب کی بیٹیوں کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ امۃ اللہ۔ عائشہ۔ عارفہ۔ عاقلہ۔ صفیہ ❖

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۲ھ ہجری کو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی میں پیدا ہوئے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں حضرت قیوم ثانی کو فرمایا کہ محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو ❖

میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں بھائیوں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ حضرت قیوم اول کی حضرت صبغۃ اللہ کو بشارت دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ بعض نے کہا اصل سے مراد طینیت ہے۔ بعض نے کہا اصل سے مراد اسماء و صفات کے کمالات عین ہیں۔ اس اثنا میں حضرت صبغۃ اللہ کی سواری آپہنچی۔ لوگوں نے کہا کہ آؤ انہیں سے پوچھ لیں۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اصل سے مراد ظلال سے اوپر کے کمالات ہیں۔ جو عین اسماء و صفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے حضرت قیوم ثانی کے اور کسی کو یہ طینیت حاصل نہیں ❖

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے حضور میں بیمار ہوئے۔ مرض اس قدر غالب آیا کہ زیست کی امید باقی نہ رہی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اپنے فرزند کی شفا کے بارے میں دعا کے لئے التجا کی۔ تو حضرت قیوم اول رضہ نے فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے۔ اور ہزارہا مرید اس کے گرد کھڑے ہیں۔ واقعی حضرت مجدد الف ثانی کی خوشخبری جو انہوں نے حضرت صبغۃ اللہ کے بارے میں دی تھی۔ پوری ہوئی۔ حضرت صبغۃ اللہ کی عمر قریباً سو سال کی ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا۔ "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ"۔ حضرت

صبغۃ اللہ نے علوم معقول منقول۔ فروع اور اصول انتہائی درجے تک حاصل کیا بعد ازاں والد امجد کی خدمت میں باطنی علم حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات حاصل کئے۔ آنحضرت نے اس فرزند کو ولایت کابل اور غور کی خلافت مطلق دے کر رخصت فرمایا۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ سے رجوع ہوئے ہزارہا آدمی مرید ہوئے۔ آپ کے حلقہ میں ہر صبح و شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے تھے۔

میرے (مؤلف) حضرت قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ کابل میں ایک روز حضرت صبغۃ اللہ استنجا کر رہے تھے بعد ایک کونے میں پھر رہے تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح استنجا کا ڈھیلا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ آنجناب نے وہی ڈھیلا اُسے عنایت کیا۔ اس فقیر نے کہا کیا آپ مجھے استنجا کا ڈھیلا دیتے ہیں آنجناب نے ناراض ہو کر فرمایا کہ لے لو۔ اس نے مجبوراً لے لیا۔ جب غور سے دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔ آنحضرت پیٹ کے درد کے وقت چنوں کی روٹی جو سراسر مخالف مرض ہے کھایا کرتے۔ تو پیٹ کا درد رفع ہو جاتا۔

ایک روز آپ حقّہ پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ جو حقّے کا سخت مخالف تھا۔ لیکن وہ ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہ سکا۔ لیکن آپ نے اس کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا۔ کہ دیکھ اس حقہ میں کیا بھرا ہے۔ جب چلم اُلٹ کر دیکھا۔ تو بجائے تنباکو کے چنبیلی کے پھول تھے۔ جن پر آگ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شخص آنحضرت کا بہت معتقد ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین آدمی افضل تھے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت مروج الشریعت سوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ میں نے ان میں سے دو کو دیکھا۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت صبغۃ اللہ کا وصال ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ ہجری جمعہ کے روز عصر کے وقت غلبہ کفار میں شہر سرہند کے اندر ہوا۔ باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہہ کر ہزارہا مسلمان ساتھ تھے اور بڑی عزت اور دھوم دھام سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں لا کر دفن کیا۔ لیکن کافروں نے دم نہ مارا۔ یہ آنحضرت کا تصرف تھا حضرت صبغۃ اللہ کی قبر حضرت

امام معصوم رضی اللہ عنہ کے گنبد میں مغربی دروازہ کے اندر حضرت محمد اشرف کی مرقد کے پہلو میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں +

شیخ ابوالقاسم - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر حضرت قیوم ثانی کی زندگی میں پچیس سال کی تھی۔ باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی رضی سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ نہایت مہربان تھے۔ ظاہری علم اپنے والد بزرگوار اور چچوں سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ شیخ ابوالقاسم حضرت محمد صبغۃ اللہ کے سارے فرزندوں سے بڑھکر مقبول و منظور تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعت کے متبنے اور حضرت محمد اشرف کے شاگرد تھے۔ تمام کتابیں تحصیل کر کے حضرت شیخ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان ہوئے۔ حضرت محمد صدیق کے ہم عمر تھے ۱۰۸۱ھ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ سب سے پہلے قبر جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں تھی یہ تھی +

کہتے ہیں حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے شیخ ابوالقاسم کو قبر میں اُتارا۔ نہایت غمگین ہوئے۔ آنحضرت کے تمام فرزندوں نے آپ کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

شیخ محمد سمٰعیل - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ پہلے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی۔ والد بزرگوار نے شیخ محمد سمٰعیل کو اپنے فرزندوں سے اپنا قائم مقام بنایا۔ اور تمام مریدوں پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ ایک سال خود حضرت شیخ کابل میں تشریف لیجاتے تھے اور ایک سال شیخ محمد سمٰعیل کو اپنا قائم مقام بنا کر کابل بھیجتے تھے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کی وفات کے بعد تمام مریدوں نے شیخ محمد سمٰعیل سے بیعت کی۔ شیخ محمد سمٰعیل بھی اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر ثابت قدم رہے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے منسوب تھے ۱۱۲۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد صبغتہ اللہ - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے بڑے بیٹے اپنے دادا کے مرید تھے۔ سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کیا۔ میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ صبغتہ اللہ حضرت حجت اللہ کی اولاد میں سے تھے ہیں۔ لڑکپن میں ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے حتیٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ آپ کی والدہ جو حضرت مروج الشریعت کی بیٹی تھیں۔ باپ کے پاس آکر ملتجی ہوئیں۔ آنحضرت نے ظاہر ہوکر اس کا مرض اپنے پر لیا۔ آپ کو شفا ہوئی۔ آنجناب مریض ہوئے اور اسی مرض میں وفات پائی۔ شیخ صبغتہ اللہ ورع تقوےٰ اور استقامت حضرات سرہند سے موصوف تھے لیکن آپ کی اولاد سے کوئی زندہ نہ رہا۔

شیخ غلام معصوم - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے دوسرے فرزند اپنے دادا کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دادا صاحب کے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ آج کل حضرت محمد صبغتہ اللہ کے قائم مقام ہیں۔ اور اکثروں کو خلافت بھی عطا فرمائی ہے۔ احمدیہ معصومیہ طریقے پر ثابت قدم ہیں۔ آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی تھے۔ آپ کی مشیخت اس زمانے ابنائے جنس میں ممتاز ہے آپ حضرت قیوم رابع کی بہن اور حضرت ابوالعلی کی بیٹی سے منسوب ہیں آپ کے نو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

غلام احمد - آپ حضرت قیوم رابع کے بھانجے اور شیخ معصوم کے بڑے بیٹے ہیں۔ صالح اور متقی مرد تھے۔

غلام محمد - آپ شیخ غلام معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں آپ نے سلوک باطنی باپ سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ کو ان کے والد ماجد نے اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنایا۔ آپ کے سات لڑکے ہیں۔ لیکن اُن کے نام معلوم نہیں۔ آپ کے سات اور لڑکے بھی ہیں۔ اُن کے بھی نام معلوم نہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے جو حضرت شیخ محمد ہادی کے پوتے نور سبحان کی منسوبہ تھیں۔ شیخ محمد اسمٰعیل کی مذکورہ بالا اولاد حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے ہوئی۔

محمد اسحاق - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے تیسرے فرزند اعلےٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

عبدالرزاق - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے چوتھے فرزند اور اپنے باپ کے مرید تھے
نہایت صالح اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر مستقل تھے ٭

شیخ محمد اسمٰعیل کی پانچ لڑکیاں ہیں - ایک منور خانم جو شیخ حسام الدین سے منسوب ہے
دوسری منیرہ مخدومہ - تیسری منیرہ جو شیخ کلمۃ اللہ سے منسوب تھی - چوتھی خدیجہ خانم
جو محمد فاروق کی منسوب تھی - پانچویں فاطمہ خانم جو محمد معاذ کی منسوبہ تھی ٭

شیخ آل اللہ - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے تیسرے فرزند نہایت قابل اور نیکو خصال
مرد تھے - آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے - آپ کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی
تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھی ٭

شیخ پیر - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں اپنے والد ماجد کی
خدمت میں باطنی سلوک طے کرکے خلافت پائی - آپ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر
ثابت قدم تھے ٭

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ایک بیٹی صائمہ شیخ محمد کاظم قدس سرہ سے منسوب تھی -
دوسری اضبیہ جو نہایت عالمہ اور محدثہ تھیں شیخ محمد کاظم کی منسوبہ تھیں - تیسری عالیہ -
شیخ محمد موسٰے سے منسوب تھیں - چوتھی ماریہ میر صفا احمد کی منسوبہ تھیں - پانچویں افعہ جو
شیخ عبدالحی کی منسوبہ تھیں - چھٹی باقبہ المشہور بہ ہودنہ بیگم جو شاہ گدا سے منسوب تھیں -
ساتویں روشن آرا - جو شیخ محمد برکۃ اللہ کی منسوبہ تھیں ٭

صوفی عبدالرشید - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنجناب سے
حاصل کرکے خلافت پائی - حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے -
مستقیم الاحوال تھے - شجرہ نقشبندی کو آپ نے منظوم کیا - جس کا مقطع یہ ہے ؎

رشیدی کلب ایشاں را امید است کہ یابد لقمۂ از خوان ایشاں

صوفی عبداللطیف - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں طریقہ احمدیہ پر پورے
پورے ثابت قدم تھے - بہت لوگوں کو آپ سے فائدہ ہوا ٭

سرہ شاہ عالم - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - کہتے ہیں آپ نے شیخ
غلام معصوم سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی - بہت سے پٹھان آپ کے مرید ہوئے
آپ ملک مالوہ میں رہتے تھے - حضرت صبغۃ اللہ کے خلفا بکثرت ہیں کہاں تک اُن کے

حالات لکھوں ۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند تھے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے حالات اور آپکے فرزندوں اور خلفا کے حالات اس کتاب کے تیسرے حصہ میں لکھے جائینگے ۔

حضرت امام الطریقت مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ

کے مجمل حالات

زساز دگر پردہ بنیاد کن　　زنقش عبید الٰہی یاد کن

طراوت دہ گلشن خاکیاں　　معطر کن بزم افلاکیاں

شریعت از و یافت زیب و ذکر　　طریقت از یافت تازہ زسر

بدو گفت آں والد نامدار　　کہ اے در طریقت شہ کامگار

بقطبیت گر بخواہم سزاست　　بقیومیت گر بگویم رواست

آنجناب حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں ۔ آپ ۲۱ ۔ شعبان ۱۰۳۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے ۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبانی فرماتے ہیں ۔ کہ حضرت مروج الشریعت کی ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اُترے جن سے تمام روئے زمین پر ہو گیا ۔ فرشتے بحکم خدا یہ آیت پڑھتے تھے ۔ جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے "یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا"[۱] اور حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہیں ۔

ترویجہ میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزند محمد عبید اللہ کی ولادت کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ دوسرے انبیا علیہم السلام تشریف آور ہوئے اور اس فرزند کے دائیں کان میں اذان بائیں میں تکبیر پڑھکر فرمایا کہ یہ فرزند صاحب طینت و اصالت ہے اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا ۔

[۱] جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن اٹھیگا زندہ ہو کر ۔ پ ۱۶ ع ۴

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ تھے آپ کا اسم شریف محمد عبید اللہ، لقب حجۃ اللہ والدین
اور کنیت ابو العباس منصور رہ بانی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آپ سے اس طرح محبت
تھی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔ کبھی
ان کے پلنگ کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت باغ کی سیر کے
لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً رات ہو گئی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک
سے رقعہ لکھا کہ اے فرزند! جلدی جلدی پہنچو۔ کیونکہ میری طبیعت تمہاری طرف متوجہ
ہے۔ دین و دنیا کے کام تمہارے آنے پر موقوف ہیں۔ چونکہ آنحضرت قیوم زمان تھے
اس واسطے آپ کے کسی اور طرف متوجہ ہونے سے اہل زمانہ کے کاروبار میں فرق پڑتا تھا
حضرت مروج الشریعت خط کے دیکھتے ہی والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت
بہ سبب کثرت محبت اس فرزند کو حضرت جیو صاحب کہا کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت
مروج الشریعت کو حضرات سرہند حضرت جیو کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک
شاعر کہتا ہے ؎

حضرت صاحب کہ شاہ دلبران است — سراپا دلبراں را دلبران است
چو عنصر نہ فلک سرگشتہ او — بہ جسم و روح و عقل اول آن است
نہ علم و حلم او آخر چہ گویم — علی وقت زین عارفان است
ہمہ اسرار علم بستہ او — عبید اللہش فخر جہان است
حضرت صاحب کہ مہرش در دل من — نہ جسم و جان بل خود جان جان است
میان بوستان شرع اسلام — خراماں ہمچو سرو بوستان است
بہارش را خزاں ہرگز مبادا — کہ او سرو روان راش جان است

حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا
احسان کلی ہے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان کی ولادت کے بعد مجھے فرمایا
کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں میں اور کسی عورت سے نکاح نہیں
کرونگا۔ ایک لونڈی جو اس سے پہلے موجود تھی اسے بھی جواب دے دیا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے
مجھے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہونگے۔ ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبند اور

محمد عبید اللہ ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو قیومیت واصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ نیز آنحضرت اس فرزند کو فرماتے تھے۔ کہ تم میرے ساتھ برابر جاتے ہو۔ بیچ کی انگلی سبابہ سے اشارہ کرکے فرماتے تھے۔ کہ میرا اور تیرا عروج برابر ہے اور میرا اور تیرا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت جیو صاحب کو خاص حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی ؛

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ وہاں پہلے ہی مروج الشریعت کو موجود پاتا ہوں

ذکر در بیان

نشستن حضرت جیو صاحب خواجہ محمد عبید اللہ بر مسند ارشاد و رجوع کردن اصاغر و اکابر عالم بخدمت آنحضرت و خطاب یافتن حضرت مروج الشریعت و بیان سال اول ارشاد آنحضرت رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جیو صاحب نے سوموار کے روز ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے اکثر مریدوں اور خلفا نے آنحضرت سے بیعت کی۔ بہت سے بڑے بڑے علما و مشائخ نے اپنی مشیخیت ترک کرکے آنحضرت کے حلقہ مریدی میں داخل ہوئے ہر روز گروہا گروہ خلقت اطراف و جوانب عالم سے آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہوتی تھی۔ اور اس قدر ہجوم ہوجاتا۔ کہ مراقبہ کے لئے بیٹھنے کے واسطے جگہ نہ ملتی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے جس خلیفہ نے آپ سے بیعت کی۔ وہ شیخ ابو المظفر برہانپوری تھے۔ بعد ازاں باقی کے مرید اور خلفا بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے خلفائے معصومی کو از سر نو خلافت عنایت فرمائی۔ اور باقی مریدوں کو اپنی طرف سے خلافت عنایت کرکے روئے زمین کے مختلف حصوں میں بھیج دیا۔ جہاں جہاں آنجناب کے خلفا گئے۔ ہزارہا آدمی ان کے مرید ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خانقاہ کی رونق و طراوت حضرت جیو صاحب سے بدستور قائم رہی۔ اور آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نائب مناب اور قائم مقام بنے

۵ عبیداللہ شاہ اولیا بود مہین فرزند قیوم زماں بود
ز معصوم ازل محبوبیت یافت ز نور فیض بر عالم انوار تافت
جبینش از اصالت گشتہ پر نور چو در مصحف نمایاں آیتے نور
ز ہر جامش جہاں مست و مدہوش بہر کشور ز فیض جوش در جوش

حضرت جیو صاحب کے چچا کے بیٹے شیخ سعدالدین شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ سعدالدینؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ محمد عبیداللہ قرب الٰہی میں میری طرح ہیں۔ جو شخص میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے لازم ہے کہ محمد عبیداللہ سے رجوع کرے۔ صبح آکر آنجناب کا میں مرید ہو گیا۔ شیخ عبدالاحد کو قدیم سے حضرت جیو صاحب سے خصوصیّت تھی۔ جیسا کہ پینتیسویں سال قیومیت میں بیان ہو چکا ہے۔ سو وہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت جیو صاحبؒ کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کبھی میں آنجناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تو حضرت امام معصومؒ اور حضرت جیو صاحبؒ کو کمالات الٰہی میں یکساں دیکھتا ہوں +

شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت قیوم ثانی رضؓ سے پوچھا کہ آنجناب کے بعد بھی کوئی صاحب طینت اصالت ہے یا نہیں فرمایا میرے فرزند محمد معصوم عبیداللہ میں طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ اور وہ میرا قائم مقام ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت جیو صاحب سے رجوع کیا جس قسم کا فیض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرتا تھا اسی طرح کا حضرت جیو صاحب سے حاصل کیا +

میں (مصنفؒ) نے شیخ خلیل اللہ کی زبانی سنا ہے جو فرماتے تھے کہ اگر حضرت صاحب زندہ ہوتے تو میں کسی اور کی طرف رجوع نہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی اکثر اولاد نے باطنی رجوع حضرت سے کیا۔ اور فیض حاصل کیا حتے کہ حضرت امام معصومؒ کے فرزندوں نے بھی آنحضرت کے کمالات کا اقرار کیا +

میرے (مصنفؒ) جد امجد کوا کب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت

شیخ سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ کیا حضرت قیوم ثانیؓ کے بعد کسی کو طینت واصالت حاصل ہے۔ میں نے کہا حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو طینت واصالت حاصل ہے پھر حضرت شیخ نے پوچھا۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ میں نے کہا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت صاحب نے اس خوشخبری کو اپنے دست مبارک سے لکھا ہے اگر آپ اپنے بھائی کے دستخط پہچان سکتے ہیں تو میں لاؤں۔ فرمایا ہاں پہچانتا ہوں۔ وہ کاغذ لاؤ۔ دوسرے روز وہ کاغذ میں لایا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ فلاں روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی ہے اور بعض اعضا بھی منقر فرمائے ”اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ“ جب حضرت شیخ نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو مطالعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بعد شیخین مکرمین اس لائق ہیں کہ انہیں طینت واصالت حاصل ہو۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت ہیں۔ اس سال حق تعالےٰ نے حضرت صاحب کو مروج الشریعت کا خطاب دیا +

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ ایک باغ دکھائی دیا جس میں دو محل ہیں۔ ایک چھوٹا دوسرا اونچا میں نیچے کے محل میں بیٹھ گیا۔ کہ اچانک مجھے اونچے محل میں لے گیا۔ الہام ہوا۔ کہ تجھے تمہارے محل سے تمہارے جد امجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ جد امجد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی حضرت صاحب کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی طرح ہیں۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ تمہیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تم مروج الشریعت ہو +

ذکر دربیان

سال دوم ارشاد حضرت مروج الشریعت و بنا مسجد کہ در روضۂ منورہ حضرت ایشان است وبیان دیگر وقائع وقضایا کہ واقع شد

اِس سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ آنجناب کے ہر ایک مرید و مخلص نے اپنے حسب مقدور اس سفر کی تیاری کے لئے روپیہ بطور ہدیہ و نذر پیش کیا۔ اتفاقاً بعض وجوہات سے سفر کا ارادہ ملتوی ہوگیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے واسطے جمع کیا ہؤا ہے۔ یہ روپیہ اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ اس روپیہ سے ایک مسجد بنوائی جائے۔ حکم دیا کہ روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنائیں۔ تھوڑے عرصہ میں اینٹ پتھر اور چونے کی نہایت خوبصورت اور عالیشان مسجد بنکر تیار ہوگئی۔ دیواریں اور محراب کچے کے بنائے گئے۔ دونو طرف دو اونچے مینار اور تین بڑے گنبد اس مسجد پر بنائے۔ اور ان کے اندر بیل بوٹے کا نہایت عجیب و غریب کام کروایا۔ مسجد کے شمال کی طرف ساٹھ گز مربع ایک حوض بنوایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد قدیم حوض کو بند کیا گیا۔ اور ایک اور عمارت بنوائی گئی۔ اور مسجد کے جنوب کی طرف روضہ مبارک اور محل کے مابین حوض مقرر کیا ❖

اسی سال حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی کے لئے آنجناب کے ساتھ کابل تشریف لے گئے۔ اس سفر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہمراہ تھے۔ یعنی حضرت حجۃ اللہ رضؓ۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد صدیق۔ حضرت مروج الشریعت کا یہ طریقہ تھا۔ کہ اپنے خاص مریدوں سمیت آدھی رات کو سفر کرتے اور صبح ہوتے منزل پر پہنچ جاتے۔ باقی کے ہمراہی فجر کے وقت روانہ ہوکر دوپہر کو منزل پر پہنچتے۔ اثنائے راہ میں ایک رات ایک خرقہ پوش نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ آپ نے کابل میں مجھ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا تھا۔ اب ادا کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں تو کبھی کابل نہیں گیا۔ اور نہ تیری صورت کا آشنا ہوں۔ اُسنے کہا ضرور بالضرور آپ ہی نے مجھ سے لئے ہیں۔ آنجنابؓ نے فرمایا۔ اگر ہزار روپیہ لینا چاہتے ہو۔ تو منزل پر اتر کر دینگے۔ اس نے کہا میں ایک قدم آگے نہیں جانے دونگا۔ اسی جگہ لونگا۔ آنحضرت ازراہ خُلق وہیں کھڑے ہوگئے۔ اور ایک شخص کو پیچھے بھیجا کہ ہزار روپیہ لے آؤ۔ جب روپیہ لایا گیا۔ تو اس مکار نے روپیہ لینے کے بعد کہا۔ جب آپ نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا وزن

اس سے زیادہ تھا یا کم اگر کم و بیش ہے۔ تو میں نے بخشا۔ اور روپیہ مجھے بخشو حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا میں نے بخش دیا۔ بعد ازاں آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مرید نے اپنی عاقبت کو بھی پاک کر لیا ہے +

اسی سفر کی اثنا میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کیا اور فرمایا کہ لوح محفوظ مجھ پر منکشف ہوئی۔ وہاں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم صدیق ولی۔ ایک شخص نے کہا۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم ولی صادق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں +

حاجی عبید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ کا نکاح پشاور میں کر کے واپس لاہور پہنچے تھے۔ کہ خوارزم کے مشہور شیخ شیخ عبد الرحمن خوارزمی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ انہوں نے کہا مرید ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جنگل میں ایک فرخندہ آنحضرت پر بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے گرداگرد ہزار ہا آدمی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ اور یہ گرد نواح کھڑے ہوئے کون ہیں۔ کہا یہ بزرگ محمد عبید اللہ مروج الشریعت ہیں۔ اور یہ لوگ شریعت اور طریقت کے رکن ہیں جنہیں حق تعالےٰ نے ان کی تابع کیا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آنحضرت کی زیارت کا شوق از حد ہوا۔ جسنے کہ بے قرار ہو کر سفر ہند کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو خواب بالانظارہ دیکھا +

شیخ عبد الرحمن آنحضرت کے بڑے خلفا سے ہیں جب تینوں بھائی سرہند میں آئے۔ تو حضرت صاحب اور حضرت محمد صدیق کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ دونو کو حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لایا گیا۔ کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں یا نہیں آنحضرت نے اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اُس کا نام حسن النسا مقرر کیا +

ذکر بیان

سال سوم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ طلبیدن آنحضرت

راسلطان عالمگیر وا باکردن آنجناب از رفتن و بیان دیگر قضایا:۔

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سلطان عالمگیر کو حضرت شیخ سیف الدین کے حوالے کیا۔ ان دنوں حضرت شیخ بعض دشمنوں کے کہنے سے بادشاہ سے ناراض ہو گئے۔ حالانکہ بادشاہ محض بے قصور تھا۔ بادشاہ نے بہتیرا کہا کہ کسی نے میری طرف سے محض جھوٹ آپ کی خدمت میں کہا ہے لیکن حضرت شیخ نے بادشاہ کی طرف ذرا توجہ نہ کی۔ بادشاہ اس بات سے بہت گھبرایا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند محمد عبید اللہ صاحب طینت و اصالت ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے جا کر اس کے مرید ہو جاؤ۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی۔ کہ آنجناب کی ملازمت کا اشتیاق حد سے زیادہ ہے۔ طبیعت بے اختیار چاہتی کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوؤں لیکن بعض امور کی وجہ سے میرا وہاں آنا نہیں ہو سکتا۔ اگر آنجناب ازراہ کرم اس طرف قدم رنجہ فرمائیں۔ تو بہت لوگ گرداب ضلالت سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے اور مذکورہ بالا خواب عرضی میں لکھ دیا۔ آنجناب نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ میرا شاہ جہان آباد آنا سخت مشکل ہے۔ ہم دعائے غائبانہ میں جو سریع الاثر ہے مشغول ہیں۔ بادشاہ نے دوبارہ آنحضرت کی طلب کے لئے عرضی لکھی۔ آنجناب نے بھی ویسا ہی جواب لکھا حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چودہ خط لکھے۔ لیکن ایک بھی مفید نہ پڑا۔ آنجناب نے بادشاہ کے پاس جانا منظور نہ فرمایا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا میں نے دونو بزرگوں کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلو۔ دونو صاحبوں نے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دعوت قبول فرمائی۔ اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے گھر کا پتہ پوچھا۔ کہا پاس ہی ہے۔ دونو بزرگ پیادہ پا ہوئے۔ اس نے پھر عرض کیا۔ کہ مجھ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ آپ دونو بھائی اکیلے تشریف لے چلو۔ حضرت مروج الشریعت نے تمام یاروں کو

رخصت کیا۔ جب تھوڑا راستہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے کہا۔ آپ کے سامنے۔ حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک جھونپڑی میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت درد تھا۔ راستہ چلنے کے باعث اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ تھی لایا۔ جسے دونو بھائی کھا کر واپس آئے۔ حضرت قیوم رابع رض فرماتے ہیں کہ یہ دعوت کرنے والا وہی شخص ہے۔ جس کی سفارش آنجناب نے بادشاہ سے کئی مرتبہ کی۔ جب کہ بادشاہ سرہند میں آیا۔ جب اس کے کام میں ذرا دیر ہوتی۔ تو وہ دعوت یاد دلاتا۔

انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت مروج الشریعت رض بھی بھائی کے ساتھ گئے۔ جب ستلج پار ہوئے۔ تو حضرت کو تپ دق کا عارضہ ہوا۔ آنجناب وہیں سے سرہند میں واپس آ گئے۔ اس مرض کا اس قدر غلبہ ہو گیا۔ کہ اسی آزار سے آپ کا وصال ہو گیا۔

اسی سال شیخ شاہ محمد حضرت مروج الشریعت رض کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور حضرت مروج الشریعت تمام امت کے احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں اور اہل دنیا کے کام سرانجام کروا رہے ہیں۔ اس نے بھی اپنے مقصد کو ظاہر کیا۔ آنجناب نے اس کا کام بھی درست کرایا۔ اور فرمایا تو فلاں تمہارے پاس آئیگا۔ تو تمہارے دوسرے کام بھی ٹھیک ٹھاک کر دیگا۔ اس خواب کے دوسرے روز میں نے آنحضرت رض کی زیارت کا ارادہ کیا۔ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ حضرت مروج الشریعت رض نے اُسے کچھ عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت دیکر رخصت کیا۔

ذکر دربیان

سال چہارم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تشریف بردن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و مرید شدن سلطان عالمگیر و بیان دیگر واقعاتے کہ رو دادہ اند۔

اس سال خراسان اور ماوراء النہر کے بہت سے لوگ آ کر حضرت مروج الشریعت رض کے

مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ بخارا کے جید عالم خواجہ ابراہیم خراسانی نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ ایک بڑے وسیع دریا کے کنارے کھڑے ہیں۔ لیکن گذرنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اتنے میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا۔ دریا بیچ میں سے پھٹ گیا۔ اور اس مرد خدا کو رستہ دے دیا۔ وہ کھڑے ہوئے لوگ سب اس کے پیچھے ہوئے۔ ایک شخص نے منادی کی۔ کہ جو شخص دریا پار ہونا چاہتا ہے وہ آئے۔ اور اس عزیز کے پیچھے دریا پار ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس مرد بزرگ کی خاطر دریا پھاڑ دیا ہے۔ بہت سے آدمی اس بزرگ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پار ہو گئے تو دریا کا پانی پھر مل گیا۔ خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مرد خدا کون ہے؟ کہا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت رضی اللہ عنہ ہیں حق تعالےٰ نے انہیں باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اور طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائی ہے۔ دوسرے روز خواجہ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ خواجہ صاحب خراسان اور ماوراالنہر میں نہایت معتبر تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شیخ حبیب اللہ بخارزی نے بھی ان کے ہاتھ ایک عرضی معہ تحفہ و ہدایا حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں بھیجی۔ جب وہ لوگ سرہند پہنچے۔ آنجناب نے اُن پر بہت مہربانی کر کے انہیں مرید کیا۔ اور خواجہ ابراہیم کو عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عنایت فرمائی ۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ نے کابل سے ایک خط آنجناب کی خدمت میں لکھا جس میں اپنی قیومیت کا اظہار کیا۔ آنحضرت نے اس خط کو جمعہ کی نماز کے بعد جب کہ تمام وضیع و شریف موجود تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ اور فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی قیومیت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ سبحان اللہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھو۔ کہ باوجود ان کمالات کے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے مقر ہوئے ۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ پر مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ بادشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ کہ اس تپ دق کے مرض میں سیر کرنا بہت مفید ہے۔

اگر بطور سیر اس طرف تشریف لائیں۔ تو یہاں اس مرض کا علاج بھی عمدہ طور پر کیا جائیگا۔ لیکن آنجناب نے شاہجہان آباد جانا منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے اسی مضمون کا ایک خط حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ آنجناب کو یہاں بھیج دیں۔ چونکہ والدہ صاحبہ تیمار داری میں مشغول تھیں۔ دل میں خیال آیا کہ شائد اسی طرح ہی مرض زائل ہو جائے۔ اپنے فرزند (حضرت مروج الشریعت) کو فرمایا کہ شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ حضرت صاحب والدہ صاحبہ کے فرمان سے مجبور ہو کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کو حضرت مروج الشریعت کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو ارکان سلطنت کو معہ شاہزادہ معظم بہادر شاہ آنحضرت کے استقبال کے لئے بھیجا۔ خود بھی بارہ میل تک استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی تعظیم تکریم سے شہر میں لایا۔ اور خاص قلعہ میں اپنے محل کے قریب فروکش کیا۔ آنحضرت سے تجدید بیعت اور اخذ فیض کیا۔ جب حضرت صاحب نے بادشاہ کو القائے نسبت اور توجہ باطنی سے مشرف فرمایا۔ تو بادشاہ کے دل کی کیفیت دگرگوں ہو گئی۔ توجہ لینے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آج آسمان تلے آپ جیسا کوئی نہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اگر میرے بڑے بھائی حجۃ اللہ سے توجہ لو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو۔ اس روز سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی زیارت کا بہت شوق ہو گیا صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ صبح شام آپ کے حلقہ میں ہزارہا آدمی حاضر ہوتے تھے۔ تمام شاہی آدمیوں۔ ارکان سلطنت اور وضیع و شریف نے حضرت مروج الشریعت سے بیعت کی۔ اور آنجناب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز آنحضرت شاہجہان آباد میں اشراق کی نماز کے بعد مسجد چوبین سے جو کہ قلعہ کے اندر ہے محل کے اندر چلے گئے۔ اس اثنا میں ایک فقیر سر پاؤں سے ننگا بدن کو آلودہ کئے ہوئے آیا۔ اور آنجناب سے بڑے زور سے بغلگیر ہوا۔ لوگوں نے اُسے دور کرنا چاہا۔ لیکن آنحضرت نے تاکیداً لوگوں کو منع فرمایا۔ وہ فقیر دیر تک پکڑے کھڑا رہا۔ پھر چھوڑا کسی نے معلوم نہ کیا۔ کہ وہ کون تھا۔ میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ وہ

فرشتہ آزمائش تھا

شاہزادہ عظیم شاہ کی بیگم حضرت مروج الشریعتؒ کی مرید تھی۔ آنحضرتؓ کی زیارت کے لئے آئی۔ اور چند روز رہکر گھر چلی آئی۔ شاہزادہ نے اس سے پوچھا اتنے دن کہاں رہی ہو۔ اُس نے کہا۔ میں اپنے پیر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ شاہزادہ نے کہا وہ ہمارے دشمن ہیں۔ وہ معظم کی سلطنت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یہ کہکر اس بیگم پر سخت ناراض ہوا۔ شاہزادے کے پہلے لڑکے بھی مرچکے تھے اب جو باقی تھا وہ بھی اتنا بیمار رہا۔ کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ بیگم نے کہا حضرت صاحب کا تصرّف دیکھا۔ شاہزادے نے کہا۔ اب کیا کروں۔ اس نے کہا اس کا علاج بادشاہ سے ہوگا۔ شاہزادہ نے باپ سے لڑکے کی حالت بیان کی۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنحضرتؒ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ محمد بیدار بخت کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اگر اس کو یہاں لایا جائے تو شک ہے کہ جو دم باقی ہے شائد وہ بھی ختم ہو جائے۔ اگر جناب کا مزاج شریف بحال ہو۔ تو قدم رنجہ فرمائیں تاکہ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے میرے فرزند کو اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے۔ آنحضرت سوار ہوکر معہ فرزندوں کے اعظم شاہ کے گھر تشریف لائے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادی فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؓ کے ساتھ اعظم شاہ کے گھر گئے۔ اس وقت وہ لڑکا پلنگ پر مردہ پڑا تھا۔ بہتیرا غور کیا لیکن زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ آنحضرت نے بچے پر نگاہ کرکے فرمایا کہ یہ مردہ ہے دیکھئے کلام خدا کا کیا اثر ہوتا ہے آنحضرتؓ نے کچھ پڑھکر اُس پر دم کیا۔ دم کرتے ہی لڑکے کا پلنگ ہلنے لگا۔ آنجناب نے دوبارہ دم کیا تو لڑکا رونے لگا تیسری مرتبہ جب دم کیا تو لڑکا پلنگ پر سے اُٹھ کر زمین پر بیٹھا۔ اور کھیلنے لگا گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اعظم شاہ یہ تصرف دیکھکر آنحضرت کے قدموں پر گرا۔ اور نہایت معتقد ہوگیا۔ بادشاہ کے وزیر اعظم جعفر خاں نے جو ہر روز جناب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور بڑا معتقد تھا۔

ایک روز عرض کیا کہ میں آنجناب کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر قبول فرمائیں۔ آنجناب نے اس کی التماس کو منظور فرمایا۔ اور اس کام کے لئے ایک روز مقرر کیا شاہزادہ نے طرح طرح کے کھانے پکائے۔ حلوے اور میوے مہیا کئے۔ اور اپنے

گھر کو سجایا۔ لوگوں کو آنحضرتؓ کے لانے کے لئے بھیجا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا
کہ جعفر خاں نے ہزار ہا روپیہ بطور تحفہ و ہدیہ منظر کئے ہیں۔ جب آنجناب نے یہ بات
سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ شائد جعفر خاں نے ہمیں مول لیا ہے۔ کہ اس قسم
کی باتیں کرتا ہے۔ کل اور کوئی ہمیں مول لے گا۔ ہم اس کے گھر نہیں جاتے۔
اُس نے کہا۔ یہ بات مجھ سے بھول کر نکل گئی ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ خواہ تم نے
کسی طرح کہی ہے۔ لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں نے خود آکر منت و سماجت
کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمایا۔ اس کے گھر نہ گئے ؎

انہیں دنوں بادشاہ کا متبنّٰی تو سر مرید ہونے کے لئے آیا اس وقت ظاہرا
کوئی خلاف شرع بات اس میں نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن آنحضرت نے سخت ناراض
ہو کر اُسے دور کر دیا۔ اُس نے بہتیرا کہا۔ کہ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایسا نہ کروں گا
لیکن آنحضرتؓ نے ذرا توجہ نہ کی ؎

انہیں دنوں بعض آدمیوں نے بعض کے بہکانے سے بادشاہ کو کہا کہ حضرت
صاحب رضی اللہ عنہ قرضدار ہو گئے تھے اس واسطے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پچیس ہزار
روپیہ ادائے قرض کے لئے بھیجا۔ جب وہ روپیہ آنحضرت کی خدمت میں لایا
گیا۔ اور ساتھ ہی رقعہ کا مطالعہ کیا۔ تو روپیہ واپس کیا۔ اور بادشاہ کی طرف
ایک رقعہ لکھا کہ مَیں قرضدار نہیں کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ بادشاہ نے جب
آنحضرت کا رقعہ دیکھا۔ تو جن شخصوں نے کہا تھا۔ انہیں اپنے پاس سے دور کر دیا
انہیں دنوں ایک روز بادشاہ نے ایک نہایت نفیس دوشالہ قیمتی چار سو روپیہ بطریق تحفہ
آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت اس دوشالے کو کندھے پر ڈال
ایک کونے میں نماز اوابین ادا کر رہے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دوشالہ مجھ سے کھینچ لینا چاہا اس دوشالے کا
ایک کونہ میرے بائیں ہاتھ تلے تھا۔ اُسے بھی کھینچا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ
دیدہ دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں میں کونے کو مضبوطی سے پکڑا۔ اس نے بہتیرا زور مارا لیکن نہ
چھوڑ سکا دیر تک دونوں کھینچتے رہے آنحضرت قرآن شریف کا ایک ربع نماز اوابین میں تلاوت فرمایا کرتے تھے
نماز کے آخر تک وہ شخص زور مارتا رہا جب دیکھا کہ اب سلام کا وقت ہے تو ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے معلوم کیا کہ اب شرمندہ

ہوگا وہ چھوڑنے ہی کو تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نے اتنی محنت کی ہے۔ اب وہ ضائع جاتی ہے۔ اور یہ خالی جارہا ہے۔ اس لئے میں نے وہ کو نہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ دوشالہ لے کر چلتا بنا۔ اس شخص کو میں پہچانتا ہوں۔ صبح شام میرے پاس آتا ہے۔

ذکر در بیان

شمہ کرامات و مکاشفہ و خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کرامت۔ زبدۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھے جنگل میں ایک نہایت عظیم الجثہ اژدہا ملا۔ جس نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں حضرت مروج الشریعت کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اسی وقت آکر اژدہا کو عصا سے مار ڈالا۔ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی ✤

کرامت۔ کابل کے حاکم پر ناراض ہو کر بادشاہ نے اسے بلا بھیجا۔ تاکہ اُسے قتل کرائے۔ جب امیر مذکور سرہند پہنچا۔ تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُسے تسلی دے کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ بادشاہ اور تم پر عنایت کریگا۔ جب وہ امیر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ نے کہا۔ میں نے اسے نہایت غصے سے بلایا تھا۔ کہ اسے قتل کرونگا لیکن اب میرے دل میں اس کی ایسی محبّت ہوگئی ہے کہ میں اسے انعام و اکرام دیتا ہوں اُسی وقت خلعت اور تلوار بخشی۔ اور پھر کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا ✤

کرامت۔ ایک امیر کا لڑکا نہایت بیباک اوباش اور خلاف شرع امور میں مشغول تھا۔ اُس امیر کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر آنحضرت میرے بیٹے کو نصیحت کریں اور وہ راہ راست پر آجائے۔ تو میں آنجناب کا مرید ہو جاؤنگا۔ اتفاقاً ایک روز وہ امیر بیٹے سمیت آنحضرت کی زیارت کو آیا۔ آنجناب نے جب اس کے بیٹے کو اوباش پایا۔ تو اُسے نصیحتاً فرمایا۔ کہ اپنی اس وضع سے توبہ کرو۔ آنحضرت کے فرماتے ہی وہ رونے لگا۔ اور توبہ کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہوگیا۔ نہایت صالح بن گیا۔ باپ بھی اپنے اقرار کے مطابق مرید ہوا ✤

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی سواری شاہجہان آباد میں جا رہی تھی۔ کہ ایک مست ہاتھی سامنے سے آیا۔ لوگوں نقصان پہنچاتا چلا آ رہا تھا۔ جو لوگ سواری کے اہتمام میں تھے۔ ہاتھی کے قریب آپہنچے۔ اور نزدیک بھی لیکن کنارہ کرنے کی انہیں مجال نہ تھی۔ اسی طرح اہتمام کرتے ہوئے سواری کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ وہ ہاتھی آنجناب کی سواری کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھا ✦

کرامت۔ ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوئیں۔ لوگوں نے آکر آنحضرت سے التجا کی۔ کہ آپ ان کی شفا کے لئے دعا کریں۔ آنجناب نے اپنی والدہ ماجدہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تین دن بعد شفا ہو گی۔ جب تیسرا روز ہوا۔ تو کامل شفا نصیب ہوئی ✦

کرامت۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ صبغۃ اللہ بیمار ہوئے۔ اس مرض کا اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ ان کی والدہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرت نے تشریف فرما ہو کر اس بچے کی بیماری اپنے پر لی۔ اس لڑکے نے شفا پائی۔ اور آنحضرت کا وصال ہو گیا ✦

کرامت۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا۔ کہ میری وفات کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا اس شکل و صورت کا ہو گا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد فی الواقعہ ویسا ہی فرزند آپ کے ہاں ہوئے۔ جن کا نام محمد بشیر رکھا گیا ✦

کرامت۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ خوشخبری بھی دی۔ کہ تمہارے ہاں اور لڑکے بھی پیدا ہونگے۔ جو سب کے سب صالح اور متقی ہونگے۔ واقعی آنحضرت کے بڑے فرزند کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صالح متقی اور عارف باللہ ہوئے

کرامت۔ ایک دفعہ ایک شخص کو مرض جذام ہو گیا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی۔ آنجناب نے اپنے وضو کا پانی اسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی اس نے کامل شفا پائی ✦

کرامت۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کی گستاخی کی۔ اسی رات اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اور اسے فرشتے مار پیٹ کرتے

دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ہی جس نے حضرت مروج الشریعت کو برا بھلا کہا ہے۔ اُس نے کہا میں نے توبہ کی۔ فرشتوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ دوسرے روز حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ اور اپنا خواب بیان کیا ✣

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات تواریخ کی دوسری کتابوں میں مفصل بیان ہوئی ہیں ✣

بیان مکاشفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

مکاشفہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وہ مقام منکشف فرمایا۔ جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اُس کا ہمزاد مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچنا سخت مشکل ہے ✣

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا۔ کہ جو شخص درود پڑھتا ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ" اسے دس ہزار درود کا ثواب ملتا ہے اور یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے ✣

مکاشفہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اس عرض داشت میں جو آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلامت! میں نے اپنے آپ کو کئی مرتبہ نورانی عریاں حالت میں رحمانی تبارک و تعالیٰ کے دونو ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ آنحضرت کے مکاشفات آپ کے مکتوبات میں مفصل لکھے ہوئے ہیں ✣

بیان خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خدمت سپرد کی۔ تمام امت کے احوال کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا آپ کے سپرد ہوا ✣

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

عطا فرمائی۔ آنجناب کا جسد مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر سے بنا ✤
خاصہ۔ پروردگار نے آنحضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ہے ✤
خاصہ۔ حضرت عروۃ الوثقی حضرت مروج الشریعت کو اپنے تمام فرزندوں کی نسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے چنانچہ ایکدم اپنے آپ سے جدا نہیں کرتے تھے ✤
خاصہ۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ نے فرمایا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے فرمایا تھا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اُن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ ہیں ✤
خاصہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجنابؓ کو فرمایا تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو ✤
خاصہ۔ حضرت امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجنابؓ کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمہارا عروج برابر ہے۔ اور میرا اور تمہارا نزول عالم صرف کے نقطہ میں ہے ✤
خاصہ۔ آنحضرت کو الہام ہوا۔ کہ تجھے تیرے محل سے تیرے اجداد امجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں پہنچایا ✤
خاصہ۔ آنحضرت کے چچا کے بیٹوں نے جو پہلے حضرت عروۃ الوثقٰے کے مرید تھے۔ آنجنابؓ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی فیض آپ سے اخذ کیا ✤
خاصہ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہؒ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے معلوم تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت رضؓ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ بیٹے ہیں اور یہ باپ۔ قرب الٰہی میں دونو کا مرتبہ برابر ہے ✤
خاصہ۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو مرض کا غلبہ ہوا۔ تو لوگوں نے آپ کی شفا کے لئے دعائیں مانگیں۔ آنحضرتؓ کو الہام ہوا۔ کہ اگر چاہو تو تمہیں شفا دی جائے اور تم سے اس قدر ارشاد ہو جتنا تمہارے باپ دادا سے ہوا ہے لیکن آنحضرتؓ نے باوجود اس بات کے تمام کام اپنے بڑے بھائی محمد نقشبند کے حوالے کئے۔ اور خود اس مرض سے وفات پائی ✤

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص۔ کمالات باطنی اور کرامات حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ یہاں پر صرف چند ایک تبرکاً و تیمناً لکھی گئی ہیں۔ آنحضرت کا وقار و تمکین

اس درجہ تھا۔ کہ ایک روز آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی پھر بھی ایسا ہی ہؤا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے آپ سے وجہ نہ پوچھی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہؤا تو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ بار بار تمہارا رنگ کیوں بدلتا ہے عرض کیا شائد میری پیٹھ میں کوئی کانٹا چبھا ہؤا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا تو چار بچھّو تھے۔ جنہوں نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی ؂

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ہندی میں لکھا ہؤا ایک خط بین دین کے بارے میں آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ۔ جو ہندی خط سے واقف ہو۔ حضرت مروج الشریعتؓ نے حالانکہ ہندی خط کے عالم نہ تھے۔ اس خط کو پڑھا۔ اور اس کا مطلب بیان کیا ؂

ایک دفعہ حضرت مروج الشریعت بیت الخلا میں گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیوار میں سے ایک سانپ نکلکر آنجناب کی پیشانی کے بالمقابل آگیا۔ بعد ازاں آنحضرت نے پائے مبارک سے جوتی اُتار اس سانپ کو ہلاک کیا ؂

میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور اس قسم کی یاوہ گوئی کرنے لگا۔ کہ اس کے منہ میں جھاگ آگئی۔ آنجناب خاموش رہے۔ لوگوں نے اس کا متعرض ہونا چاہا۔ آنحضرتؓ نے انہیں روکا۔ آپ ایک شخص سے پچاس روپے لیکر اس کے پاس روپیہ دینے اور اُس کے غصّہ کو فرو کرنے کے لیے آئے۔ جب اس کے قریب پہنچے۔ تو اس نالائق نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ اور نماز نفل نیت لی۔ آنحضرت اسی طرح منتظر کھڑے رہے اس نے بیٹھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ دیر تک آپ کھڑے رہے جب سلام سے فارغ ہوتا۔ تو پھر نیّت کر لیتا۔ چند دفعہ اُس نے سلام سے فارغ ہو کر پھر نیت باندھ لی۔ آخر جب نماز سے فارغ ہؤا۔ تو آنجنابؓ نے بڑی عاجزی سے اُسے فرمایا۔ کہ اب تو غصہ تھوک دو۔ اور چونکہ تمہارا دماغ خالی ہو گیا ہے۔ یہ لو روپیہ اس کے بادام کھانا تاکہ تمہارے دماغ کی کمزوری رفع ہو جائے۔ سُبحان اللہ! کس درجہ کی تواضع اور فروتنی ہے ؂

ذکر و بیان

وفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ۔ در بیان وقائع کہ بعد وفات آنجناب واقع شدہ اند:۔

اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو تپ دق کا عارضہ تھا۔ دن بدن مرض بڑھتا گیا۔ جو دوائی کرتے مخالف پڑتی۔ بادشاہ نے ہند۔ ایران اور دوسری ولایتوں کے طبیبوں کو جمع کیا۔ سب نے متفق ہو کر علاج کرنا شروع کیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

مرأت جہاں نما و مرأت العالم میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت کے پاس دوا لائی جاتی۔ تو آنجناب فرماتے۔ کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ دوا فائدہ نہیں دے گی۔ لیکن لوگوں کے پاس خاطر کے لئے کھا لیتا ہوں۔ آنجناب کو براہ باطن معلوم ہو چکا تھا۔ کہ یہ مرض موت ہے۔ تمام اطبا نے متفق ہو کر کہدیا۔ کہ ہم نے جہان بھر کے بادشاہوں کا علاج کیا۔ اور ان کی خدمت میں رہے۔ لیکن حضرت مروج الشریعت جیسا معتدل مزاج کسی کا نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں جب آنحضرت بیت الخلا میں جاتے تو بدبو بالکل نہ آتی تھی۔ اور آنجناب کا بدن مبارک ایسا لطیف تھا۔ کہ جب آنار کھاتے تو جناب کا منہ خون آلود ہو جاتا۔

میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں نے جب نہایت منت و سماجت سے حضرت مروج الشریعت سے عرض کیا کہ آپ اپنی صحت کے لئے توجہ فرمائیں جب توجہ کی۔ تو الہام ہوا۔ کہ اگر تم چاہو تو تمہاری عمر بڑھا دی جائے۔ اور تمہارے ارشاد کو تمہارے باپ دادا کی طرح کر دیا جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ کارخانہ اپنے بڑے بھائی حضرت محمد نقشبند کو سونپو اور خود دنیا سے سفر کر جاؤ۔ آنحضرتؒ نے کارخانہ بھائی کے سپرد کیا اور یہ بات اپنے یاروں پر بھی ظاہر کر دی۔ حضرت حجۃ اللہ کو اس بارے میں خط لکھا۔ جس کے اخیر پر حسب ذیل دو شعر لکھ دیئے ؎

گر بمانیم زندہ بردوزیم | ور برفتیم عذر ما بپذیر
جامۂ صبر کز و چاک شدہ | اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جب آنحضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ کا بیان ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو رخصت کرتے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ بہتر ہو کہ آنحضرت مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ سے باطنی رجوع کرنا۔ میری اولاد کی عزت کرنا۔ ایسا نہ ہو ابنائے جنس میں ذلیل ہو اس کے علاوہ اور نصیحتیں کر کے بادشاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امراء آپ کے ساتھ کئے جب آپ سنبھالکہ کی منزل پر پہنچے۔ جو شاہجہان آباد سے تئیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا سنبھالکہ فرمایا ہماری منزل موعودہ یہی ہے۔ خبردار ہو جاؤ سنبھال کے معنی ہندی میں خبردار ہو جانے کے ہیں۔ اس منزل کی سرائے کے اس برج میں جو جنوب مشرقی کونے میں ہے۔ اُترے۔ صبح کی نماز پڑھ کر مراقبہ کیا۔ اتنے میں آنجناب کے اہلبیت کی سواری بھی آپہنچی۔ چونکہ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اسی منزل میں فوت ہوئے تھے اس واسطے عورتوں کو وہم تھا۔ کہنے لگیں کہ یہاں سے جلدی کوچ کرنا چاہیئے۔ آنحضرت نے فرمایا اب سواری کی طاقت نہیں رہی۔ بعد ازاں لوگوں سے پوچھا کہ کیا اشراق کا وقت ہوا ہے۔ عرض کیا جناب ہو گیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بڑی احتیاط سے تیمم کر کے نماز کی نیت کی۔ میرے (مصنف کے) جدامجد ترویجہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب آنجناب نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اُس وقت میں آپ کے پاس ہی تھا۔ پھر ہاتھ کھول کر تکیہ پر بیٹھ لگائی۔ لیکن لبیں متحرک تھیں۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپ قل ہو اللہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں پھر ہاتھ باندھ کر قدرے سیدھے ہو کر بیٹھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

آنحضرت اہل یقین و مرشد ارباب دیں
برلست رخت زندگی زیں تنگنائے سفلیں

از دیدہا شد خوں رواں و ز ماتمش اندر جہاں
پوشید ہر کس در بدن پیراہن بے آستیں

افسوس زاں پیر جواں اندر دل پیر و جواں
داغ فراق او ہنیاں جا کردہ چوں نقش نگیں

تا شد رواں او از جہاں گشت در دہر و زماں
یارب شفیع ما کنی آں پیر را روز پسیں

گفتم کسے کی شد زیں جہاں ہاتف آمد در ایں فغاں
دیگر ازشہا دو سہ شد عازم خلد بریں

صوفی شاہ محمد نے کہا کہ ہم نے سنا تھا۔ کہ جو شخص صاحب طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے آخری وقت میں ضرور اس کے پاس جناب سرکائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آور ہوتے ہیں۔ سو حضرت مروج الشریعت کی بابت ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لی +

اسی برج میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر نعش مبارک سرہند لائے۔ کفن حضرت مجدد الف ثانی رضا اور حضرت قیوم ثانی کی طرح آپ کو پہنایا گیا۔ نعش اٹھانے میں بعض آدمی ایسے بھی شامل تھے۔ جن پر رفض کا شبہ تھا۔ جنازہ ان کے ہاتھ سے اوپر کو اٹھا۔ تو انہیں ہٹایا گیا۔ آنحضرت کے خاص مرید اور خلفا جنازہ اٹھا کر سرہند گئے۔ ترویجہ میں لکھا ہے کہ جس برج میں آنحضرت کا وصال ہوا۔ لوگوں نے اس مقام کی قدر نہ کی۔ ایک سپاہی کو وہاں اُتارا اور اس کے گھوڑے کو بھی وہیں باندھا۔ حضرت مروج الشریعت نے رات کو خواب میں اس سپاہی کو ناراض ہو کر فرمایا کہ یہاں سے دور ہو جا۔ یہ میرے نہلانے کا مقام ہے۔ پھر اُسے زمین پر دے پٹکا۔ اور اس مکان والوں پر نہایت غصے ہوئے۔ کہ تم نے میرے مغسل کی حرمت نہیں کی آپ نے مار پیٹ بھی کی۔ حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے۔ اور بیداری میں بھی وہ کوفت درد محسوس کرنے لگے۔ وہ سپاہی بہت پشیمان ہوا۔ اسی وقت وہاں سے اٹھکر اور جگہ رات بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اور وہاں کے آدمیوں کو ملامت کی۔ کہ مجھے ایسے متبرک مقام میں کیوں اُتارا۔ اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں برج کو صاف کر کے وہاں طرح طرح کی خوشبودار چیزیں رکھیں۔ اور وہاں مزار بنا دیا۔ اور ہر روز اس مکان کی خدمت کرنے لگے۔ حد سے زیادہ ادب بجالانے لگے۔ آج کل وہ مقام خاص و عام کی زیارتگاہ ہے +

مختصر یہ کہ آنحضرت کی نعش مبارک کو سرہند لایا گیا۔ تو پہنچنے سے پہلے لوگ ضیافت و مہمانداری کے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پہلے روز حضرت شیخ سیف الدین رضہ نے ضیافت کی۔ والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ضیافت کی صلاح کی۔ کہ اتنے میں یہ وحشتناک خبر آپہنچی۔ لوگوں کی خوشی کی صبح غم کی شام سے بدل گئی۔ والدہ صاحبہ نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرانا چاہا۔ لیکن حضرت الشیخ

سیف الدینؓ نے پکڑ لیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سُنکر بیہوش ہوگئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند بھی نعش کے استقبال کے لئے آئے۔ اور بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ ہجری جمعہ کے روز اشراق کے وقت ہوا۔ جیساکہ اس تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے ؏

قطبِ عالم برفت از عالم

آنحضرتؓ کے وفات کے تیسرے روز وصیت کے بموجب آنجنابؓ کے سارے خلفاء اور مریدوں نے حضرت حجۃ اللہؓ سے بیعت کی۔ اور ان کے مرید ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنحضرت کے وصال کی خبر ملی۔ تو سخت افسوس کرکے کہا۔ کہ مَیں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ" یعنی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زمین میں بہت دن رہتا ہے۔ جو نفع حضرت مروج الشریعت کی ذات مبارک سے پہنچا ہے۔ اس قدر کسی سے نہیں ہوگا۔ یہ جوانی کی حالت میں کیوں فوت ہوگئے۔ بعدازاں کہاکہ سنبھالکہ میں کوئی چیز ضرور ہے کہ دو جوان بزرگ یہاں فوت ہوئے ہیں۔ ایک خازن الرحمتؓ دوسرے مروج الشریعتؓ۔ بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے بھیجا۔ اور آنحضرتؓ کے فرزندوں کو بلایا۔ شاہزادہ سرہند میں آکر ماتم پرسی کے لوازمات بجالایا۔ اور آنحضرت کے فرزندوں کو اپنے ساتھ لایا بادشاہ نے انہیں نہایت عزت کے ساتھ خاص قلعہ کے اندر اس محل میں اُتارا جس میں حضرت مروج الشریعت رہتے تھے۔ اور خود مخدومزادوں کی خدمت میں آکر فاتحہ پڑھا جس طرح آنحضرت سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح آنحضرت کے فرزندوں سے کیا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؓ فرماتے تھے کہ دنیا سے تین عجیب جوان گئے۔ اگر ان کی عمر زیادہ ہوتی۔ تو جہان کو اُن سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔ اوّل میرے بھائی مروج الشریعت رضؓ دوسرے شیخ سیف الدینؓ تیسرے فرزند ابو العلی رضی اللہ عنہ +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت ہیں۔ ایک جلد مکتوبات دوسرے رد فخر الدین رازی۔ ابن ہمام نے حنفی مذہب کی تقویت کے دلائل لکھے ہیں اُن کا

رد فخر الدین رازی نے لکھا۔ اور فخر الدین رازی کا رد آپ نے لکھا۔ اور بھی تصنیفات آپ کی بہت ہیں۔ آپ کی عمر چوالیس سال کی تھی۔ آنجناب کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے اسما یہ ہیں۔ عبد الرحمٰن، عبد الرحیم، یہ دونو لڑکپن میں فوت ہو گئے حضرت شیخ محمد ہادی، حضرت خواجہ محمد پارسا، اور شیخ محمد سالم۔ بیٹیوں کے اسما یہ ہیں فضل النسا شائستہ بیگم، اور حسن النساء ؎

حضرت ابو الحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ۱۰۶۲ ہجری کو ماہ رمضان میں پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی فخار بشارات عنایت کیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری توجہ باطن آنجناب کو دی۔ اس کے بعد کسی کو نہ دی۔ حدیث اور تفسیر کا سبق بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ پر ہی ختم کیا۔ پھر کسی کو سبق نہ دیا ؎

ایک روز حضرت مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس وقت اپنے پوتے محمد ہادی کو بلا کر توجہ باطنی دی۔ توجہ دینے کے بعد حضرت مروج الشریعت کے کان میں کچھ فرمایا۔ جب حضرت حجۃ اللہ حضرت ہادی نے زمانہ کو عمدہ بشارات دے رہے تھے۔ فرمایا کہ تمہارے بارے میں میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے وہ بات سنی ہے۔ جس کے باعث اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ سو وہ بات اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ظاہر کرے گا۔ حضرت ہادی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے بھی خلافت خلافت پائی۔ اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص اور کمالات اخذ کئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو نیابت قیومیت عنایت فرمائی ؎

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری دیکھی ہے۔ جس کے آگے آگے میرے فرزند محمد ہادی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں سنہری عصا لئے انتظام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد ہادی کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر سامان مقرر فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

نے آپ کو ولایت صغرٰے کبرٰے اور علیا ۔ کمالات نبوت ۔ کمالات رسالت اور حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ ۔ خلعت محبوبیت ذاتی بہ ضمنیت اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خصائص عنایت فرمائے ۔ اور سرہند کے مفصلات کی قطبیّت سہانپور تک عطا فرمائی ۔ آنحضرت نے علم ظاہری بدرجہ کمال حاصل کیا ۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے فارغ التحصیل ہوئے آپ کی مولویت گذشتہ مجتہدوں کی سی تھی ؛

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عم شریف شیخ محمد ہادی علم ظاہری میں مجتہد وقت تھے ۔ اور علم باطنی میں تمام اولیائے امت سے ممتاز تھے ۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی چاہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی تفسیر میں چالیس جزیں لکھیں ۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے ۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ کہ ایسی تفسیر لکھنے کو حضرت نوح علیہ السّلام کی سی عمر درکار ہے ۔ صرف بسم اللہ کی تفسیر پر اکتفا کر کے اس کتاب کا نام بسمل رکھو ؛

ایک دفعہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے میر اسمٰعیل کو علم تصوف میں چند ایک شبہات واقع ہوئے ۔ آنجناب سے اُس نے ان کا جواب پوچھ بھیجا ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قاصد کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں ابھی ان جواب لکھے دیتا ہوں ۔ لکھنا شروع کیا تو پینتیس جزیں لکھیں ؛

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں ۔ ایک کواکب دریہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کے حالات لکھے ہیں ۔ اس کے پانچ دفتر ہیں ۔ حجۃ الاحدیہ بھی اپنے مشائخ کے احوال میں لکھی ہے ترویجیہ میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے حالات مندرج ہیں ۔ تجدید احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید کا بیان ہے ۔ نصوص الدقائق جو نصوص الحقائق کے جواب میں لکھی ہے معقول و منقول کی تمام کتابوں پر حاشئے اور ان کی شروح لکھی ہے آنحضرت اپنے مشائخ میں حد سے زیادہ مصروف تھے ؛

آپ کا ایک اعتقاد یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے دوسرے سفر سے سمندر پار ہوئے ۔ تو آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے سرہند سے روانہ ہوئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بادشاہی لشکر میں تشریف لائے تھے ۔ کہ آپ بھی حاضر خدمت ہو گئے بادشاہ نے بڑے بڑے امرا کو آپ کی استقبال کے واسطے بھیجا ؛

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاؒ فرماتے ہیں۔ کہ عم شریف شیخ محمد ہادیؒ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا۔ اور لوگ میرے استقبال کے لئے آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو اس مشیخیت کے ساتھ جارہا ہے اگر حضرت حجۃ اللہؒ نوکروں کو حکم کردیں کہ تجھے جوتیاں مار کر لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد تجھے آنحضرتؒ پر ہے اس میں کچھ فرق آئے یا نہ۔ جب خوب غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس عقیدے میں بال بھر فرق نہ آئیگا۔ بلکہ زیادہ ہو جائیگا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے وہی میرے واسطے کرتے ہیں +

کرامت۔ میرے والد ماجد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ہادی زمانہ کابل جارہے تھے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے۔ تو دور سے ایک سوار دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں حلوے کا بھرا ہوا ایک تھال تھا۔ اس نے آکر کہا۔ میں نے آج آنحضرتﷺ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ کل ہمارے فرزند فلاں مقام پر آئینگے۔ تم نے اُنکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونا ہوگا۔ پھر اس فرزند کی شکل و صورت بیان فرمائی۔ میں حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب آپ کو دیکھا تو وہی شکل و صورت تھی۔ جو آنحضرتﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ پھر اعتقاد کامل سے مرید ہوا۔ جب آنجناب نے القائے نسبت کیا۔ تو وہ اپنا سر پتھروں اور درختوں پر پٹکتا تھا +

کرامت۔ میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں ایک سوداگر آپکے ساتھ تھا۔ اثنائے راہ میں اندھیری رات کو سونے سے لدی ہوئی ایک خچر گم ہوگئی۔ اس سوداگر نے آپ کی خدمت میں اپنی حالت ظاہر کی۔ آپنے اسکے حق میں دعا کی۔ اور توجہ کے بعد فرمایا کہ فلاں مقام پر خچر درخت سے بندھی ہوئی ہے۔ جب اس مقام پر جاکر دیکھا۔ تو واقعی خچر ایک درخت سے بندھی ہوئی تھی +

کرامت۔ میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک کشتی جس میں آنجناب بھی سوار تھے۔ عین منجدھار میں ٹوٹ گئی۔ لوگ ڈوبنے کے قریب تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشتی پر سے اتر جاؤ۔ لوگ اُترنے سے ڈرتے تھے۔ لیکن آپکے حکم سے اُترے۔ دریا کا پانی لوگوں کو گھٹنوں تک آیا۔ آنجناب کی توجہ شریف سے لوگوں نے نجات پائی +

کرامت - میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے سندھ میں آنجناب کشتی پر سوار تھے - کوہ جلالہ کے نیچے ایک بھنور میں کشتی پھنس گئی - جب کشتی اس مقام پر پہنچتی ہے تو ضرور بالضرور غرق ہو جاتی ہے - لوگ گھبرائے آنجناب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے - ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے - کہ کشتی اس بھنور سے نکل کنارے پر پہنچ گئی +

کرامت میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غازی الدین خاں سپہ سالار شاہ ہند نے غنیم پر فوج بھیجی - مدت گذر گئی - لیکن اس فوج کی کوئی خبر نہ پہنچی - اُس نے آنحضرت کی خدمت میں حالت عرض کی - آنجناب نے توجہ فرما کر خوشخبری دی - کہ تین دن بعد فتح کی خبر آئے گی - جب تیسرا روز ہوا تو دوپہر کے وقت فتح کی خوشخبری پہنچ گئی - **کرامت** - میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں - کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بہادر شاہ کے بڑے لڑکے شاہزادہ معز الدین کو خوشخبری دی - کہ باپ کے بعد حکمران تم ہی ہو گے - واقعی بہادر شاہ کے بعد معز الدین ہی بادشاہ ہوا +

کرامت - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خادم محمد عیسےٰ کا بیان ہے - کہ آنحضرت اپنی عمر کے آخری سال ایک گاؤں میں جو بطور اخراجات خانقاہ ملا ہوا تھا تشریف لیگئے وہاں کے لوگوں نے روپیہ کے دینے میں ٹال مٹولا کیا - آپ نے ناراض ہو کر فرمایا - کہ خدایا! نہ یہ گاؤں رہے نہ مَیں رہوں - اس بات کو سال بھی گذرنے نہ پایا تھا - کہ وہ گاؤں اس طرح اُجڑا - کہ آج تک آباد نہیں ہوا +

کرامت - میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں - کہ آنجناب کا ایک مرید فوت ہو گیا - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس جا کر اُس کا نام لے کر پکارا - لوگوں نے کہا - کہ یہ مُردہ ہے آنحضرت نے لوگوں کو جھڑکا اور پھر اُسے پکارا - تین دفعہ آواز دینے کے بعد وہ شخص زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا +

حضرت ہادی زمانہ بہت رقیق القلب تھے اگر کسی بچہ کو روتا دیکھتے - تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے - اور جس طرح ہو سکتا اُسے رونے سے روکتے - اور بچوں کے رونے کو روکنے کے لئے کئی ختم کراتے تھے +

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے مال میں سے بہت سا روپیہ اور جواہرات چرالئے جب اُسے پکڑ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پاس لائے - تو اُس نے اقرار کیا کہ مَیں نے چرا کر وہ روپیہ

وغیرہ فلاں جگہ رکھا ہؤا ہے۔ جب اُس نے اتنا کہا۔ تو آنجناب روئے اور فرمایا کہ جا میں نے تجھے وہ مال بخشا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جب اُس نے کہا کہ مَیں نے چرایا ہے۔ تو معلوم نہیں اس کے دل پر کیا گذری ہوگی۔ اسی بات کا میرے دل پر اثر ہؤا ❖

ایک دفعہ گرو گوبند سنگھ نے جسے تمام ہندو اوتار مانتے تھے۔ آنحضرت کو کہلا بھیجا۔ کہ مَیں آپ کے سلام کو آتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ برابر بٹھائیں اور میرا سلام منظور کریں۔ تو مَیں ایک ہزار روپیہ نذر دونگا۔ آپ نے قبول نہ کیا ❖

ہر سال آنجناب کی پشت اور گردن پر آبلے ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوا لگانے سے آرام ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب آبلے نکلے۔ تو بہتیرے علاج کئے کچھ افاقہ نہ ہؤا بلکہ مرض دن بدن بڑہتا گیا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن تھے۔ کہ اس مرض کا آپ پر غلبہ ہؤا۔ ہر روز بارگاہ الٰہی میں دعا مانگتے۔ کہ مَیں ان دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ کو جناب سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت حد سے زیادہ تھی ❖

حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ محمد ہادی نے مجھے فرمایا۔ کہ مَیں حضرت مروج الشریعت رض کا عُرس ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بڑے تکلف سے کیا کرتا تھا مجھے الہام ہؤا۔ کہ اسی مہینے میں ہمارے محبوب کا عرس ہے اور اسی میں تیرے باپ کا۔ تو اپنے باپ کا عرس کرتا ہے لیکن ہمارے محبوب کا عرس نہیں کرتا۔ یہ الہام ہوتے ہی مجھ پر رعب سا چھا گیا۔ مَیں نے ۱۲ ربیع الاوّل کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس مقرر کیا۔ اور جو ثواب مجھے اس عُرس سے حاصل ہؤا اُسے مَیں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا۔ ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بھی طعام پکا کر لوگوں کو تقسیم کیا۔ جب ربیع الاوّل کی گیارہویں تاریخ ہوئی۔ تو آنحضرت پر مرض کا غلبہ بہت تھا۔ آپکی پیشانی پر ورم ہو گیا۔ اپنے فرزند کو بلا کر فرمایا۔ کہ میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ تم نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عُرس بدستور کرنا۔ اس کام سے جلد ہی فارغ ہونا۔ کیونکہ اور کام در پیش ہے۔ فرزندوں نے حسب الارشاد بارہویں ربیع الاوّل کی رات کو شہر کے تمام آدمیوں کو عُرس کے لئے بلایا۔ اور طرح طرح کے کھانے حلوے عطریات اور میوے اور سامان عُرس مہیا کیا۔ اور عشا کے بعد تیسرا حصہ رات گذرنے پر عُرس سے

فارغ ہوئے۔ تو تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سب کو رخصت کیا ❖

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جب لوگ چلے آئے۔ تو آنجنابؒ نے لباس تبدیل کیا۔ اور بول کے واسطے اُٹھے۔ جب بول کرنے لگے۔ تو فرمایا اللہ اکبر اسی وقت کا ڈر تھا۔ بول نہ کیا۔ پھر چارپائی پر تکیہ لگایا۔ سورۃ یٰسٓ پڑھنا شروع کی۔ اتنے میں پھر بڑے بڑے حضرات احمدیہ و معصومیہ جمع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو اُن کے آنے کی اطلاع دی۔ آنحضرتؒ نے ان کی تعظیم کیلئے اپنے دونو ہاتھ سر پر رکھے۔ اور یٰسین پڑھتے رہے۔ ابھی سورۃ ختم ہونے نہ پائی تھی۔ کہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنی روح کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نثار کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کا وصال روز جمعرات ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱۲۱؁ہجری کو ہوا۔ جیساکہ حسب ذیل دو تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ "ہیہات برفت ہادی"۔ اور "افسوس کہ رفت امام اسلام"۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر جنوب کی طرف مدفون ہوئے آپکی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ❖

محمد بشیر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے پہلے فرزند ہیں جب حضرت عروۃ الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آپ شکم مادر میں تھے۔ آنجنابؒ نے فرمایا۔ کہ اس شکل و صورت کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ بعینہ اسی شکل و صورت کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس واسطے آپکا نام محمد بشیر رکھا گیا۔ لیکن آپ لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے ❖

شیخ محمد میر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ عالم۔ عامل۔ صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور آنحضرتؓ کے ساتھ حج کو گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمثیلوں و لابتوں (صُغرٰے کبرٰے علیا) اور کمالات نبوت کی خوشخبری دی ظاہری علم کو بھی مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ قیوم ثالث کے بعد اپنے باپ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ اور فنائے اتم۔ بےنفسی اور زوال عین کا مقام حاصل کیا۔ ۱۱۴۹؁ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانیؓ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آنجناب دنیا سے لاولد گئے ❖

ابو العباس بدر الدین شیخ حسن احمد قدس سرہٗ - آپ حضرت ہادی زمانہ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ ۹ ۔ صفر ۱۰۹۰ ہجری کو پیدا ہوئے ۔

میرے (مصنفؒ) داد اصاحب اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ میرے فرزند عزیز حسن احمد کی شب پیدایش حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے بھتیجے محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے - جو نہایت صاحب کمال ہوگا ہم نے اس کا نام احمد مقرر کیا ہے ۔ اس واسطے اس پر اضافہ کر کے حسن احمد نام اور ابو العباس کنیت ۔ اور بدر الدین لقب مقرر کیا ہے - آنجناب کی تاریخ شیخ حسن احمد ہی سے نکلتی ہے - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا ۔ اُنہوں نے آپ کو ولایت احمدی کی خوشخبری دی - آپ کمالات نبوّت میں راسخ قدم تھے ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اچھی طرح سمجھتے تھے ۔ حضرت قیوم اوّلؓ کے مکتوبات جاننے میں یگانہ روزگار تھے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پشاور میں ایک مغل نے آپ کی خدمت میں اپنی تنگی کا ذکر کیا ۔ اور توجہ کے لئے التماس کی - آنحضرتؓ نے پوری توجہ سے اس کی حاجت بر آری کے لئے فاتحہ پڑھکر فرمایا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ تمہیں بہت مال و دولت عنایت کریگا ۔ اور تمہارے وسیلے سے ہزاروں لوگ امیر کبیر اور صاحب دولت بنجائینگے ۔ لیکن جتنی جلدی ہوسکے شاہجہان آباد چلے جاؤ ۔ وہ حسب الارشاد دوسرے روز شاہجہان آباد روانہ ہوا - جب وہاں پہنچا تو بعض آدمی اُسے بادشاہ کے پاس لے گئے ۔ بادشاہ نے اُسے دیکھتے ہی مہربان ہوکر بہت انعام و اکرام دیا ۔ اور اپنے امیروں میں شامل کر لیا ۔ ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا ۔ کہ بادشاہ کا ایک بڑا امیر بن گیا ۔

ایک دفعہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا - جو قریب المرگ تھا اور آنجناب سے اس کی شفا کے لئے التماس کی - آنجناب نے قرآن شریف کی چند ایک آیتیں پڑھکر دم کیا ۔ تو ایک گھڑی بعد اُسے آرام ہوگیا ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے دو امیروں میں دشمنی ہوگئی - اُن میں سے ایک کا لڑکا آپ کا مخلص تھا ۔ وہ اپنے باپ کی فتح کے لئے ہر روز آنجناب کی خدمت

عرض کرتا۔ ایک رات اس کی التماس کے مطابق توجہ فرمائی۔ تو صبح کو فرمایا۔ کہ مَیں نے فلاں شخص کے باپ کے واسطے استخارہ کیا ہے۔ معلوم ہؤا ہے کہ دوسری طرف غالب رہیگی۔ اَور فتح اسی کی رہیگی۔ لیکن اس کے لڑکے کو اس واسطے نہ کہا۔ کہ اس کا دل ٹوٹ جائیگا۔ ابھی ایک مہینہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس امیر کے شہید ہونے کی خبر پہنچگئی۔ جب کہ تُوران کے مغلوں اور قطب الملک عبداللہ خاں اور حسین علی خاں میں سخت دشمنی تھی۔ اور تورانیوں کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ اِن دنوں بعض نے آنجناب رضؓ سے عرض کیا۔ کہ اس کا انجام کیونکر ہوگا۔ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام ہندوستان مغلوں سے پُر ہوگیا ہے۔ اَور اُن کے مخالف مغلوب ہوئے ہیں۔ چند روز بعد حسین علی خاں مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور عبداللہ خاں گرفتار ہوگیا ؛

آنحضرت کو علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقوےٰ۔ توکل۔ عبادت۔ تواضع فروتنی۔ کسر نفسی میں بیضا حاصل تھا۔ آپ ہمیشہ بیمار رہا کرتے۔ آنجناب کا مرض اس قسم کا تھا۔ کہ تمام جہان کے اطبا کہتے تھے۔ کہ اس قسم کا مرض کتابوں میں نہیں لکھا۔ اس مرض کی ادنےٰ تکلیف یہ تھی۔ کہ جب کچھ افاقہ ہوتا۔ تو آپ دو پہر تک بیت الخلا میں بیٹھے رہتے۔ اگر غلبہ ہوتا۔ تو تمام دن اور کبھی ایک دن اور ایک رات بیٹھے گذر جاتی۔ بلکہ بعض اوقات تو دوسرا دن بھی بیت الخلا میں بیٹھے گذر جاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جو جو تکلیفیں مجھے اس مرض میں جھیلنی پڑی ہیں۔ ان میں سے آسان سی تکلیف یہ تھی کہ میں آٹھ آٹھ پہر بیت الخلا میں دونو پاؤں کے بل بیٹھا رہتا۔ دوسری تکلیفوں کا اندازہ اسی سے کر لو۔ سوائے چاول کے آپ کچھ نہ کھاتے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی اور چیز کھا بھی لیتے۔ تو زیادہ تکلیف پاتے۔ اور مرض غلبہ کر جاتا۔ اشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء " سب سے زیادہ بلا انبیا کو اور اس سے کم اولیا کو ہوتی ہے۔ آنجناب پر صادق آتا تھا ؛

آنجناب کی منجھلی لڑکی بھی دائم المریض تھی۔ ایک دفعہ جب لڑکی پر مرض کا غلبہ ہؤا۔ تو آپ نے اُس کے پاس جا کر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا۔ اے بارِ خدایا! اگر فی الواقعہ اس کی اجل آگئی ہے تو مجھے اس کے بدلے لے لے۔ یہ کہتے ہی آنجناب کو

تپ ہوگیا۔ اسی تپ سے چھٹے روز وفات پائی۔ آپ کا وصال ۹۔ رجب ۱۱۴۵ھ ہجری سوموار کی رات کو ہوا ❖

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو آنجناب کی وفات کی خبر ملی۔ تو آب دیدہ ہوکر فرمایا۔ کہ جو محبت مجھے بھائی حسن احمد سے تھی۔ اس کا عشر عشیر بھی اوروں سے نہیں اچھا بھائی جان اگر تم گئے ہو۔ تو لو ہم بھی آئے۔ اس کے تین سال اور تین ماہ اور تین دن بعد آنحضرت کا بھی وصال ہوگیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کرکے نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جس کے استقبال کے لئے تمام چھوٹے بڑے امیر غریب آئے۔ اور بڑی شان وشوکت اور عزت کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف گنبد کے اندر دفن کیا۔ مَیں کوہ کمایوں کی تلیٹی میں تھا۔ کہ یہ وحشت اثر خبر سُنی۔ گھبراکر حواس باختہ ہوگیا۔ آنجناب کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں ❖

شیخ محمد احسن سلمہٗ ربہٗ۔ آپ حضرت شیخ حسن احمدؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ ظاہری اور باطنی قابلیت عقلمندی اور دانائی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارساجن کی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثالث رضؓ نے پرورش کی تھی۔ اور حضرات سرہند کے سردار تھے۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حد سے زیادہ مہربان تھے۔ انہوں نے کمال مہربانی سے آپ کو القائے نسبت کیا۔ اور توجہ باطنی عنایت فرمائی ❖

محمد انور غلام زبیرؒ۔ آپ شیخ محمد احسن کے فرزند تھے۔ پہلے آپ کے ہاں لڑکا ہوا۔ تو چھٹے روز فوت ہوگیا۔ آپ بڑے غمگین ہوئے۔ مَیں (مصنفؒ) نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو تمہارے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا۔ اسی سال آنجناب کی توجہ سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ اللہؒ اور میرے والد بزرگوار نے غلام زبیر مقرر کیا۔ حق تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اُسے صالح اور اپنے اجداد کے کمالات کا وارث بنائے ❖

محمد منورؒ غلام عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ - آپ شیخ محمد حسن کے دوسرے فرزند تھے لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے +

شیخ محمد کریم - آپ شیخ محمد احسن کے تیسرے فرزند ہیں حق تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - اور صالح اور صاحب کمال بنائے +

شیخ محمد احسن کی ایک لڑکی منورہ نام فوت ہو گئی تھی +

شیخ محمد محسن سلمہ ربہٗ - آپ حضرت شیخ حسن احمد کے دوسرے فرزند ہیں - آپ اس زمانے کے بڑے ولی اور متقی ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا - آپ لڑکپن ہی سے آنحضرت رضہ کے منظور نظر تھے - خصوصاً آخری عمر میں کوئی شخص بھی آپکے برابر قرب میں نہ تھا - آپکے حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضہ کے خلفا کے حالات میں لکھے جائینگے - آپ کی دو لڑکیاں ہیں ایک معصومہ بیگم - دوسری نعیم النسا - محمد فاروق غلام قیوم رضہ شیخ محمد محسن کے فرزند ہیں شیخ محمد محسن کے تین بیٹے تھے - ایک محمد فاروق دوسرے محمد - تیسرے محمد حسین - اور چار لڑکیاں تھیں - ایک عزیز النسا - دوسری زینت النساء تیسری نعیم النسا - اور چوتھی کریم النسا - اس بیٹے کو مَیں نے لیکر متبنٰی کیا ہے - لیکن ابھی چھوٹا ہے - اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اپنے اباؤ اجداد کے کمالات کا وارث بنائے - آمین یارب العالمین +

ابوالفیض کمال الدین محمد احسان عفی عنہ - اس کتاب کا مولف - گو اس فقیر میں اتنی لیاقت نہیں کہ اپنے آپ کو آنجناب کی اولاد میں شمار کرے - لیکن کیا کروں قطع نسل تو نہیں ہو سکتا - اگرچہ بعض بنی اسرائیل کافر ہو گئے - لیکن حق تعالےٰ پھر بھی انہیں یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے یاد کیا ہے +

مَیں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہؤا - اور عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا - بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دیکر مشرق کی طرف بھیجا - مدت تک وہاں رہکر پھر حاضر خدمت ہؤا - آنحضرت رضہ نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا - حسب الارشاد میں اس طرف روانہ ہؤا - اس سفر میں معلوم ہؤا - کہ آنحضرت عنقریب

دنیا سے رحلت کر جائینگے۔ گھبرا کر بہت جلدی پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ واقعی ڈیڑھ ماہ بعد امام زمان اس جہان سے کوچ کر گئے۔ مَیں آنجناب کی نعش کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار فائض الانوار پر رہا۔ بعد ازاں پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ مَیں نے دو سال بعد جب غم و الم کو قدرے تخفیف ہوئی تو اس کتاب کو تالیف کرنا شروع کیا۔ امید قوی ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے ایمان سلامت لیجاؤنگا +

میری اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام محمد غلام مجدد ہے۔ جو ۱۱۶۴ھ ہجری کو پیدا ہؤا۔ چنانچہ اس کی تاریخ ولادت "با ہزاراں برکات مبارک باد" ہے۔ اس بچے کی ولادت مسلمانوں کے حق میں نہایت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہؤا تھا۔ اس فرزند کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے نجات دی۔ مجھ پر بھی ظاہری و باطنی برکت کا ظہور ہؤا۔ اس واسطے اس کی کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور نام محمد اور عرف غلام مجدد مقرر کیا گیا۔ سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار اس کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ پیشانی پر کا نشان نور کی طرح چمکتا ہے۔ استعداد نہایت اعلےٰ درجے کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے چراغ ہوگا۔ اور اس سے ایک جہان منور ہوگا۔ اے پروردگار! اس فرزند کی عمر اپنے حبیب کے صدقے دراز کرنا۔ اور خلق میں سے سب سے صالح اور حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے کمالات کا وارث بنانا۔ آمین رب العالمین +

لڑکیوں میں سے ایک بادشاہ بیگم تھی۔ جو شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوگئی تھی۔ دوسری حضرت بیگم اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے۔ آمین +

میرے قبلہ گاہ شیخ حسن احمد کی آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ایک ام کلثوم اختر افروز بیگم جو حضرت محمد اشرف کے پوتے محمد شاہ نور کی منسوبہ تھی۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں امت النبی۔ وجیہۃ النسا۔ دوسری میمونہ جو شیخ جلال الدین سے منسوبہ تھی۔ تیسری ام حبیبہ مبشرہ جو شیخ اسد اللہ کی منسوبہ ہے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا

ہؤا جس کا نام مبارک اللہ ہے۔ باقی لڑکیاں بچپن ہی میں فوت ہوگئیں۔ ان کے اسماء مبارک یہ ہیں۔ بدر النسا۔ نشاط۔ مبارک النسا۔ دہر ارائے۔ رابعہ۔

خواجہ نور الصمد حضرت شیخ محمد ہادی کے چوتھے فرزند ہیں سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہؒ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی تھی۔ خواجہ نور الصمد نہایت عزیز الوجود تھے۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۱۳۰ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔

نور الرحمان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک شیخ ضیاء الدین یوسف کی خدمت سے حاصل کیا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔

نور السبحان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان تھے۔ لیکن جوانی ہی میں فوت ہوگئے۔

محمد اکبر۔ آپ نور السبحان کے فرزند ہیں۔ لیکن بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے۔ اور نیک بنائے۔

خواجہ نور الصمد کی دو لڑکیاں تھیں ایک جہاں آرا بیگم۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ محمد عبید اللہ سے منسوب تھی۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ علیم اللہ وغیرہ۔ دوسری لڑکی گیتی آرائے۔ محمد احسن اللہ سے منسوب تھی۔

محمد رضاء اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے پانچویں فرزند ہیں۔ سات سال کی عمر میں دکن میں فوت ہوئے۔ نعش سرہند لا کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کی گئی۔

شیخ محمد برکت اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ سیاحت بہت کی۔ چنانچہ ایران۔ توران۔ یمن۔ عرب۔ روم اور شام وغیرہ ملکوں کی سیر کی۔ ہزارہا لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہؤا۔ جہاں گئے نکاح کیا۔ جب روم گئے۔ تو بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اپنی لڑکی مجھے دو۔ بادشاہ نے بہتیری تدبیریں سوچیں کہ آپ کو تکلیف دے لیکن اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان بارگاہ

میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا آدمی ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے اس کے گرد واگرد کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معصومی بارگاہ ہے۔ اور اس تخت پر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ بادشاہ نے بارگاہ کے اندر جانا چاہا۔ لیکن حضرت امام معصوم رضؓ نے فرمایا۔ کہ اسے نکال دو۔ کیونکہ اس نے میرے فرزند کی حرمت نہیں کی۔ جب بیدار ہوا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر ان سے معافی مانگی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح اُن سے کر دیا۔ آپ نے ملک شام میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے جو عام وخاص کی زیارت گاہ ہے آپ کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک گوہرالے جو غلام معصوم کے بیٹے غلام محمد سے منسوب ہے۔ دوسری امت الرحمٰن جو محمد محفوظ کی منسوبہ ہے۔

حضرت شیخ محمد ہادی کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک زبدۃ النساء جو شیخ شہاب الدین کی منسوبہ تھیں۔ اور دوسری زیب النساء جو شیخ عبد الباقی سے منسوب تھیں۔

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ آپ حضرت مروج الشریعت رضؓ کے دوسرے فرزند ہیں آپ ۱۰۶۱ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار اور اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضؓ سے بقیہ سلوک پورا کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے تمام خصائص کی بشارات دیں۔ جن کے ذریعہ آپ ممتاز تھے۔ حضرت حجۃ اللہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے عالمگیر بادشاہ اور حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے مابین سوال وجواب کا وسیلہ آپ ہی تھے۔ جو مقدمہ کہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ سے چاہتا۔ اور آسانی سے حاصل نہ ہوتا۔ تو وہ آپ سے عرض کرتا۔ آپ اس مقدمہ کو اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کروا لاتے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے چاہا۔ کہ ایران کی راہ حج کو جائیں۔ بلکہ کابل تک تشریف لے بھی گئے۔ لیکن بادشاہ کی مرضی تھی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں۔ آنحضرت رضؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر بادشاہ نے آپ کو بیچ میں ڈالا۔ آپ کابل جا کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں مفصل لکھا جائیگا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقت معصومی کی خوشخبری دی ہے۔ اور دو مرتبہ اپنے ساتھ حج کو بھی لے گئے۔ آپ ہر لعزیز اور مقبول عام تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا۔ آپ پر مفتون ہو جاتا۔ تمام سردار اور سرکش لوگ آپ کے فرمانبردار تھے۔ سارے امرا شرفا۔ خوانین۔ خواقین۔ سلاطین اور رعایا آپ کے فرمانبردار غلام تھے۔ ہندوستان کے بادشاہ آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے ہر چند آپ کو اپنا وزیر بنانا چاہا۔ لیکن آپ نے نہ مانا ❖

ایک شخص نے مجھ (مؤلف کتابؒ) سے بیان کیا کہ میں بادشاہی قلعہ میں تھا۔ اور اور امرا بھی حاضر تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کا ذکر خیر چھڑا۔ دو امیروں نے کہا کہ انہیں دنیاوی مال و دولت بہت حاصل ہے۔ انہیں کیوں کوئی چیز دی جائے۔ بعد ازاں انہوں نے قسم کھائی۔ کہ آئندہ انہیں کچھ نہیں دینگے۔ وہ اسی گفتگو میں تھے۔ کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی دونو نے بہت سارو پیہ بطور نذر پیش کیا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے اُن امیروں سے پوچھا۔ کہ تم نے تو قسم کھائی تھی۔ کہ انہیں کچھ نہ دینگے۔ پھر کیوں دیا۔ کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا۔ تو اُن کی محبت ہم پر اس درجہ غالب آئی۔ کہ ہم نے بے اختیار ہوکر انہیں کچھ دیا۔ بعد ازاں تمام اہل مجلس معتقد ہو گئے ❖

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میر شرف الدین حسین نے مجھے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا سے بسبب اہل دنیا کے اختلاط ناراض تھا۔ ایک رات میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ آنحضرتؐ کی گود میں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا محمد پارسا میرا فرزند ہے۔ اس سے ناراض ہونا مجھ سے ناراض ہونا ہے۔ اس سے ناراضگی کو رفع کردو ❖

ایک مغل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن بعض مخالفوں کے کہنے سننے پر آپ سے ملاقات نہ کی۔ اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہوکر فرماتے ہیں۔ کہ تو نے میرے فرزند محمد پارسا سے ملاقات کیوں نہیں کی۔ جاؤ اس کی زیارت کرو۔ کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ دوسرے دن وہ آپ کی

زیارت کیلئے آیا۔ اور معافی مانگی +

ملک مالوہ میں خواجہ احرار کے فرزند خواجہ عبدالصمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ مفلس تھا۔ ان سے کچھ بطور قرضہ مانگا۔ آپ نے سو مہریں عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالےٰ ہمارے ملک کے قرب وجوار میں ریاست عظیم عطا فرمائیگا تھوڑی ہی مدت بعد وہ لاہور، کشمیر اور ملتان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب تک زندہ رہا خود حکمراں رہا۔ بعدازاں اس کی اولاد اس ملک پر حکمراں رہی۔ چنانچہ آج کل اس کا بیٹا سلطنت کا سب سے بڑا رکن شمار کیا جاتا ہے +

حضرت خواجہ کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ نہ کسی کو بددعا دیتے۔ بلکہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی احسان کرتے۔ ایک شخص آپکے متعلقین میں سے تھا۔ جو تحفہ اور نعمت اطراف وجوانب سے آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ پہلے اُسی کو دیتے لیکن وہ نالائق ہر روز بادشاہ کے پاس آپ کی شکایت کرتا۔ کہ محمد پارسا نے میرا اتنا روپیہ زبردستی چھین لیا ہے۔ بادشاہ جانتا تھا۔ کہ یہ سراسر جھوٹا ہے۔ اس واسطے اس کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے اپنے آپ کو دریا میں بھی پھینک دیا۔ لیکن پھر بھی بادشاہ نے توجہ نہ کی۔ جب گھر سے فریاد کے لئے جاتا۔ تو حضرت خواجہ کو تاکید کرتا کہ کھانا جلدی لاؤ کیونکہ میری فریاد کا وقت ہے۔ وہ بہت جلدی نفیس کھانا لاتے۔ آپ مکھیاں اُڑاتے۔ ایک روز بادشاہ کے روبرو اُس نے حضرت خواجہ کے حق میں برا بھلا کہا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب حضرت خواجہ نے سُنا۔ تو بادشاہ کے پاس جاکر اُسے قتل ہونے سے بچایا۔ آخر بادشاہ نے اُس کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا +

آپ پیر کے دن ۱۰۔ ربیع الاوّل سنہ ۱۱۴۲ ہجری کو فوت ہوئے آپ نے دو سال پہلے ہی اپنی وفات کی اطلاع دیدی تھی +

حضرت خواجہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا عرس بڑا پُرتکلف کیا کرتے تھے آخری دم میں اپنے فرزندوں کو وصیت کی۔ کہ آج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ جلدی اس مہم سے فارغ ہو جاؤ۔ کیونکہ اور کام بھی درپیش ہے۔ شام کے وقت عرس سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ ایسے کام سے خلاصی ہوئی۔ بعد ازاں تند ہوا چلی۔ اور جہان سے شور اٹھا۔ روضہ منورہ کے گرد ہزارہا قندیلیں روشن تھیں۔ پتھر کے فرش پر اُن کے گرنے سے بجلی کی طرح آواز نکلتی تھی۔ جب قندیلیں بجھ گئیں۔ تو ہوا بھی دھیمی ہوگئی۔ اسی وقت خواجہ نے اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کیا۔ آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کے گرد پھرا کر چبوترے کے جنوب مغربی کونے میں جہاں آپ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہاں میری قبر بنانا۔ دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اور قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے یہ کمالات حاصل کیے تھے۔ بڑے بلند آواز سے عام مجلس میں حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا کی قیومیت اور قطب الاقطابی کا اقرار کرتے۔ آپ نے علم تصوف میں ایک کتاب مسمی بہ "فکر پارسا" تصنیف کی ہے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد علی۔ آپ خواجہ محمد پارسا کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کر کے ظاہری علم کو پایہ تحصیل تک حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث کے ساتھ حج بھی کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ دنیا سے جوان ہی گئے۔ اور لاولد بھی۔

محمد شیخ الاسلام۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے فرزند ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی کے مرید تھے۔ علم ظاہری انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بھی کیا۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ سخاوت اور بخشش میں بے نظیر تھے۔ بادشاہ نے آپ کو منصب سلطانی اور سرہند کی اکثر خدمات سپرد کیں۔ اس ذریعہ سے ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فائدہ ہوا۔ اور آپ کے ممنون احسان ہوئے۔ آپ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے اندر جگہ ملی۔ آپ کی اولاد صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد نور الاسلام۔ آپ شیخ الاسلام کے فرزند نہایت جوان قابل اور صالح ہیں۔ اپنے دادا بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ نہایت صاحب فطرت بلند تھے۔ آپ کا صرف

ایک لڑکا ہے۔ سراج الاسلام نام۔ دو لڑکیاں امت نقشبند و امت معصوم شیخ الاسلام کی بیٹی بیگما نام حضرت شاہ جیو کے پوتے سعادت اللہ سے منسوب تھی +

شیخ محمد رسا سلمہ ربہ مشہور بہ شاہ صاحب۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ کہ محمد رسا میرا نائب اتم ہے +

شاہ صاحبؒ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب پیر مرشد نے مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص کا القا کیا۔ میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مراقبہ کر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک مرد کی خلعت فاخرہ مرحمت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص ہے۔ شیخ محمد رسا موجودہ زمانے کے مشائخ کے سرفرار ہیں۔ اپنے آبا و اجدو کے طریقے کے پورے پابند ہیں +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہ محمد پارسا اہل اللہ میں سے مستثنے ہیں۔ ایک روز شاہ صاحب نے حضرت قیوم رابع کو کہا۔ کہ میں آپ کو قطب الاقطاب اور قیوم زمان جانتا ہوں۔ اور آپ کے فیض و برکات کا امیدوار ہوں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا ہم بھی تمہارے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔ آج کل حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے زینت بخش اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے خانقاہ مذکور کی ملازمت اختیار رکھی ہے۔ آپ ہر صبح شام اپنے یاروں سمیت حضرت امام معصوم رضؓ کے روضہ مبارک میں حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ خانقاہ کی برکت آپ کے سبب سے ہے۔ آپ سے کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ظہور میں آتے ہیں۔ حق تعالےٰ آپ کو بحق نون و صاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں +

محمد احمد رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے فرزند بزرگ ہیں۔ آپ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور قابل ہیں۔ حضرت قیوم رابع رضؓ آپ پر از بس مہربان تھے۔ آپ اپنے آبائی طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ سراج معصوم اور میر احمد لیکن ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز اور انہیں صالح کرے +

محمد فیض رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے

مرید ہیں۔ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں بشارت عظمیٰ فرمائی۔ نہایت صالح مرد ہیں ❖

سید احمد۔ آپ شاہ محمد رسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ صالح جوان ہیں۔ سعادت کی علامتیں آپ کی پیشانی سے ظاہر ہیں ❖

شاہ محمد پارسا کی بیٹیوں میں سے ایک حور النسا۔ محمد سہیل معروف بہ بھیکھ سے منسوب ہے۔ دوسری دلرس بیگم شیخ نیاز احمد کی منسوبہ ہے۔ اور تیسری جانا بیگم صاحبزادی والا گہر بلند اقبال سلالہ دودمان قیومیت فرزند حضرت قیوم رابع شیخ عبدالقادر ثانی سے منسوب ہے۔ چوتھی قطبی بیگم ❖

میر محمد نعمان حق رسا سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد حج کے لئے گئے۔ وہیں آپ کو حکم ہوا کہ حضرت قیوم رابع کی خدمت میں رجوع کرو۔ جب ہند میں واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر اس درجہ عنایت کرتے تھے۔ کہ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتے۔ میر صاحب بھی آنحضرت پر پورے طور پر فدا تھے۔ آنحضرت نے میر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے عمدہ خصائص کی بشارات عنایت کیں۔ میر صاحب شریعت اور طریقت پر پورے پورے کاربند تھے۔ ان دنوں دونو بھائی شاہ محمد رسا اور میر محمد نعمان حق رسا موجود اولیا سے ممتاز ہیں۔ میر محمد نعمان صاحب تصرفات ظاہرہ وکرامات باہرہ ہیں۔ آپ کے باقی احوال انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت قیوم رابع کے خلفا کے حالات میں لکھے جائیں گے۔ آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے ❖

نور معصوم۔ آپ میر محمد نعمان کے بڑے فرزند تھے۔ سات سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے ❖

غلام ابراہیم، حامد پارسا، اور غلام قاسم۔ یہ تینوں میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں۔

میر محمد نعمان کی بیٹی بخشی بیگم محمد احد رسا سے منسوب ہے ❖

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بیٹی رقیہ میرے (مولف کتاب) چچا شیخ محمد میر سے منسوب ہے۔ دوسری عزت النسا مرزا محمد نجیب کی منسوبہ تھی۔ اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے ❖

محمد جانؒ ۔ حضرت خواجہ محمد پارسا کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت خواجہ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور پرہیز گار ہیں۔ آپ کی اولاد ایک لڑکا چار لڑکیاں ہیں۔ بیٹے کا نام غلام رسول اور لڑکیاں امت معصوم وغیرہ ہیں +

محمد وجیہ ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح جوان تھے۔ لیکن عین شباب میں راہی ملک بقا ہوئے آپ کا صرف ایک لڑکا باقی رہا +

احمد گل ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح اور پرہیز گار ہیں۔ آپ میر محمد نعمان حق رسا کے مرید ہیں +

محمد مجیب ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے بیٹے ہیں نہایت صالح پرہیزگار ہیں۔ محمد سعید ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے پانچویں بیٹے ہیں نہایت قابل و صالح جوان ہیں +

شیخ محمد سالم قدس سرہ ۔ آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات و خصائص کی عمدہ عمدہ بشارات آپ کو دیں۔ شیخ صاحب کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ میں نہایت راسخ قدم تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے ممتاز تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پورے کاربند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ موجودہ چیز کا خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ تمام غربا مساکین اور فقرا آپ کی خانقاہ میں پڑے رہتے۔ آپ ہر ایک کی خبر گیری اس کی حالت کے مطابق کرتے۔ آپ سے کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ظہور میں آتے تھے۔ آپ ۱۱۷۱ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے روضہ منورہ میں چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد کرامت اللہ ۔ آپ شیخ محمد سالم کے فرزند ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ بلکہ آنجناب نے آپ کو خوشخبری بھی دی۔ پھر حضرت محمد صدیق کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا اور اس طریقے کی عمدہ بشارتیں حاصل کیں۔ آپ صبح شام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد نوراللہ۔ آپ محمد کرامت اللہ کے لڑکے ہیں۔ نہایت صالح جوان ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ قرآن شریف بھی حفظ کر لیا ہے +

شیخ محمد سالم کی بیٹی نور النسا۔ شیخ عبداللہ سے منسوب ہے +

حضرت مروج الشریعت رض کی ایک بیٹی شیخ محمد اسمٰعیل سے منسوب ہے۔ دوسری شائستہ بیگم میر فضل اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری حسن النسا شیخ اسمٰعیل عزیزالدین سے منسوب ہے +

صوفی شاہ محمد۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنجناب ہی سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پکے پابند تھے +

صوفی عبدالرحمٰن خوارزمی۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے خلافت دیکر خوارزم بھیجا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے اور بے شمار آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

صوفی کمال۔ آپ حضرت مروج الشریعت رض کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی +

صوفی محمد کامل اندرابی۔ اندراب کابل کے گرد نواح میں ایک علاقہ ہے۔ عرصہ دراز تک حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر خلافت دیکر اندراب بھیجے گئے وہاں کے اکثر آدمی آپ کے مرید ہوئے +

صوفی عبدالرزاق۔ آپ حضرت مروج الشریعت رض کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب رض نے آپ کو خلافت دی۔ طریقہ احمدیہ پکا پابند تھے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا ' و فرزند آنحضرت رض کے وصال کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے +

حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند ہیں آپ ۱۰۴۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد شافی الحال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز آنحضرت رض نے محمد اشرف رض کے سامنے

فرمایا۔ کہ میری زندگی کے دو سال باقی ہیں۔ اب میں تم پر ایسی توجہ کرتا ہوں۔ جو اس سے پہلے کسی شیخ نے اپنے کسی مرید پر نہیں کی۔ اور آئندہ بھی نہیں کریگا۔ پھر انہیں بلا کر القائے نسبت و توجہ باطنی کیا۔ اس ایک توجہ میں گذشتہ و آئندہ اولیا کے کمالات اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام مقامات مثلاً ہر سہ ولایت صغرے کبرے اور علیا۔ کمالات نبوت۔ حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز اور فلاحیت و صلاحیت وغیرہ القا فرمائے۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان تمام مقامات کو اسی وقت سمجھ لیا۔ آپ نے علوم معقول و منقول فروع۔ و اصول۔ فقہ کلام تفسیر۔ حدیث۔ پورے طور پر حاصل کئے۔ اور ان علوم کی کتب مشہورہ میں سے تقریباً ہر ایک پر شروح و حواشی لکھے۔

ایک دفعہ کسی امیر کی لڑکی بیمار ہوگئی۔ جب قریب المرگ ہوگئی تو امیر اُسے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے کچھ پڑھکر دم کیا۔ تو فی الفور صحتیاب ہوگئی۔ گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ بیشمار تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ احمدیہ پر پورے طور کاربند تھے۔

شیخ محمد سعید لاہوری فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک مرد خدا کسی باغ میں تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہ رہا ہے کہ یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ کے فرزند شیخ محمد اشرف ؒ ہیں۔ صبح میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوا۔ آپ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی۔

آپ ۲۷۔ صفر ۱۱۷۰؁ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرقد کی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ "حسبی اللہ ونعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد جعفر۔ آپ حضرت محمد اشرف ؒ کے بڑے لڑکے ہیں آپ نہایت صالح متقی پرہیزگار۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ اپنے مشائخ باطنی کے

احوال کتاب کی صورت میں لکھے ہیں۔ جب کافر لوگ سرہند پر چڑھ آئے تو آپ نے سبیل اللہ اُن سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ محمد الیاس آپ شیخ محمد جعفر کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح و متقی تھے۔ محمد شاہ نور۔ آپ شیخ محمد جعفر کے دوسرے فرزند ہیں آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح مرد تھے آپ شیخ حسن احمد کی لڑکی (مؤلف کی بہن) سے منسوب تھی۔ آپ کے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں۔ ایک امت الٰہی جو حضرت شاہ جیو کے پوتے شریف احمد کی منسوبہ تھی۔ اور دوسری جمیلۃ النساء جو حضرت خازن الرحمت کی کی اولاد معزالحق سے منسوب تھی۔ شیخ محمد جعفر کی بیٹی امت الرسول محمد جان کی منسوبہ ہے۔
شیخ محمد روح اللہ۔ آپ حضرت محمد اشرف کے دوسرے لڑکے ہیں آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کرکے آنجناب سے عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

شیخ نور احمد۔ آپ شیخ روح اللہ کے فرزند نہایت صالح غریب اور مسکین مرد تھے۔

شیخ روح اللہ کی لڑکی امت النجیب ضیاء الحق سے منسوب ہے۔

شیخ محمد حیات۔ آپ محمد اشرف کے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید تھے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کیا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

شیخ محمد شائق الحال۔ آپ حضرت محمد اشرف کے چوتھے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور بشارات عمدہ مثلاً حقیقت قرآن۔ حقیقت نماز۔ سابقیت اور خالصیت وغیرہ حاصل کیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور سبق پڑھایا کرتے تھے۔ بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پر شبھے کئے ہیں۔ اُن کا رد خوب لکھا ہے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ اس وقت بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے ۱۱۵۰ ہجری کو اس دارفانی سے رحلت کی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے

روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین لڑکے ہیں ❖

شاہ جلالؒ۔ آپ حضرت شیخ شافی الحال کے بڑے لڑکے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہؓ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے باپ سے حاصل کیا۔ آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔ افغانستان میں دریائے سندھ کے قریب وفات پائی۔ وہیں آپ کا مزار بنایا گیا۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ❖

نیاز معصوم۔ آپ شاہ جلال کے فرزند نہایت صالح جوان ہیں ❖

مرید معصوم۔ آپ شاہ جلال کے دوسرے فرزند اور مجذوب الاحوال ہیں ❖

شاہ جلال کی لڑکیوں میں سے ایک نور احمد سے منسوب ہے، دوسری محمد عاشق سے ❖

شیخ محمد عبید اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد شافی الحال کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن شریف بالتجوید حفظ کیا۔ آبائی طریقے کے پکے پابند تھے۔ کسر نفسی۔ تواضع اور فروتنی آپ کا شیوہ مرضیہ ہے۔ اسی بزرگ کی زبانی سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کے اسامی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ❖

شیخ محمد۔ آپ شیخ شافی الحال کے تیسرے لڑکے تھے۔ اپنے باپ کے مرید نہایت صالح اور متقی مرد تھے۔ قابلیت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ جو آپ کی ہم نشینی کرتا آپ پر شیفتہ ہو جاتا۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ❖

شیخ احمد آپ شیخ محمد کے لڑکے ہیں۔ نوجوان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی عمر دراز کرے۔ آپ کی لڑکی محمد بیگم غلام احرار سے منسوب ہے ❖

حضرت محمد اشرف کی لڑکیوں میں سے ایک پرہیزگار زمانہ پرہیز بانو حضرت شیخ محمد ہادی کی منسوبہ ہیں۔ دوسری منیرہ بیگم حضرت محمد پارسا سے منسوب تھی۔ نجابت بانو خورشید نام اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام عبد الخالق اور غلام محمد اور لڑکیوں میں سے ایک محمد مشائخؒ سے منسوب ہے۔ اور دوسری رضی الدین کے لڑکے سے ❖

صوفی عبد الخالق۔ آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت اور کرامت تھے۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا ❖

صوفی عبد الحی۔ آپ حضرت محمد اشرفؓ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حالات بلند

اور مقامات ارجمند تھے ۔

صوفی عبدالرحیم ۔ آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ صاحب جذب قوی تھے آپ کی حالت عجب تھی ۔ حضرت محمد اشرف کے خلفا بہت تھے ۔ کہاں تک لکھوں ۔

حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں ۔ آپ ۱۰۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے ۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اور خصائص کی بشارت دی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بادشاہ ہند معہ شاہزادہ اعظم شاہ اور دیگر ارکان سلطنت آپکے حوالے کیا ۔ کہ ان سے سلوک باطنی حاصل کریں ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپکو شاہجہان آباد میں بھیجا ۔ آپ جب وہاں پہنچے ۔ تو بادشاہ آپکے استقبال کے لئے آیا ۔ اور نہایت عزت سے شہر میں لاکر اپنے قلعہ خاص میں فروکش کیا ۔ جب حضرت شیخ قلعہ کے دروازہ میں پہنچے ۔ تو دروازے پر بہت سی تصویریں تھیں ۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اُس وقت قلعہ میں آؤنگا ۔ جب ان تصویروں کو مٹا دوگے ۔ دوسرے دن آپ نے حکم دیا ۔ کہ تمام گویوں ۔ گانٹوں اور بے ریش ناچنے گانے والے لڑکوں اور گانے بجانے والوں اور بدعتیوں کو ہند سے نکال دیا جائے ۔ بادشاہ نے بھی قطعی حکم دیا ۔ کہ تمام اہل بدعت کو ہند سے نکال دو ۔ چنانچہ اس کا مفصل حال قیومیت کے پنتالیسویں سال میں لکھا گیا ہے آپ نے امر معروف اور نہی منکر اس طرح کیا ۔ کہ اس سے پہلے کسی شیخ نے نہ کیا ۔ جب تک آپ زندہ رہے ۔ سارے ہندوستان میں کسی جرأت نہ تھی ۔ کہ کھلم کھلا سرود کرے ۔ یا دصولک بجائے ۔ آپکے جاسوس جابجا پھرتے جہاں کہیں بدعت کی علامت پاتے تنبیہ کرتے دکن میں ایک امیر نے خفیہ مجلس سرود قائم کرکے یاروں کو کہا ۔ کہ اگر شیخ صاحب کو اس مجلس کی خبر ہو جائے ۔ تو مجھے بے عزت کرینگے ۔ یہ کہکر گویوں کو نکال دیا ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کو محتسب امت کہتے تھے آپکا ارشاد اس درجہ تھا کہ امرا و سلاطین میں قدرت نہ تھی کہ شیخ صاحب کے حضور میں بیٹھیں ۔ آپ کی بارگاہ عالی اطلس کی بنی ہوئی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے ۔ اس بارگاہ میں سنہری کرسی جواہرات سے جڑاؤ رکھی جاتی جس پر آپ

بیٹھتے تھے۔ اس کے گردو نواح امرا بادشاہ خان نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے رہتے ✣
ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ شیخ صاحب درویش ہیں
انہیں اس قدر شان و شوکت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارا تکبر اس کی کبریائی سے ہے ✣
ایک معتبر آدمی نے بیان کیا۔ کہ میں نے ٹھان لی کہ آئندہ کبھی شیخ صاحب کی
خدمت میں نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ وہ تکبر کرتے ہیں۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ سپاہی
مجھے پکڑ کر لاٹھیوں سے مارتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور
حضرت شیخ کی خدمت میں آ کر مرید ہو گیا ✣
ایک شخص نے کہا مجھے جذام کا مرض تھا۔ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں
آ کر رفع مرض کے لئے التماس کی انہوں نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور شفا نصیب ہوئی ✣
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم رابع کو لڑکپن میں مرض شدید لاحق ہوا۔ حضرت
شیخ آنجناب کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ حضرت قیوم رابع کی خالہ جو حضرت شیخ کی کیلین
بہو تھی۔ آنحضرت کی شفا کے لئے التماس کی حضرت شیخ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اس
لڑکے کا اللہ تعالٰے حافظ و مددگار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ شیخ عظیم ہوگا۔ ہزارہا
لوگ اس کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالٰے کو اس سے ابھی بہت کام لینے ہیں
جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ واقعی حضرت شیخ کا مکاشفہ حضرت
قیوم رابع کے حق میں بالکل صادق آیا۔ حضرت شیخ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ
سے لوگ بے اختیار ہو جاتے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اور کامل
و مکمل ہو گئے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ سنہ ۹۵ ہجری میں وفات پائی ✣
کہتے ہیں آخری وقت میں حضرت شیخ کے پاس ایک طبیب کو لایا گیا۔ جو اہل سنت
و جماعت کے عقائد کا مخالف تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ
تم مخالف مشرب کو میرے پاس لائے ہو اسے دور کرو۔ آنجناب کا مزار حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاب کے
فاصلے پر ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد بنا ہوا ہے اس کے گرداگرد
باغ لگایا گیا ہے۔ آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں ✣

شیخ محمد اعظم - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے بڑے لڑکے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے ظاہری علم باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف بھی کیں۔ بے شمار آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ بہت لوگوں نے آپ سے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت بھی حاصل کی۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند تھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

شیخ فقیر احمد - آپ شیخ محمد اعظم کے بڑے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند ہیں۔ آپ کی اولاد ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ جو سب کی سب اپنے قبیلے میں شادی شدہ ہیں +

بشیر احمد - آپ فقیر احمد کے لڑکے ہیں۔ اپنے باپ کے مرید اور صالح جوان ہیں +

زین الدین و معز الدین - یہ دونو شیخ محمد اعظم کے دوسرے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید ہیں۔ دونو صالح جوان ہیں۔ دونو ہی دنیا سے صالح جوان لاولد گئے ہیں۔ شیخ محمد اعظم کی لڑکیوں میں سے ایک شرافت نام محمد درویش سے منسوب ہے دوسری زیب النسا محمد ضیاء اللہ سے منسوب ہے +

شیخ میاں داد - آپ شیخ محمد اعظم کے خلیفہ ہیں افغانستان میں رہتے تھے۔ ہزاروں پٹھان آپ کے مرید تھے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ بلکہ بہت لوگوں کو خلافت بھی دی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

شیخ محمد شعیب - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے دوسرے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے باپ کی طرح خانقاہ میں صبح شام یاروں کے ساتھ مراقبہ کرتے تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد عباس آپ شیخ محمد شعیب کے بیٹے ہیں۔ اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور پرہیزگار جوان ہیں۔ نہایت قابل تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ پر فریفتہ ہو جاتا آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد الیاس - آپ محمد عباس کے لڑکے ہیں۔ نہایت قابل شخص ہیں آپکی

لڑکی اعز النسا سید آگاہ سے منسوب ہے +

شیخ محمد شعیب کی لڑکیوں میں سے ایک خیر النسا محمد معاذ سے منسوب ہے۔ اور دوسری قصیرا اور تیسری امہانی +

شیخ محمد حسین۔ حضرت شیخ سیف الدین کے تیسرے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ زہد و ورع اور تقوےٰ میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ کے دو بیٹے و بیٹیاں ہیں +

محمد معظم۔ آپ شیخ محمد حسین کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہیں سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی محمد محفوظ سے منسوب ہے +

محمد مسیح اللہ۔ آپ شیخ محمد حسین کے دوسرے لڑکے ہیں اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ صلاحیت و تقوےٰ میں بےنظیر تھے۔ دنیا سے لا ولد گئے +

شیخ محمد حسین کی لڑکیوں میں سے ایک ہاجرہ شیخ پیر سے منسوب تھی دوسری عائشہ رفیع القدر کی منسوبہ تھی +

شیخ محمد عیسےٰ۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چوتھے بیٹے تھے سلوک باطنی اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے حاصل کیا۔ علم حلم فضل اور بذل میں مستثنےٰ تھے قابلیت نہایت اعلےٰ تھی۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

محمد رفیع القدر۔ آپ شیخ محمد عیسےٰ کے بڑے فرزند ہیں نہایت قابل اور صالح آدمی ہیں۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد عزیز القدر۔ آپ شیخ محمد عیسےٰ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں۔ محمد حفیظ آپ محمد عزیز القدر کے بیٹے ہیں حافظ قرآن اور مسکین ہیں +

محمد عظیم القدر۔ آپ شیخ محمد عیسےٰ کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل آدمی تھے۔ جوانی میں فوت ہو گئے آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد مستقیم ۔ آپ محمد عظیم القدر کے لڑکے ہیں۔ لیکن ابھی بچے ہیں ۔ دو اور چھوٹے لڑکے بھی ہیں ۔ لڑکیوں میں سے ایک محمد حفیظ کی منسوبہ ہے اور باقی چھوٹی ہیں +
شیخ محمد عیسٰے کی بیٹی عمدۃ النساء معز الدین سے منسوب ہے +
شیخ محمد موسٰے ۔ آپ شیخ سیف الدین کے پانچویں لڑکے ہیں ۔ آپ اپنی چچوں کے مرید ہیں ۔ شریعت و طریقت پر خوب کار بند ہیں ۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ۔ فدائی احمد ۔ آپ شیخ محمد موسٰے کے فرزند ہیں ۔ نہایت صالح مرد ہیں دوسرے لڑکے کا نام معلوم نہیں +
شیخ کلمۃ اللہ ۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چھٹے فرزند ہیں ۔ سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا ۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند ہیں ۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +
سیف اللہ ۔ آپ شیخ کلمۃ اللہ کے نہایت صالح اور جوان فرزند ہیں +
محمد عثمان و عبد الرحمٰن ۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے ساتویں اور آٹھویں فرزند ہیں ۔ دونو دنیا سے لاولد گئے +
حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک جنت نام شیخ محمد عمر سے منسوب ہے ۔ دوسری حبیبہ شیخ محمد حیات سے ۔ تیسری سائرہ محمد جواد سے ۔ چوتھی شہری عز الدین اور پانچویں رفیع النسا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے پوتے محمد صالح سے منسوب ہے +
صوفی صدر الدین آپ حضرت شیخ سیف الدین رضؓ کے خلیفہ ہیں ۔ نہایت صاحب جمال آدمی تھے ۔ جذبہ نہایت قوی تھا ۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا +
شیخ ابو القاسم ۔ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں ۔ صاحب مقامات عالیہ تھے ۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +
شاہ عباس بشتی ۔ کابل کے گرد نواح بشت ایک علاقہ ہے آپ ذات کے سید ۔ سید علی ترمذی کی اولاد سے تھے حضرت شیخ کے مرید ہوئے خلافت حاصل کی ۔ بشت میں بہت لوگوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا +
شاہ عیسٰے آپ حضرت شیخ کے نہایت عزیز الوجود اور ازبس منکسر المزاج خلیفہ

ہیں۔ آپ کا ارشاد بدرجہ غایت تھا +

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہاں صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں +

حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ ۵۰۔۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات کی خوشخبری دی +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر لوح محفوظ کا انکشاف ہوا۔ وہاں پر مَیں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصومؓ اور اُس کے تلے صدیق ولیؓ۔ ایک شخص نے اس کی بابت کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصومؓ ولی صادق ہے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔ حضرت شیخ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے وصال کے چند سال بعد حج کو گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ جب حج سے واپس آئے۔ تو شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی۔ اور آخری دم تک وہیں رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بہت سے لوگ خلافت سے بھی مشرف ہوئے +

کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ہر روز صبح شام ہزارہا آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ سلطان فرخ سیر بھی کامل اعتقاد سے آپ کا مرید ہو گیا +

سید عبد الباسط جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے فرماتے ہیں۔ کہ میں عرب میں تھا۔ کہ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور مجھے نسبت باطنی کا القا کر رہا ہے۔ جس سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو محض نور پاتا ہوں۔ مَیں نے اُن کا اسم مبارک پوچھا۔ تو فرمایا میرا نام صدیق ہے۔ اور میرا مقام سرہند ہے۔ جب میں جاگا۔ تو خواب کی لذت کا اثر مجھ پر باقی تھا۔ آپ کے ایک مرید نے مجھے ذکر کی تعلیم کی۔ جو حالت خواب میں مجھ پر طاری ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہم نشینی سے بھی حاصل ہوئی۔ پھر اُس نے

مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے کہا۔ میں عرب سے ہند آیا۔ شاہجہان پہنچکر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ جو صورت میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہر آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور وہی حالت بلکہ اس سے سوگنا مجھ پر طاری ہوئی ✦

ایک مرد بزرگ کا بیان ہے۔ کہ میں نے عرفات میں ایک شیخ صاحب کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو نظر نہ آئے۔ پھر وہ چلا گیا۔ تو معلوم ہؤا کہ آپ کا باطن اس صورت میں ممثل ہؤا ہے ✦

بادشاہ آپ کے عرس میں ہر سال حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی نذر کے طور پر بہت سا روپیہ بھیجا کرتا تھا۔ آخری دو سال میں کچھ کم بھیجا۔ اس پر ناراض ہو کر آپ نے فرمایا۔ خود حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ لے لینگے۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ارکانِ سلطنت نے بادشاہ کو پکڑ کر بُری طرح قتل کیا ✦

حضرت شیخ علم حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقوے۔ خلق۔ اور کسر نفسی سے موصوف تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی ایک بزرگی یہ ہے۔ کہ حالانکہ حضرت قیوم رابع آپکے بھائی کے پوتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب کہا کرتے تھے شیخ محمد معظم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آنحضرت کے مرید شیخ محمد زبیر کو قطب و قیوم کہتے ہیں۔ فرمایا سچ کہتے ہیں۔ واقعی شیخ محمد زبیر قطب وقت ہیں ✦

آپ ۱۱۳۰ہجری کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نعش مبارک سرہند پہنچائی گئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ کے محاذ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا ہے آپکی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ✦

شیخ محمد مہدی۔ آپ حضرت شیخ محمد صدیق رضؓ کے بڑے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہر وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں عبادت اور طاعت میں مشغول رہتے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ✦

محمد رضی ۔ آپ شیخ مہدی کے فرزند ہیں۔ بالغ ہونے کے قریب ہیں قابلیت اچھی ہے۔ شیخ صاحب کی لڑکی محمد عظیم القدر کی منسوبہ ہے ۔

شیخ عبدالباقی۔ آپ حضرت محمد صدیق کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ حافظ قرآن شریف بھی تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ اپنے آباو اجداد کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ ورع و تقوے آپ کا شعار تھا۔ آپ کا ایک لڑکا معصوم احمد نام ہے ۔

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک مہرالنسا نام تارک الدنیا ہو کر طاعت الٰہی میں مشغول ہے۔ دوسری عظیم النسا محمد عباس سے منسوب ہے ۔

شیخ فتح اللہ۔ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ملک بہار کے رہنے والے ہیں۔ جب فرخ سیر بادشاہ بنگالے سے آرہا تھا۔ تو آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے اُسے سلطنت کی خوشخبری دی۔ اس سبب سے بادشاہ آپ کا مرید ہو گیا۔ آپ نہایت عزیزالوجود تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے ۔

شیخ عبدالباسط گیلانی۔ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے لکھا گیا ہے۔ آپ بہت صاحب حال تھے۔ حضرت شیخ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی تھی طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے ۔

حافظ سعداللہ۔ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ خصوصاً آج کل حافظ سعداللہ مشہور وقت ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہوتے تھے ۔

محمد کامل۔ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ باطنی احوال نہایت اعلےٰ پائے تھے۔ بہت سی لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا ۔

حضرت شیخ کے خلفا بکثرت ہیں۔ سب کے سب صاحب قوت و تصرف ہیں۔ لیکن اُن سب کے احوال کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے ۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں میں ایک امۃ اللہ تھیں۔ جنہیں حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے منسوب تھی۔ تیسری عاقلہ شیخ سعد الدین کی منسوبہ تھی۔ چوتھی عارفہ پانچویں صفیہ حاجی فضل اللہ سے منسوب تھی۔ آنجناب کی پانچوں بیٹیاں صاحب کمالات ظاہرہ وخوارق باہرہ تھیں۔ اپنے والد ماجد سے کمالات نبوت کی خوشخبری پائی تھی۔ ہزارہا عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے +

ذکر دربیان

احوال خلفاعظام حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا بیشمار ہیں۔ اگر صرف ان کے خادم ہی لکھے جائیں۔ تو ایک خاصی کتاب بن جاتی ہے۔ لیکن ان میں سے صرف چند ایک مشہور خلفا کا ذکر لکھتا ہوں +

کہتے ہیں کہ سوائے فرزندوں اور خلفا کے صرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی۔ سات ہزار آدمیوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خلافت عطا فرمائی +

کہتے ہیں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل کر کے خلافت حاصل کر لیتا۔ جیسا کہ خود آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کا حال اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے دوسو چوتیسویں مکتوب میں جو حضرت شیخ سیف الدین کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے +

خواجہ محمد حنیف کابلیؒ۔ فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غائت مہربان تھے۔ اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ اس گرد ونواح میں بے شمار لوگ آپکے مرید ہوئے۔ اور احوالات بلند اور مقامات ارجمند سے مشرف ہوئے +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کی شب نکاح کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت رضؓ سے جاکر عرض کیا۔ کہ جناب باہر تشریف لائیں۔ کیونکہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔ آنجناب رضؓ نے اپنی حالت بیان کی۔ خواجہ صاحب نے اس درد کو اپنے پر لیا۔ اور آنحضرت رضؓ نے صحت پائی ✣

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی۔ جس میں اشتیاق ملاقات اور اپنے حاضر خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ آپ نے جو حاضر خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ سو مخدوما نہ حضور میں جو اس وقت یار موجود ہیں۔ وہ ان مقامات کے خواہشمند ہیں۔ جو حق تعالےٰ نے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں۔ خواجہ صاحب بیں تصرفات عظیمہ اور خوارقات کریمہ تھے۔ ۵ سنہ ہجری کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو آپکے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔ خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماماخاتو گاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے ✣

خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر پشاور بھیجا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بیشمار لوگ آپ کی طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل نجات کے ساحل پر پہنچے۔ اور بہت سے لوگوں کو خواجہ صاحب نے کامل و مکمل کرکے خلافت عنایت کی ✣

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طلب اصالت کے بارے میں عرضی بھیجی۔ آنحضرت رضؓ نے جواب میں لکھا۔ کہ مخدوما! آپ کا مطلب کس اصالت سے ہے۔ آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے اپنی عمر صرف کردی۔ اور جس کی خاطر چند مرتبہ مولانا عارف کے ساتھ حج کو گئے تاکہ اصل کی بو ہی سونگھیں۔ سو وہ مارت سے خود تمہیں حاصل ہے۔ بلکہ اس اصل الاصول سے تم ترقی کر گئے ہو یا آپ کا مطلب اُس اصالت سے ہے۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر یہ ہے۔ تو خیال خام اور سودائے محض ہے یہ اصالت

تمام امت میں سوائے دو تین شخصوں کے اور کسی کو نصیب نہیں +

ایک دفعہ کسی نابینا نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر روشنی چشم کی درخواست کی خواجہ صاحب نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ خواجہ صاحب سے بہت سی کرامات خوارق کا اظہار ہوا۔ طریقہ علیہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

خواجہ محمد صادق۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد اور حضرت قیوم ثالث رضہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے +

مولنا شریف کابلی۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے خلیفہ ہیں۔ بیشمار لوگوں کا آپ سے رجوع تھا۔ بعض حاسدوں کے کہنے سننے سے خواجہ صاحب مولنا سے ناراض ہوگئے۔ اور نسبت سلب کر لی۔ مولنا نے سرہند آنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے اپنی ناراضگی کا اظہار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ آنحضرت رضہ نے مولانا کو لکھا۔ کہ جس طرح ہو خواجہ محمد صدیق کو راضی کرو۔ اگر خواجہ صاحب تم سے راضی ہونگے۔ تو ہم بھی راضی ہیں ورنہ نہیں مولنا مجبوراً اپنا چہرہ سیاہ کرکے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے بھی آپکا قصور معاف کیا۔ مولنا خوب مستقیم الاحوال تھے +

شیخ ابوالمظفر برہانپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے انتہائی کمالات کی خوشخبری دی۔ پھر خلافت عنایت کرکے برہانپور بھیجدیا۔ ہاں آپکو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔ بلند احوال سے مشرف ہوئے۔ شیخ صاحب کے خلفا بکثرت ہیں۔ جو سب کے سب صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مروج الشریعت رضہ سے رجوع باطنی کیا۔ اور فیض حاصل کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت مروج الشریعت رضہ کا غلام ہوں +

ایک روز آپ جنگل میں گئے تھے اچانک ایک سوکھے درخت پاس چلے گئے آپکے بعض مخالفوں نے جو ساتھ تھے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا میں یہ کرامت تھی۔ کہ اگر خشک درخت پر نظر کرتے۔ تو سبز ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا اس وقت بھی ایسے ہیں۔ جن کی

خاطر اللہ تعالے لئے ایسا کرتا ہے۔ بعد ازاں اس درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالے اس بات پر قادر ہے۔ کہ یہ درخت سبز ہو کر پھلدار ہو جائے۔ فی الفور وہ درخت سبز ہو گیا۔ اور اس میں پھل لگ گیا۔ آپ کثیر الکرامت تھے۔ طریقہ معصومیہ کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۰۸۳ھ سنہ ہجری میں وفات پائی +

حسین عشاق۔ آپ شیخ ابوالمظفر کے خلیفہ اعظم ہیں نہایت عزیز الوجود تھے۔ جذبہ قوی تھا آپکی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لا سکتا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رض فرماتے ہیں۔ کہ حسین عشاق نے مجھے کہا۔ کہ اب میری زندگی کے سات سال اور رہ گئے ہیں۔ سات سال بعد ہم سرہند میں تھے۔ کہ ان کے فوت ہونے کی خبر پہنچ گئی۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے +

شیخ حبیب اللہ بخاری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی انتہائی بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر بخارا بھیجا۔ وہاں پر جو واقعات آپکے پیش آئے۔ قیومیت کے چھبیسویں سال میں لکھے گئے ہیں۔ اس ملک میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہزارہا آدمی ہر صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور رعایا۔ برایا آپکے مرید ہوئے۔ چار سو آدمیوں کو کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آپکے تمام خلفا صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ آپ خراسان اور ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ آپکا طریقہ اس ملک میں پورے طور پر رائج ہے +

شیخ محمد نعمان۔ آپ شیخ حبیب اللہ کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی باپ سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آج باپ کی خانقاہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ باپ کے جتنے مرید تھے۔ سب نے دوبارہ آپ سے بیعت کی۔ شیخ حبیب اللہ کا دوسرا بیٹا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہے +

شیخ محمد مراد شامی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رض نے آپکا کام ایک ہی ہفتے میں ٹھیک ٹھاک کر کے خلافت دیکر ملک شام میں بھیجدیا۔ لیکن حکم دیا کہ ماوراء النہر کی راہ جانا۔ چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہنا۔

پھر شام جانا۔ آپ کے دونو پاؤں تسمہ کی طرح تھے۔ ہڈی بالکل نہ تھی۔ نہ ہی آپ نے ظاہری علم پڑھا تھا۔ آنحضرت ؐ سے عرض کیا۔ کہ میں معذور آدمی ہوں۔ اور امی ہوں۔ آپ مجھو ملک شام میں جانے کے لیئے فرماتے ہیں۔ اس ملک میں مجھ سے کیا ہوگا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا اس ملک میں آپ سے طریقہ کو بڑا رواج ہوگا۔ آپ آنحضرت کے حسب الارشاد شام کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے توران گئے چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہکر شام پہنچکر دمشق میں سکونت اختیار کی۔ شام روم کے تقریباً تمام آدمی آپکے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ آپکے حلقہ ارادت میں آگئے۔ خنگار روم بھی آپکا بہت معتقد ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید تھا۔ خنگار روم نے تین لاکھ اشرفی سالانہ شیخ صاحب کی خانقاہ کے اخراجات کیلئے مقرر کیا۔ دو لاکھ اشرفی کے قریب بالائی آمدنی تھی۔ یہ ساری رقم فقرا پر تقسیم ہوجاتی ✤

کہتے ہیں ہر صبح شام دو ہزار آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ جب شیخ صاحب حج کے لیئے آتے۔ تو دو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے کہتے ہیں کہ کل اللہ تعالے کا دوست آئیگا اے شریف! تم نے استقبال کرنا۔ اس کے تخت کو مسجد الحرام میں لانا۔ دوسرے دن شریف مکہ نے آپکا استقبال کرکے آپ کو تخت پر سوار کرکے مسجد الحرام میں لایا۔ کیونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے۔ صحابہ کرام کے وقت سے لیکر آج تک کوئی شخص بحالت سواری مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوا۔ صرف شیخ صاحب کا تخت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے داخل ہوا۔ شیخ مراد ملک شام۔ روم۔ عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے اور خلافت پائی۔ آپکا طریقہ آج کل اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہے آپکے حالات اور تھوڑی سی کرامات قیومیت کے انتیسویں سال میں پہلے لکھی گئی ہیں ✤

شیخ مصطفےٰ آپ شیخ مراد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے شیخ صاحب کے دوسرے فرزند حضرت قیوم رابع رضہ کے مرید ہیں۔ باپ کی طرح دونو بدستور مشائخ ہیں ✤

اخون موسے ننگرہاری۔ نواح کابل میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ اخون صاحب حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر ننگرہار بھیجدیا۔ اس علاقے میں اخون صاحب کے طفیل سے طریقۂ احمدیہ کو خوب رواج ہوا۔ اس ولایت کے اکثر خاص و عام آپ کے مرید ہوئے اور حالات عالیہ پیدا کئے۔ بہت لوگوں نے خلافت پائی۔ اخون صاحب طریقۂ احمدیہ پر بخوبی کاربند تھے۔ آپ کا یہ تصرف اب تک ہے۔ کہ جس کسی کو سانپ ڈسے۔ وہ اگر اخون صاحب کا نام لیکر دم کرے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اخون صاحب ؒ کے فرزند رشید حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں +

خواجہ عبدالصمد بیبہ یعقوبی۔ کابل کے دو کوس کے فاصلے پر بیبہ یعقوبی ایک گاؤں ہے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب ؒ نے آپ کو اپنے وطن میں بھیج دیا۔ وہاں پر بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند تھے +

اخون میر محسن سیالکوٹی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر خلفا سے ہیں۔ آپ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ آپ کے حالات نہایت بلند پایہ کے تھے۔ سلوک باطنی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقۂ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے +

حافظ نور محمد۔ آپ میر محسن کے خلیفہ ہیں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث ؓ اور حضرت قیوم رابع ؓ کی خدمت سے بہت کچھ باطنی فائدہ اٹھایا۔ میر محسن کے ساتھ حضرت امام معصوم ؒ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت سے فیض حاصل کر کے صاحب کمال ہوئے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ جب حافظ صاحب ؒ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ تو اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا +

حاجی عاشور۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت ؓ کی خدمت سے حاصل کر کے۔ خلافت پائی۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت

مہربان تھے۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد آپ نے ہی جمع کی تھی۔

اخون بدر الدین سلطان پوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا سے ہیں۔ ظاہری اور باطنی دونو علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرتؓ نے آپ کو وطن بھیجا جہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ بہت سے تبہ کمال کو پہنچے۔ آپ مخدومزادوں کے ظاہری علم کے اُستاد تھے۔

شیخ نجم الدین آپ اخون بدرالدین کے فرزند ہیں۔ آپ نے حضرت قیوم ثانیؓ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے وطن کے تمام لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ بہت سوں نے باطنی فائدہ اٹھایا۔ آپ شیخ وقت تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے سخت پابند تھے۔

شیخ انور نورسرائی لاہوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کیں۔ آپ دل و جان سے حضرت امام معصومؓ کی خدمت میں مشغول تھے۔ آنجناب کے باطنی احوال کے بارے میں چند ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے ایک کثیر الہدایت ہے۔

صوفی پائندہ طلا۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اپنے مشائخ کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ آپ سے خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ زرد کا غذ منہ میں ڈال روپیہ بنا کر مستحقوں کو دیتے۔ اس وجہ سے لوگ بکثرت آپ سے رجوع کرتے۔ اسی واسطے آپ کو پائندہ طلا کہا جاتا ہے۔

صوفی پائندہ پلاس پوش۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلیفہ تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت سے پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ ورع۔ تقوٰے۔ زہد۔ توکل قطع تعلق میں بے نظیر تھے۔ پلاس کے پتے بن کر پہنتے۔

میرزاہد کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے۔ علم ظاہر و باطن دونوں کے عالم تھے۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ علم منطق کی معتبر کتاب میر زاہد آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آپ کی تصانیف ہیں ❊

شیخ آدم تہیی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر وطن بھیج دیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ بہت سوں نے خلافت پائی۔ آپ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے ❊

شیخ ابوبکر - آپ شیخ محمد آدم کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے ❊

شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خلافت دیکر آپ کو ملتان بھیجا۔ اس گرد نواح میں آپ سے اس طریقہ کو عام رواج ہوا۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے ❊

شیخ عبداللہ قہوچی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے تھے۔ آنحضرت ؓ کے قہوہ پکانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب ؓ نے آپ کو خلافت دیکر مکہ معظمہ بھیجا۔ وہاں بہت سے لوگ آپکے مرید ہوئے۔ اور حالات عالیہ سے مشرف ہوئے ❊

حافظ صادق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت کامل خلفا سے ہیں۔ جب عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت ؓ سے ایک خلیفہ کی طلب کی۔ تو آنحضرت نے حافظ صادق کو اس کے ساتھ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ لشکر کے اکثر لوگ آپکے مرید ہوئے ❊

خواجہ ارغوان خطائی - آپ آنحضرت ؓ کے سب سے بڑے خلفا سے ہیں۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر ملک خطا میں بھیجا۔ وہاں آپکے ہاتھ سے دین اسلام کو بہت کچھ رواج ہوا۔ وہاں کے سارے سردار اور سرکش مسلمان ہو کر مرید بن گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے بتوں کو حکم دیا۔ کہ ہتھیار لیکر خطا والوں سے جنگ کرو۔ تو سارے بت ہتھیار

لیکن اُن سے لڑنے لگے خطائیوں کو شکست ہوئی۔ تمام اہل خطا یہ دیکھ کر گھبرائے۔ اور دین اسلام میں داخل ہوکر خواجہ صاحب کے مرید بن گئے۔ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے۔ وہ سارا ملک طریقہ احمدیہ معصومیہ سے پُر ہوگیا۔ کہتے ہیں۔ ایک ہزار آدمی کو خواجہ صاحب نے مجاز طریقہ بنایا۔ یہ قصہ اس سے پہلے قیومیت کے ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔ خواجہ صاحب کا مزار خطا کے پایہ تخت خان بالیغ میں ہے۔ آپ کے طریقہ کو وہاں رواج کلی حاصل ہے۔

شیخ عطاء اللہ سُورتی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ آنجناب ؓ نے آپ کو بندر سُورت میں بھیجدیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ آنحضرت ؓ کے روضۂ مبارک میں ایک قرآن شریف آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ فضلے اور شیخا دونوں صالح اور متقی اور ہندی کے اچھے شاعر تھے۔

خواجہ کلاں سمرقندی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلیفہ ہیں۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر سمرقند بھیجدیا۔ وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر خوب کاربند تھے۔

خواجہ عبدالرحمان قرآسمانی۔ قرآسمان ترکستان میں ایک علاقے کا نام ہے آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی نہایت مشقت سے آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب ؓ نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ اس ملک میں ہزارہا ترک آپ کے مرید ہوگئے۔ آپ نے قرآسمان میں سکونت اختیار کی۔ خواجہ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔

خواجہ یوسف ترکستانی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجدیا وہاں بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

خواجہ اسحاق ترکستانی۔ آپ حضرت امام معصوم کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجا۔ دشت قبچاق اور ترکستان کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید ہوئے۔ ایک روز خواجہ صاحب دشت قبچاق کے بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں ایک تازہ انگور لایا۔ بادشاہ نے کہا یہ زمرد کے مشابہ ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ انگور زمرد ہو جائیں۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ چاہتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے انگوروں پر ہاتھ رکھا۔ تو زمرد بن گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا ترکستان اور دشت قبچاق میں ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

شیخ علی یمنی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر یمن بھیجدیا۔ امام یمن آپ کا مرید ہوا۔ اور۔ اور اہل یمن بھی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔

خواجہ معین الدین بدخشی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر بدخشان بھیجا۔ اس گرد و نواح میں بہت قبولیت نصیب ہوئی۔ اکثر اہل بدخشان آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اس ملک کے بڑے شیخ شمار ہوتے تھے۔

خواجہ محمد کاشف کاشغری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیم خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو اجازت ارشاد عنایت کرکے کاشغر بھیجدیا۔ اس ملک کے تمام آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا مرید ہوا۔ نہایت صاحب استقامت تھے۔

میر شرف الدین حسین۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقبول تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔

میر مفاخر حسین۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی۔

میر مظفر حسین۔ آپ آنحضرت رضؓ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔

میر جلال الدین حسین۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔

سلوک باطنی آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

خلیفہ محمد ابراہیم۔ آپ میر جلال الدین حسین کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی پیر صاحب کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ راہ خدا طلبی میں محنت شاقہ اٹھائی۔ خلافت حاصل کی۔ بہت لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہوا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی ہیں۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آپ علم حقائق و معارف اور اس کے سمجھنے میں اپنے وقت میں لاثانی ہیں۔ اس علم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ مثنوی مولوی بزاز کا ساتواں دفتر۔ اس دفتر کی خوب تحقیق و تدقیق کی ہے +

شیخ حسن علی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب استقامت خلیفہ ہیں +

شیخ حامد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرتؓ نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک پہنچا ہے +

مولانا جلال الدین۔ آپ آنحضرتؓ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے +

حاجی عارف۔ آنحضرتؓ کے خاص خلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

خواجہ احمد بخاری۔ آپ آنحضرتؓ کے بڑے خلیفہ ہیں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا آپ کے بہت سے مرید صاحب کشف و کرامات ہوئے +

خواجہ محمد شریف بخاری۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؓ نے آپ کو ولایات ثلاثہ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی +

یار محمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؓ نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دیکر خلافت عنایت فرمائی +

مولانا محمد امین۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرتؓ نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی +

ملا نعمت اللہ۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے خلفا سے ہیں شریعت و طریقت پر کاربند تھے

مولانا الہ داد۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے مستقیم الاحوال خلیفہ تھے +

مولانا محمد امین بخاری۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے صاحب جذب قوی خلیفہ ہیں +

اخون فصیح الدین - آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے صاحب کشف و کرامت خلیفہ ہیں حافظ پیر محمد آپ حضرت قیوم ثانی رض کے نہایت عزیز الوجود خلیفہ ہیں۔ صوفی پیر محمد آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ صاحب تجرد و انقطاع ہیں۔ صوفی محمد زاہد محدث - آپ حضرت قیوم ثانی کے زہد و ورع سے موصوف تھے شیخ زین العابدین یمنی - آپ عرب کے بڑے جید عالم تھے آپ درس تدریس چھوڑ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ پھر مدینہ چلے گئے وہاں کے بہت سی لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

شیخ عمرو شافعی یمنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں - آپ یمن کے علماء جید میں سے تھے۔ درس تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی - آپ نے پیر کی متابعت کرتے ہوئے حنفی مذہب اختیار کیا لیکن آنحضرت رض نے فرمایا۔ کہ شافعی مذہب پر رہو۔ یمن میں آپکا ارشاد بکثرت ہوا +

خواجہ محمد صادق بخاری - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں - آنحضرت رض نے آپ کو خلافت دیکر عرب میں بھیجا وہاں بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے +

حاجی شریف - آپ آنحضرت کے صاحب ارشاد و مشیخت خلیفہ تھے +

خواجہ محمد حسین کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں۔ نواح کابل میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا +

صوفی سعد اللہ - آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے صاحب تصرفات و کرامات خلیفہ ہیں +

صوفی عبداللہ مغربی - آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر مغرب میں بھیجدیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

خواجہ وفا قندری - آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں آپ سے قندر میں بہت کچھ ارشاد ہوا +

اخون قاسم خراسانی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں آپ سے خراسان میں بکثرت ارشاد ہوا +

شاہ محمد پٹنی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں - پٹنہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا +

شاہ محمد رحمی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے +

رفعت بیگ - آپ آنحضرت رض کے صاحب ارشاد و مشیخت خلیفہ تھے +

مولانا عارف - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کمالات نبوت سے مشرف ہوئے +

شیخ محمد شریف کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے مستثنائے وقت خلیفہ تھے +

صوفی نور محمد - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارت عنایت فرمائی +

مولانا محمد فضل - آپ آنحضرت رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور اولیائے وقت تھے ٭
میرک عبداللہ - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں - آنجناب نے آپ کو حقیقت کعبہ کی خوشخبری دی ٭
شیخ فیض اللہ - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہر تھے ٭
صوفی مرزائی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں پشاور میں آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے ٭
محمد سالم کابلی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کی مشیخیت کا خوب رواج ہوا ٭
مولانا عبدالرزاق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ صاحب جذبہ قوی خلیفہ تھے ٭
اخون ابوالفیض کابلی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کے مرید بکثرت ہیں ٭
شیخ مصطفےٰ اندرابی - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کے خلیفہ ہیں - اندراب میں صاحب ارشاد تھے ٭
حاجی مصطفےٰ جلال آبادی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں جلال آباد میں آپ کے مرید بکثرت تھے ٭
محمد سعید سہارنپوری - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں سہارنپور میں آپ ایک مشہور شیخ تھے ٭
حاجی ابوتراب - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے ماوراءالنہر میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید تھے ٭
جان محمد درسکی - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں - بدخشان کے شہر درسک میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ٭
ملا ولی جہتی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں - جہت میں آپ کے مرید بہت ہیں ٭
میر اسحاق - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید ہیں دہلی میں آپ کے مرید بکثرت تھے ٭
محمد شاکر - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - صاحب فنا و بقا تھے ٭
مولانا محمد امین بدخشی - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کے خلیفہ اور بدخشان میں صاحب ارشاد تھے ٭
شیخ محمد سعید نارنولی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں نارنول میں صاحب مشیخت تھے ٭
خواجہ عبداللہ کولابی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ٭
ملا مشتاق - آپ آنحضرت رضؓ کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہر خلیفہ تھے ٭
غلام محمد افغان - آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی ٭
عبدالرحمن بخاری - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں بخارا میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے ٭
حاجی مصطفےٰ بنگالی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں بنگالہ میں آپ کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی ٭
اخون قاسم روپڑی - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں روپڑ میں بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے ٭

محمد برک آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ کے خلیفہ تھے۔ بدخشان میں سلسلہ مشیخت جاری کیا ❋
محمد سعید سارنگپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سارنگپور میں آپ کے مرید بہت ہیں ❋
اخون فاضل کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کابل میں آپ کے مرید بکثرت تھے ❋
اخون عبدالحق سجادل آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں ظاہری اور باطنی ہر دو علوم کے ماہر تھے
شرح قایہ بزبان فارسی آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نام سے لکھی ہے ❋

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں۔ اگر ان کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بنجائے۔ ان میں سے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی خلفا جو آنحضرت رضؓ کے مخصوص یار تھے۔ اور جو صاحب حالات اور بلند مقامات ارجمند کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ہیں۔ اور جن کی مشیخت و ارشاد کا سلسلہ بہت ہے اُن کے اسما ذیل میں درج کرتا ہوں ❋

صوفی تمر بیگ کولابی۔ شہریار بیگ بلخی۔ امام الدین سجانی۔ خواجہ ملکی۔ حافظ اسحٰق میر عثمان کولابی۔ خواجہ امان بدخشی۔ صوفی محمد یحییٰ۔ حافظ عبداللہ۔ نوشہر بخان۔ میر عزیز میر عمر۔ دوست بیگ۔ شیخ عبدالخالق۔ خواجہ قاسم ٹھٹی۔ خواجہ عبداللطیف۔ خواجہ بقا حاجی باقی شیخ بایزید۔ شیخ عبدالمومن۔ شیخ حسین مقصود۔ شیخ عبدالکریم کابلی۔ شیخ بہاؤالدین۔ فتح فقیر بنگالی۔ شیخ عبدالنبی۔ شیخ محمد مراد لاہوری۔ شیخ امان اللہ۔ شیخ محمد صدیق۔ شیخ مصطفےٰ اخون صالح کابلی۔ خواجہ عبدالآخر۔ خواجہ محمد عارف۔ شیخ عبدالحکیم۔ حافظ محمد امین شیخ عبدالرحمٰن گجراتی۔ اخون فیض محمد فتح آبادی۔ صوفی عبدالرحمٰن ترمذی۔ محمد صادق کابلی میر ابوالفتح اکبرآبادی۔ حاجی عبداللہ محدث۔ صوفی جان محمد۔ حافظ صبور۔ صوفی جمال۔ خواجہ عبدالرحمٰن معروف بہ خواجہ ماہ۔ صوفی محمود کشمیری۔ شیخ عبدالعلیم جلال آبادی۔ خواجہ ولی مولانا عارف۔ مرزا غضنفر۔ محمد علی ملتانی۔ ملا محمود ملتانی۔ شیخ ابوالقاسم بلخی۔ مولانا شرف الدین سلطانپوری۔ محمد باقر کشمیری۔ شیخ بدیع الدین۔ شیخ فضل اللہ۔ شیخ محمد یوسف۔ شیخ عبداللطیف۔ شیخ عبدالاحد۔ شیخ عبدالواحد۔ حاجی الٰہ بخش۔ شیخ جلیل۔ میر محمد زمان۔ شیخ ابوالمظفر۔ اخون رحمت اللہ۔ میر موسےٰ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ❋

مذکورہ بالا اصحاب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے مشہور خلفا میں

ہر ایک کی مشیخیت وارشاد بدرجہ کمال پہنچا ہے۔ چنانچہ ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔ اُن کے حالات اس واسطے نہیں لکھے گئے۔ کہ کلام میں طوالت آجاتی ہے بلکہ جن خلفا کی نام لکھے بھی گئے ہیں وہ بھی مجمل تاکہ سننے والوں کو ملالت نہ آئے۔ ورنہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک ایک خلیفہ کے حالات کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے ان کے علاوہ ہزارہا اور خلق صاحب استقامت و کرامت وارشاد و مشیخیت ہیں۔ طوالت کلام کے ڈر سے اُن کے نام بھی نہیں لکھے گئے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سات ہزار آدمیوں کو خلافت عنایت فرمائی۔ کہاں تک لکھوں صرف مشہور مشہور چند ایک خلفا کے مجمل حالات لکھے گئے ہیں ❖

ذکر دربیان

شمہ احوال اولیا و علما و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند۔

شاہ نعمت اللہ قادری۔ آپ حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کشف و کرامت تھے آنحضرت سے آپکا سلسلہ خط وکتابت جاری تھا۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو مکتوب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کے نام لکھے ہیں۔ شاہجہان کا دوسرا بیٹا شاہ شجاع آپ کا مرید تھا۔ جن دنوں وہ بنگالے میں تھا۔ آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا۔ آپ وہ سارا روپیہ فقرا کو بانٹ دیتے ❖

شیخ عبد الجلیل الہ آبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کمال تھے۔ لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ ظاہر باطن کا تصرف آپ کو حاصل تھا آنحضرت کی قیومیت کے مقر تھے ❖

شیخ عبد العزیز بدخشی۔ آپ بھی حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہیں۔ نہایت صاحب جذب و خوارق تھے۔ بہت آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا ❖

شاہ میر لاہوری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر۔ ہندوستان کے بڑے

شیخ اور تجرید تفرید اور توحید میں یگانۂ روزگار تھے آپ کا استغنا اس قسم کا تھا۔ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنا خرقہ ایک شخص کو دیا۔ کہ اس میں سے جوئیں نکالو۔ اُس نے بڑی خوشی سے آکر کہا۔ کہ بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے بڑی جُوں پکڑی ہے۔ آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اعلےٰ درجے کے مستغرق تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی صبح سے لیکر ظہر تک مستغرق رہتے۔ آپکے خلفا اور مرید بکثرت تھے سب اپنے شیخ کی طرح تھے۔ آپ کا مقولہ تھا۔ کہ اگر دنیا دار خدا کیلئے دنیا ترک نہیں کرسکتا۔ تو وہ اپنے نفسانی آرام کے لئے بھی ترک نہیں کرسکتا۔ آپکے کرامات و خوارق کا ظہور بکثرت ہوا ✤

شاہ بلاول لاہوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے نہایت عزیز الوجود اور صاحب بلند احوال باطنی تھے۔ آپسے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ لاہور کے اکثر آدمی آپ کے معتقد تھے۔ اپنے وقت میں نہایت مشہور و معروف تھے ✤

شاہ سرمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اور بہت سے منکر صاحب کمال و مجذوب الاحوال تھے۔ آپ مادرزاد ننگے پھرا کرتے بادشاہ نے ملا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپنا چاہیئے آپ نے جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ ملا نے جاکر بادشاہ کو کہدیا۔ کہ سرمد نے ایسا کلمہ کہا ہے۔ جس کے سبب وہ واجب القتل ہوگیا ہے۔ بادشاہ آپکے قتل کے لئے راضی ہوگیا۔ جلاد نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ تو آپ اس وقت کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ ابھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پائے تھے۔ کہ سر جُدا ہوکر زمین پر جا پڑا۔ اس وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا ✤

شیخ پیر محمد لکھنوی۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر نہایت متورع و متقی تھے۔ علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپکے تمام مرید عالم تھے۔ آپ جاہل کو مرید نہیں بناتے تھے۔ آپ زہد۔ توکل۔ قناعت اور استغنا از اغنیا میں بےنظیر تھے ✤

شیخ عبدالرحمٰن۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے نہایت صاحب کمال تھے۔ لوگ آپکے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں ✤

شیخ اسمٰعیل۔ آپ سرہند کے رہنے والے اور حضرت قیوم ثانی کے ہمعصر تھے

نہایت کامل اور صاحب حال تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو آپ نے قبول کیا۔

میر ہاشم بلخی۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر صاحب جذبہ تھے۔ قوت باطنی آپ کو بدرجہ غایت حاصل تھی۔ آنحضرت کی زیارت کیلئے بلخ سے سرہند آئے۔ آنجناب سے استفادہ کرکے پھر وطن کو لوٹ آئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپکے معتقد ہوئے آپ وہاں کے مشہور شیخ تھے۔

میر ابو العلی اکبر آبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں پہلے توران میں ایک بزرگ سے طریقہ نقشبندی اخذ کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رض کے خلیفہ میر محمد نعمان سے فیض اخذ کرکے سلوک باطنی حاصل کیا۔

شیخ عبد اللطیف آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں آپ نے محمد نعمان سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور متشرع آدمی تھے لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔

شیخ برہان برہانپوری آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر تھے شیخ محمد عیسےٰ کے مرید اور محمد غوث کے خلیفہ ہیں۔ برہانپور کے بہت سے لوگ آپکے معتقد تھے۔ آپ دکن کے مشہور شیخ تھے۔

شیخ عبد الکریم۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر۔ مرد سالک صاحب حال تھے۔ پیر محمد سلولی آپ کے خلیفہ تھے۔

شاہ دولا گجراتی۔ آپ آنحضرت کے ہمعصر تھے صاحب جذبہ تھے لیکن آپ سے کسی کو باطنی فائدہ نہیں پہنچا۔

حاجی نوشہ۔ آنحضرت کے ہمعصر۔ نہایت عزیز الوجود۔ صاحب ذوق و شوق تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔

شیخ عبد اللہ۔ آپ صاحب دعوت اور آنحضرت کے ہمعصر تھے۔ کہتے ہیں۔ متاخرین میں سوائے محمد غوث کے کوئی شخص آپ جیسا صاحب دعوت نہیں ہوا۔

شاہ مرتضےٰ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے منکر تھے اور چند ایک معتقد تھے۔ آپ کے تصرفات مشہور ہیں لیکن

آپ مجذوب اور آزاد وضع تھے۔ اکثر آزاد فقیر اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرتے ہیں۔

نور الحق۔ آپ ملا عبد الحق دہلوی کے فرزند اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہو گذرے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں جو مکتوب حضرت یعقوبؑ کے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہونے کے بھید میں لکھا گیا ہے وہ انہیں ملا نور الحق کے نام لکھا گیا تھا۔

ملا عبد اللہ۔ آپ مولوی عبد الحکیم صاحب کے فرزند اور آنحضرت رضہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ ظاہری علم میں آپ کی تصنیفات نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔

اخون عوض وجہہ۔ آپ آنحضرت کے ہمعصر اور توران کے مشہور عالم تھے۔ علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ سلوک باطنی آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ سے حاصل کیا۔

ملا وجیہ الدین۔ آپ ہندوستان رضہ کے جید عالم تھے۔ ہزارہا آدمیوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ علم معقول اور منقول میں آپکی بہت تصنیفات ہیں۔ اکثر کتابوں پر حاشئے اور اُنکی شرح لکھی ہیں۔

ملا جیون۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ظاہری علم بدرجہ کمال حاصل کیا تھا۔ اس علم میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔

مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ اور بہت سے علما بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند تھے۔

کہتے ہیں۔ ملا سعد اللہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن چونکہ وزیر تھا۔ اس واسطے دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنے کے سبب اس کے علم کو رواج نہ ہُوا۔

دوسرا ملا زاہد کابلی صاحب تہذیب۔ آپ کے حالات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا میں بیان ہو چکے ہیں۔

تیسرا سید محمد قنوجی۔ اُن کے علاوہ اور بھی بہت تھے ٭

مولانا شریف کسکنہ بخاری۔ آپ بخارا کے مشہور عالم تھے۔ علم معقول اور منقول میں اپنے ملک میں لاثانی تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے سلوک باطنی حاصل کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے مقر ہوئے ٭

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر شعرا میں سے ملک الشعرا ناصر علی سرہندی ہے جس کا حال پہلے بھی لکھا ہے۔ آنحضرت کا مرید تھا۔ نزع کے وقت یہ نظم کہی ؎

از عبادت باز دار دیاد احسانِ توام
زیں ادب بے توشہ مے آیم کہ مہمانِ توام

صائب ایران سے ہند میں آیا۔ مدت تک یہاں رہکر ایران چلا گیا۔

صائب کی مثال گوئی مشہور ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

پیشانئے عفو ترا بر جبیں نسازد جرم ما
آئینہ کے برہم خورد از زشتئے تمثال ہا

جلال امیر شاہزادۂ ایران کو اس کے یہ اشعار پسند آئے ؎

اگر بروئے گل خندیدہ باشد — بخود صد پیرہن مالیدہ باشد

غنی کشمیر کا رہنے والا مشہور شاعر ہوا ہے ؎

سنگیں دل است آنکہ نظر ہر ملائم است
پنہاں درون پنبہ بود پنبہ دانہ را

غنیمت کنجاہی کی مثنوی بہت مشہور ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

مبارک باد مرگ نو باستاد — بمکتب میرود طفل پریزاد

مرزا بیدار منیر بہت مشہور ہے اور اور شعر بھی نہایت رنگین اور سنگین ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے

عینک چشم آفتاب شدہ — حلقۂ زلفِ او نتاب شدہ

قصائد مغر فطرت بہت اچھے ہیں۔ حسب ذیل شعرا نہیں کے قصائد سے ہے ؎

حرمانِ وصل چیست چو مطلب رضائے تست
خواہی بعزہ مے کشش خواہی بانتظار

جو شعرا سر ہند میں تھے مثلاً شرف الدین حسین۔ مفاخر حسین۔ مظفر حسین اور

محمد زمان اسنخ ان کے حالات اس سے پہلے کچھ کچھ لکھے گئے ہیں ٭
آنحضرت کے ہمعصر بادشاہ ہند میں جہانگیر۔ شاہجہان اور اورنگزیب تھے
جہانگیر کے وقت میں مسند قیومیت پر بیٹھے۔ شاہجہان کے وقت سے لیکر اورنگزیب
کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا تینوں بادشاہ آنحضرتؓ کے مرید تھے
جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے ٭
توران میں عبدالعزیز خان بادشاہ تھا۔ اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونو بھی
آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے ٭

وصلی اللہ تعالے علی حبیبہ
وآلہ واصحابہ
وذریاتہ واھلبیتہ
اجمعین الی یوم الدین امین امین یارب العلمین
برحمتک یا ارحم الرحمین

٭

اللھم اغفر لمؤلفہ ولکاتبہ ولحافظہ ولقاریہ ولمن سعی فیہ



ضروری اطلاع

اردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات

یہ نادر اور بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہادئے شیخ و شاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و خواجہ جہاں شاہ والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات سے پر ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ کتاب رفیق السالکین

اس کتاب میں حضرت خواجہ کلاں رح کے پاک حالات ہیں طالبان مولا کی خاطر اردو ترجمہ کرایا گیا ہے قیمت ۶ر

اردو ترجمہ کتاب انیس الطالبین

یہ کتاب حضرت خواجہ خواجگان حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندی کے مقامات و ارشادات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ کتاب سلک سلوک

مصنفہ حضرت مولنا نخشبی رح ... سلک نہایت دلکش پیرایہ ...

ارد[illegible] کتاب انیس الارواح

قیمت ۴ر

... مقامات و ملفوظات و مکتوبات کو جمع فرمایا ہے

جواہر ... قیمت عہ

اردو ترجمہ کتاب راحت المحبین

ملفوظات حضرت محبوب الٰہی نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خسرو دہلوی قیمت ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ

حضرت خواجہ محمد امین نقشبندی نبیرہ حضرت مجدد صاحب ادبی نیز آپ کے صاحبزادگان والا تبار کے حالات قلمبند فرمائے ہیں - ہر ایک نقشبندی مجددی کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں اس کتاب میں ۱۲ باب ہیں قابل دید ہے - قیمت ۱۲ر

ملک فضل الدین و چنن الدین و تاج الدین تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں بازار کشمیری لاہور